ڈاکٹر عبادت بریلوی
نالۂ دردؔ
تالیف
خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمۃ
ترتیب و مقدمہ
ادارۂ ادب و تنقید، لاہور

حضرت خواجہ میر دردؒ بارہویں صدی ہجری کے صوفیائے کرام میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ وہ ۱۱۳۳ھ میں دلّی میں پیدا ہوئے اور اس آشوبِ قیامت کے باوجود جس سے دلّی اُس زمانے میں دوچار تھی ہمیشہ دلّی ہی میں رہے۔ ۱۱۹۹ھ میں دلّی ہی میں اُن کا انتقال ہوا۔ انہوں نے زندگی درویشی کے عالم میں بسر کی اور ان کا روحانی فیض عام رہا۔

خواجہ صاحب ایک عظیم صوفی شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف کے مفکر بھی تھے۔ انہوں نے تصوف کے مسائل کو سمجھنے سمجھانے کیلئے کئی رسالے لکھے۔ اسرار الصلوٰۃ، واردات، علم الکتاب، نالۂ درد، آہِ سرد، شمعِ محفل، دردِ دل، حُرمتِ غنا، واقعاتِ درد اور سوزِ دل اُن کی مشہور تصانیف ہیں۔

نالۂ درد حضرت خواجہ میر دردؒ کا مشہور رسالہ ہے۔ واردات اور علم الکتاب لکھنے کے بعد جو موضوعات تصوف باقی رہ گئے تھے، ان پر خواجہ صاحب نے وقتاً فوقتاً اظہارِ خیال کیا۔ ان خیالات کو ان کے چھوٹے بھائی اور مُرید خواجہ میر اثرؔ جمع کرتے رہے اور اس طرح یہ رسالہ نالۂ درد مرتب ہوا۔ اس میں تصوف اور اسلامی نظامِ اخلاق سے متعلق بڑی ہی اہم باتیں ہیں۔

یہ رسالہ فارسی میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ اس لیے شائع کیا جا رہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں گے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی

سلسلۂ مطبوعات شعبۂ تاریخ ادبیات ، ادارۂ ادب و تنقید ، لاہور

نالۂ دردؒ

★

تالیف

خواجہ میر دردؒ

★

تصحیح ، ترتیب و مقدمہ

ڈاکٹر عبادت بریلوی

پروفیسر زبان و ادبیات اردو ، پنجاب یونیورسٹی

پرنسپل

یونیورسٹی اورینٹل کالج ، لاہور

★

شعبۂ تاریخ ادبیات

ادارۂ ادب و تنقید ، لاہور

Scanned by CamScanner

تصنیف : نالۂ درد

مصنف : حضرت خواجہ میر دردؒ دہلوی

تصحیح ترتیب و مقدمہ : ڈاکٹر عبادت بریلوی

ترجمہ : ظفر عالم

نظرثانی : ڈاکٹر محمد بشیر حسین ، ڈاکٹر سید ناظر حسن ،
ڈاکٹر رانا احسان الٰہی

طابع : سید اظہار الحسن رضوی

مطبع : مطبع عالیہ ۱۰۰ ، ٹمپل روڈ لاہور

ناشر : شعبۂ تاریخ ادبیات ، ادارۂ ادب و تنقید لاہور

تاریخ اشاعت :

قیمت

مقدمہ

حضرت خواجہ میر دردؒ بارہویں صدی ہجری اٹھارویں صدی عیسوی کے صوفیائے کرام میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں ۔ وہ ۱۱۳۳ھ میں دلی میں پیدا ہوئے اور اس آشوب قیامت کے باوجود ، جس سے اس زمانے میں دلی دوچار تھی ، ہمیشہ دلی ہی میں رہے ۔ ۱۸۹۰ء میں دلی ہی میں ان کا انتقال ہوا ۔ انھوں نے اپنی زندگی درویشی کے عالم میں بسر کی ۔ زندگی بھر گوشے میں بیٹھے رہے ۔ لیکن اُن کا روحانی فیض عام رہا ۔ ساری زندگی تصوف سے انھوں نے گہری دلچسپی لی ۔ سلسلہ محمدیہؒ ، جو ان کے والد حضرت خواجہ ناصر عندلیب نے قائم کیا تھا ، اس کو انھوں نے فروغ دیا ۔ ذات باری سے انھیں قربت حاصل تھی اور وہ عشق رسولؐ سے سرشار تھے ۔ شریعت کی پابندی بھی ان کا شعار تھا ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اردو اور فارسی کے نامور شاعر بھی تھے ۔ اسلامی تصوف کی مزاج دانی بھی ان کا خاص میدان تھا ۔ یہ صحیح ہے کہ انھوں نے اپنی شاعری میں بھی تصوف کے بے شمار معاملات و مسائل کو تجربات اور واردات و کیفیات کا روپ دیا ہے ، اور جتنا بھی غور کیا جائے ان کی شاعری میں مسائل

تصوف کی تہیں کھلتی ہوئی نظر آتی ہیں ۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ اردو شاعری میں تصوف کو جس طرح انھوں نے پیش کیا ، کوئی اور اس طرح پیش نہ کر سکا ۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ ان کے ہاں مسائل تصوف کے ان پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی ترجمانی سے اس کارگہ شیشہ‌گری کو ٹھیس نہیں لگی جس کو شاعری اور شاعرانہ فن کاری کہا جاتا ہے ۔ اور اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ تصوف اور اس کے مسائل حضرت خواجہ میر دردؔ کے ہاں واردات و کیفیات کا روپ اختیار کرتے ہیں اور صحیح شاعرانہ تجربہ بن کر سامنے آتے ہیں ۔

بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ میر دردؔ زندگی بھر تصوف اور اس کے مسائل پر غور و فکر کرتے رہے ، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ ان میں ڈوبے رہے ۔ ان کی دنیا صرف تصوف اور درویشی تھی ۔ انھوں نے ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جو صوفیائے کرام کا مشہور و معروف خاندان تھا ۔ ان کے والد حضرت خواجہ ناصر عندلیب اپنے زمانے کے مشہور و معروف صوفی بزرگ تھے ۔ انھیں کے سائے میں خواجہ میر دردؔ کی پرورش اور نشو و نما ہوئی ، اور انھوں نے ساری زندگی اپنے والد محترم حضرت خواجہ ناصر عندلیب کے خیالات و نظریات کو عام کرنے کی کوشش کی ۔ یہ کام انھوں نے اپنی اردو اور فارسی شاعری کے ذریعے سے بھی انجام دیا ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے ایسے رسالے بھی لکھے اور ایسی کتابیں بھی تصنیف کیں جو اسلامی تصوف کے نظام کو سمجھنے سمجھانے اور اس کو پھیلانے اور عام کرنے میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں ۔

خواجہ میر دردؔ نے پندرہ سال کی عمر سے یہ کام شروع کیا ۔ ان کی پہلی تصنیف رسالہ اسرار الصلواۃ ہے ۔ یہ رسالہ انھوں نے ۱۱۴۸ھ میں لکھا ۔ اس وقت خواجہ میر دردؔ کی عمر صرف پندرہ سال تھی ۔ اس رسالے میں انھوں نے نماز کے مختلف پہلوؤں کی اہمیت کو واضح کیا ہے ، اور یہ لکھا ہے کہ "اپنے والد محترم کی بدولت مجھ پر نماز کے مختلف پہلو پوری طرح واضح ہوئے ۔ اس لیے میں نے ان کے اثر سے اس رسالے کو لکھا تاکہ میرے یہ خیالات عارفوں کے لیے لطف و انبساط کا باعث ہوں" ۔

اس رسالے کو ، عرصہ ہوا ، مولانا نور الحسن خاں صاحب نے بھوپال سے شائع کیا تھا ۔ لیکن اب یہ رسالہ عرصے سے نایاب ہے ۔

رسالہ واردات ، دوسرا رسالہ ہے جس کو حضرت خواجہ میر دردرحمہ نے ۱۱۷۲ھ میں لکھا ۔ یہ ان واردات کا مجموعہ ہے جو عالم سلوک و جذب میں خواجہ صاحب پرگزرتی تھیں ۔ ان واردات کو انھوں نے مختلف رباعیات کی صورت میں پیش کر دیا ہے ۔ اس میں معرفت و حقیقت کی باتیں ہیں ۔ یہ رسالہ خواجہ میر دردرحمہ نے ۳۹ سال کی عمر میں لکھا ، اور اپنے والد محترم حضرت خواجہ ناصر عندلیب کی خدمت میں پیش کیا ۔ اس میں ۱۱۱ واردات ہیں ۔

خواجہ میر دردرحمہ کی تیسری تصنیف علم الکتاب ہے ۔ یہ کتاب خاصی ضخیم ہے ، اور اس میں ان ۱۱۱ واردات کی تشریح ہے جو رسالہ واردات کی صورت میں پیش کی گئی تھیں ۔ گویا یوں سمجھنا چاہیے کہ علم‌الکتاب واردات کی مفصل شرح ہے ۔ عرصہ ہوا ۶۴۸ صفحات کی اس ضخیم فارسی کتاب کو بھی مولانا نورالحسن خاں صاحب نے شائع کیا تھا ۔ لیکن اب یہ بھی ایک زمانے سے نایاب ہے ۔

'نالہ درد' حضرت خواجہ میر دردرحمہ کا چوتھا رسالہ ہے ۔ واردات اور علم‌الکتاب لکھنے کے بعد ، جو موضوعات تصوف باقی رہ گئے تھے ، ان کے بارے میں خواجہ صاحب نے وقتاً فوقتاً اظہار خیال کیا ۔ ان خیالات کو ان کے چھوٹے بھائی‌اور مرید خواجہ میر اثر جمع کرتے رہے اور اس طرح یہ رسالہ نالہ درد ، مرتب ہوا ۔ اس میں تصوف اور اسلامی نظام اخلاق سے متعلق بڑی ہی اہم باتیں ہیں ۔ یہ رسالہ بھی فارسی میں ہے اور ۱۲۱ صفحات کے اس رسالے کو بھی مولوی نورالحسن خاں صاحب نے شائع کیا تھا ۔ لیکن اب یہ بھی نایاب ہے ۔ یہ رسالہ اپنے موضوع کے اعتبار سے تو اہم ہے ہی لیکن اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کے شروع میں خواجہ میر دردرحمہ نے اپنے اُن علمی کاموں کی تفصیل پیش کی ہے جو انھوں نے اسلامی تصوف کے موضوع پر کیے ہیں ، اور نالہ درد کے بنیادی موضوعات پر بھی روشنی ڈالی ہے ۔ لکھتے ہیں :

"اس کے بعد عرض ہے کہ بندۂ دل سرد خواجہ میر دردؒ ، خدا اس کی مغفرت کرے ، جو مسلمانوں میں سب سے ادنٰی اور کمترین ہے ، یوں بیان کرتا ہے کہ فطری طور پر اس کمترین کو قوت گویائی کا وافر حصہ ملا ہے ، جس کی وجہ سے بچپن ہی سے شعر و نثر میں الٹی سیدھی باتیں کہتا آیا ہوں ، اور اب بھی کر رہا ہوں ۔ میں ہمیشہ اس بات پر بھی عمل پیرا رہا ہوں کہ جس نے خدا کو پہچان لیا اس کی قوت گویائی بڑھ جاتی ہے ۔ اگرچہ کبھی کبھی میں نے خاموشی بھی اختیار کی ہے ۔ لیکن جب بھی جنون گفتار دوبارہ جوش میں آ جاتا ہے تو سخن سرائی کے لق و دق صحرا کی جانب بے اختیار دوڑتا ہوں ۔ چنانچہ پندرہ سال کی عمر میں میں نے ایک رسالہ اسرار الصلواۃ کے نام سے اس وقت لکھا جب میں رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ، اعتکاف کی حالت میں تھا ۔ اس کے بعد میں نے ۳۹ سال کی عمرمیں رسالہ واردات لکھا ۔ اس کی تشکیل کے بعد میں نے اس مختصر رسالے کی شرح علم‌الکتاب کے نام سے لکھی ۔ یہ ایک سوگیارہ (۱۱۱) ابواب پر مشتمل ایک مبسوط کتاب ہے جس کی تصنیف و تالیف میں مجھے ایک مدت لگی ۔ اس کتاب کو مکمل کرنے کے بعد بھی کبھی کبھی جو کچھ ذہن میں آتا ، اور جو دل پر وارد ہوتا آسے لکھ لیتا ۔ اس رسالے میں میں نے سوائے اپنے اشعار کے کسی دوسرے کے کلام کو شامل نہیں کیا ۔ ان کلمات کو جمع کرنے کا کام میرے بھائی میر محمدؒ اثر نے اپنے ذمے لیا ۔ ہوتے ہوتے وہ ایک اچھا خاصا رسالہ بن گیا جس کا نام نالۂ درد رکھا گیا ۔ اس نام سے میرے غفلت بھرے دل کے درد کی نمائندگی ہوتی ہے ، اور اس کو نالۂ عندلیب سے مناسبت بھی ہے ، جو قبلہ والد صاحب کی تصنیف ہے ۔ اللہ تعالٰی نیتوں کو خوب جانتا ہے ، اور وہی نجات کی راہ دکھانے والا ہے ۔ انشاء اللہ میرے دل کا یہ نالہ جو ایک آہ سرد کی مانند ہے ، ہر فرد بشر کے دل پر اثر کرے گا ۔"

(نالۂ درد)

اس بیان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت خواجہ میر دردؒ کا یہ رسالہ نالۂ درد کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی ایک سچے مسلمان اور ایک صوفیٔ باصفا کو ضرورت ہوتی ہے۔ اور پھر جس طرح خواجہ صاحب نے ان معاملات و مسائل کو بیان کیا ہے اس کے تو ایک ایک لفظ سے درد ٹپکتا ہے، اور اس کے پیچھے ایک بے چین اور بیقرار دل کے تڑپنے کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ اس رسالے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ میر دردؒ پر جذب کا عالم بھی طاری رہا ہے، اور اس جذب و شوق میں وہ ہر لمحہ آہ کھینچتے اور آنسو بہاتے رہے ہیں۔ ذات باری سے انھیں قرب حاصل رہا ہے اور وہ عشق رسولؐ سے سرشار رہے ہیں۔ فرط شوق کا ان کے یہاں یہ عالم رہا ہے کہ انھوں نے ہر حال میں نالہ کیا ہے اور آنسو بہائے ہیں۔ وصل کی حالت میں خوشی کے آنسو اور عالم ہجر میں رنج و غم کے آنسو۔ غرض یہ کہ خواجہ میر دردؒ کا یہ رسالہ نالۂ درد ان کی تصانیف میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

نالۂ دردؒ کے بعد خواجہ صاحب نے 'آہ سرد، شمع محفل' درد دل، حرمت غنا، واقعات درد اور سوز دل کے ناموں سے تصوف کے مختلف موضوعات پر رسالے تصنیف کیے۔ ان میں شمع محفل اور دردِ دل کو انھوں نے ۱۱۹۵ھ میں شروع کرکے ۱۱۹۹ھ میں اپنی وفات سے چند ماہ قبل مکمل کیا۔ درد دل کے آخر میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں :

"اب میری عمر کا چھیاسٹھواں سال ہے، اور یہ رسالہ ختم ہو رہا ہے۔ مبارک اسم اللہ کے بھی عدد چھیاسٹھ ہیں۔ صحیفہ واردات ۱۱۷۲ھ میں ختم ہوا تھا۔ اسی سال والد عالی مرتبہ نے چھیاسٹھ سال کی عمر میں رحلت فرمائی تھی۔ حسن اتفاق کہ اس رسالے کا خاتمہ امسال ہوا جو میرا ارتحال ہے۔ یہ رسالہ شمع محفل کے ساتھ ۱۱۹۵ھ میں شروع ہوا تھا۔ اب ۱۱۹۹ھ میں ختم ہو رہا ہے۔ ظاہرا یہ خاتمہ توام ہے۔ سکوت خاتمہ بالخیر راقم رسالہ ہے۔"

کہا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ میر دردؒ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی ، اور اس رسالے کو مکمل کرنے کے بعد چند ماہ کے اندر ۲۴ صفر ۱۱۹۹ھ کو ان کا انتقال ہوگیا ۔

خواجہ صاحب کے یہ تمام رسالے اسلام اور اسلامی تصوف کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے بیش بہا خزانے کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ چنانچہ اسی احساس نے میرے دل میں اس خواہش کی شمع فروزاں کی کہ ان رسالوں کو اس طرح شائع کیا جائے کہ زیادہ سے زیادہ افراد ان سے استفادہ کر سکیں ۔ اسی خیال سے ، چند سال ہوئے ، میں نے اپنے ایک شاگرد ظفر عالم سے ، ام ۔ اے کے تھیسز کے طور پر ، نالۂ دردؒ کا ترجمہ کروایا جس کی نگرانی میرے شاگرد ڈاکٹر میاں بشیر حسین نے کی جو اب اورینٹل کالج میں فارسی کے ایسوسیٹ پروفیسر ہیں ۔ اس کے علاوہ اورینٹل کالج میں اردو کے اُستاد ڈاکٹر سید ناظر حسن صاحب نے اور عربی کے پروفیسر ڈاکٹر رانا احسان الٰہی صاحب نے بھی اس کو دیکھا ، نظرثانی کی ، قرآنی آیات اور احادیث کی تصحیح کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھا اور نوک پلک کو درست کیا ۔ پھر میں نے بھی اس پر تصیحح کے خیال سے نظرثانی کی اور جگہ جگہ اس کے انداز و اسلوب کو بدلا ۔ اس طرح ترجمے کا یہ متن نہایت اہتمام سے طباعت کےلیے تیار ہوا ۔

اور اب اسلامی تصوف سے متعلق حضرت خواجہ میر دردؒ کی اس اہم کتاب کو شعبۂ تاریخ ادبیات کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے ۔ اس خیال سے کہ اس کے اردو ترجمے سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو استفادے کا موقع ملے گا ، اور اس میں اسلام ، اسلامی تصوف اور انسانی اقدار سے متعلق جو گراں قدر خیالات اور ارفع الفکر پیش کیے گئے ہیں ، وہ حضرت خواجہ میر دردؒ کی عظیم شخصیت کو سمجھنے اور ان کی پہلودار شاعری کی روح سے آشنا ہونے میں مد و معاون ثابت ہوں گے ۔

عبادت بریلوی

اورینٹل کالج لاہور
۲۵ فروری ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھ بے بضاعت سے حمد الٰہی کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے۔ للہذا زبان قلم سے کچھ کہنے سے بیشتر بہتر ہے کہ کلمات مسنونہ "لا احصی ثناء علیک انت کما اَثنَیتَ علی نفسک" (تیری تعریف کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا اور تیری ثنا وہی سب سے بہتر ہے جو تو نے خود کی ہے) پڑھوں۔

اللہ اللہ! ذات مقدس الٰہی کی نیرنگیاں جن کا منشا گوناگوں صفات اور اسماء کا اظہار ہے، عجب گل ہمیشہ بہار ہے کہ جس کی ہتی ہی سے اس کا قادر مطلق صانع بے نظیر، اور لامکاں ہونا جلوہ گر ہوتا ہے اور نفوس قدسیہ و واجبیہ جو دراصل مختلف جمالی و جلالی آثار کا مبدا ہے عجیب انداز کا مجموعہ ہے کہ تنزیہ و تشبیہ کے سارے رنگ نا پائدار ہونے کے باوجود پائدار ہیں۔ پس ہر فکر رسا کا باز، جس قدر بھی اونچا اڑے وحدت و یکتائی کے آشیانے کو ہمیشہ اپنے سامنے پائے گا اور ہر سالک راہ سلوک جس قدر بھی تیز چلے چار دانگ عالم میں سوائے وحدت ذات کے کچھ نہ دیکھ سکے گا۔ اس لیے کہ گلشن کائنات

کی ہر پتی میں وہ خالق حقیقی کی خوشبو کو چھپا دیکھے گا ۔ بمصداق کہ اللہ ہر چیز پر قادر و محیط ہے ۔

رباعی :

اے وہ جس کی گلی ہر موسم بہار کو رشک آتا ہے ۔ جس طرف بھی میں گیا اور جس طرف سے گزرا اس باغ کے ہر پھول کے ہر پہلو میں میں نے تیری ہی صورت دیکھی اور تیری ہی خوشبو سونگھی ۔ مجھ جیسے ہیچ مداں سے نعت رسول مقبول نہ کہی جائے گی جو آپ کے شایان شان ہو ۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ درود شریف کو اپنا وظیفہ بناؤں ۔

یا حضرت آپ کی ذات میں اتنے فضائل و کمالات جمع ہیں کہ مجھ جیسا ناقص علم ان کو بیان کرنے سے قاصر ہے ۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ آپ کی ذات نور الٰہی کا ایک حصہ ہے ۔ آپ کا مرتبہ جو عرش بریں سے بھی بالاتر ہے لولاک لما خلقت الافلاك سے ہی ظاہر ہے کہ تو ذات حق میں اس طرح مستغرق ہے کہ تجھ میں اور حق تعالیٰ کی ذات میں فرق کرنا مشکل ہے ۔ جس نے تجھ سے منہ موڑا اس نے گویا خدا تعالیٰ سے اپنا رشتہ توڑا ۔

رباعی :

آپ کی شخصیت نور مجسم ہے اور آپ کا مرتبہ عرش بریں سے بالاتر ہے ۔ آپ اس قدر فنا فی اللہ ہیں کہ آپ کا سایہ خدا کے سائے میں گم ہوگیا ہے ۔

اس کے بعد عرض ہے کہ بندۂ دل سرد خواجہ میر درد ، خدا اس کی مغفرت کرے ، جو مسلمانوں میں سے ادنٰی اور کمترین ہے یوں بیان کرتا ہے کہ فطری طور پر اس کمترین کو قوت گویائی کا وافر حصہ ملا ہے جس کی بنا پر بچپن ہی سے شعر و نثر میں الٹی سیدھی باتیں کہتا آیا ہوں اور کر رہا ہوں ۔ اور ہمیشہ اس بات پر عمل پیرا رہا ہوں کہ جس نے

خدا کو پہچان لیا اس کی قوت گویائی بڑھ جاتی ہے ۔ اگرچہ کبھی کبھی میں نے سکوت بھی اختیار کیا ہے ۔ لیکن پھر جب جنونِ گفتار دوبارہ جوش میں آ جاتا ہے تو سخن سرائی کے لق و دق صحرا کی جانب بے اختیار دوڑتا ہوں چنانچہ پندرہ(۱۵)سال کی عمر میں میں نے ایک رسالہ ''اسرارالصلوۃ'' کے نام سے اس وقت لکھا جب میں رمضان مبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کی حالت میں تھا ۔ اس کے بعد میں نے اُنتالیس سال کی عمر ''رسالہ واردات'' لکھا ۔ اس کی تکمیل کے بعد میں نے اس مختصر اور موجز رسالے کی شرح ''علم‌الکتاب'' کے نام سے لکھی ۔ یہ ایک سو گیارہ (۱۱۱) ابواب پر مشتمل ایک مبسوط کتاب ہے جس کی تصنیف میں مجھے ایک مدت لگی ۔ اس کتاب کو مکمل کرنے کے بعد بھی کبھی کبھی جو کچھ ذہن میں آتا اور جو دل پر وارد ہوتا اسے لکھ لیتا ۔ اس رسالے میں میں نے سوائے اپنے اشعار کے کسی دوسرے کے کلام کو شامل نہیں کیا ۔ ان کلمات کو جمع کرنے کا کام میرے بھائی ''میر محمد اثر'' نے اپنے ذمے لیا ۔ ہوتے ہوتے وہ ایک اچھا خاصا رسالہ بن گیا جس کا نام ''خرد نالۂ درد'' رکھا گیا ۔ اس نام سے میرے غفلت بھرے دل کے درد کی نمائندگی بھی ہوتی ہے اور اس کی ''نالۂ عندلیب'' سے مناسبت ہے جو قبلہ والد صاحب کی تصنیف ہے ۔ اللہ نیتوں کو خوب جانتا ہے اور وہی نجات کی راہ دکھانے والا ہے ۔ انشاء اللہ میرے دل کا یہ نالہ جو ایک آہ سرد کی مانند ہے ہر فرد بشر کے دل پر اثر کرے گا ۔

مطلع غزل : درد کے رسالے سے درد برستا ہے ۔ درد کا یہ نالہ درد دل کی تفسیر ہے ۔ اس گناہ گار نے ان نالوں اور آہوں کو اس لیے جمع کیا ہے کہ کبھی کبھی انہیں پڑھ کر آنسو بہایا کروں اور اپنے بے قرار دل کے لیے سامان تسلی و اطمینان فراہم کیا کروں ۔

تتمہ : آہ دل کو تسلی بخشتی ہے اور آنسو بہانے سے دل کا درد کم ہوتا ہے ۔ بہرحال ایسا درد مند محبت ہوں کہ جیسے راحت کی حالت میں بھی رنج سے نجات نہیں ۔ کیونکہ عاشق ہمیشہ بے قرار رہتا ہے ۔

وصل کی حالت میں خوشی کے آنسو اور ہجر کی حالت میں آہ و زاری اس کا مقدر بن جاتی ہے ۔

مقطع : درد مند ہوں بس اتنا جانتا ہوں کہ قدرت نے میری قسمت میں درد ہی درد لکھا ہے ۔ واللہ ہو الناصر و بہ نستنصرہ ۔

ترجمہ : اللہ ہی مدد کرنے والا ہے اورہم اسی سے مدد مانگتے ہیں ۔

چونکہ میں قبلہ والد صاحب کی کتاب "نالہ عندلیب" کی تصنیف کے وقت ان کی خدمت میں تھا اور میں نے اس کی تاریخ کہی تھی جو انھیں پسند آئی اور انہوں نے اسے کتاب میں شامل کر لیا ۔ وہ قطعہ یہ ہے ۔

قطعہ :

سال تاریخ ایں کلام شریف
کہ بسوی حق انجذاب نماست

کرد الہام حق بگوش دلم
نالہ عندلیب گلشن ماست

۱۱۵۳ھ

اس کلام شریف کا سال تاریخ جو خدا کی طرف متوجہ کرتی ہے ۔ خدا نے میرے دل پر القا کیا کہ "نالہ عندلیب" ہمارا باغ ہے ۔

اس طرح میرے عزیز بھائی میر اثر نے بھی ایک قطعہ تاریخ کہا جو درج ذیل ہے ۔

قطعہ :

کرد الہام حق بگوش اثر
این کلامے ست کز حبیب منست

گوش کن از سر صفا و صدق
نالہ درد عندلیب منست

خدا نے اثر کے کان میں یہ آواز بھی دی کہ یہ کلام میرے ایک دوست کا ہے ۔ خلوص کے کانوں سے سنیے کہ ''نالہ درد'' میری بلبل ہے ۔ اگرچہ میری فکری اڑان کے لیے یہ دو کتابیں یعنی ''نالہ درد'' اور ''واردات'' دو شہر ہیں ۔ لیکن ''نالہ عندلیب'' کے سامنے فرش راہ کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ پس ''علم الکتاب'' جو واردات کی شرح ہے، کا مقام ان دو رسالوں کی وجہ سے ہے اور ''نالہ عندلیب'' تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ''علم الکتاب'' کو واسطہ بنانا چاہیے ۔ ''علم الکتاب'' مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق ''نالہ عندلیب'' کے سمندر کا ایک قطرۂ ہے کیونکہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے ۔

نالہ ۱ : اے درد ! تو جو خواجہ میر کہلاتا ہے، تجھے چاہیے کہ خواجہ (ناصر عندلیب) کے شوق میں جان دے دے کہ تیرا خواجہ ہر وقت ظاہری و باطنی طور پر تمھارا ناصر و مددگار ہے ۔ تاکہ تمھارا خاتمہ بالخیر ہو اور مرتے وقت غیر کا تصور تمھارے خیالات میں شریک نہ ہو ۔ انسان کو ہمیشہ بندگی کرنی چاہیے اور عہد عبودیت کو وفا کرنا چاہیے ۔ پھر خدا جو چاہے کرے ۔ جیسا وہ چاہیں ویسا ہی پیش آ جاتا ہے ۔ خواہ دیدۂ و دانستہ ساری خطائیں معاف کر دیں تو جس طرح ضرب السلام کے ساتھ معاملہ فرمایا ۔ یا اگر انصاف کرنا چاہیں تو ساری تقصیروں پر سزا دے دیں ۔ لیکن مجھے یقین کامل ہے کہ میرا مہربان باپ کہ جس کا خلق خالق مطلق کے خلق کا آئینہ دار ہے اور جو رب رحیم کی مہربانیوں کا مظہر ہے ، اپنے کرم پر نگاہ رکھے گا اور مجھ سے کچھ نہ پوچھے گا ۔ اس کی رحمت کی حمایت میرے لیے ہر جگہ کافی اور میری سچی عقیدت مندی سند معافی ثابت ہوگی ۔

فرد : ہر لمحہ اس کی حمایت کے سائے تلے زندگی گزارتا ہوں ۔ کیونکہ اے درد ! ہر جگہ وہ مالک اپنے بندے کا حافظ و ناصر ہے ۔ قلسنا اللہ بنصرۃ سرہ و عفا عنا ببرکۃ برہ ۔

نالہ ۲ : دنیاوی جاہ و جلال ایک عارضی شے ہے اور ملائی و پارسائی پر بھی معذرت کرنی پڑتی ہے ۔ جو چیز انسان کو کمال تک پہنچاتی ہے

وہ بیان سے باہر ہے ۔ جو کچھ ہے وہی ہے باقی سب وہم و گمان ہے ۔ وہ چیز کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ باقی سب صفات ہیچ ہیں اور کسی کو بھی وہ ایک جو کے بدلے نہیں خریدتے ۔

"یہ سعادت زور بازو سے نہیں بلکہ محض رضائے الٰہی سے حاصل ہوتی ہے ۔ نظر بلند مقاصد حیات پر رکھنی چاہیے اور مذکورہ معاملات کو ذہن میں نہیں لانا چاہیے"۔

رباعی : اگر حشمت و دولت حاصل ہے تو وہ وہم اور ہوس سے زیادہ کچھ نہیں ۔ اگر علم و ہنر نصیب ہے تو شعبدہ بازی کے مترادف ہے ۔ اس لیے اے درد ! اگر تو بلند ہمت ہے تو تجھے وہ بننا چاہیے جو کوئی نہ بن سکے ۔

نالہ ۳ : وہ آگہی اور عرفان جو لاشعوری طور پر آدمی کو ہمیشہ کے لیے مسند تسکین پر بٹھائے رکھتی ہے اور ہر معرفت کی راہ دکھاتی ہے ، عجب نعمت ہے ۔ یہ آگہی اور عرفان صرف باکمال اور عالی ذہن لوگوں کو نصیب ہوتا ہے ۔ جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کے سارے اسرار ان کے سامنے عیاں ہو جاتے ہیں ۔ یہ آگہی عاشقان روشن ضمیر اور حقیقت کے تیزبیں لوگوں کے ہمیشہ شامل حال رہتی ہے ۔ عجیب طرح کی بجلی سی ہوتی ہے کہ جب کسی انسان کے دل پر پڑتی ہے تو اس دل سے تمام امکانی وسوسوں کے آشیانوں کو جلا دیتی ہے اور انسان کو کلمہ طیبہ کی گہرائیوں تک پہنچا دیتی ہے اور اسے فنافی اللہ کی منزل تک پہنچا دیتی ہے ۔ اس منزل پر پہنچ کر بادشاہت اور فقیری یا راکھ اور مٹی یکساں نظر آنے لگتی ہے ۔ ایسا صاحب حال دونوں جہان میں متوکل علی اللہ کہلاتا ہے ۔

خدایا ! جب مجھ جیسے ناکارہ کو تو نے اپنے فضل سے دنیا میں عزت و آبرو دی ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ تو میری عاقبت کو بھی اپنی رحمت سے باعزت بنا دے گا ۔ آمین !

نالہ ۴ : وہ درویشی جو انبیاء اور اولیاء نے اختیار کی ہے ، عجیب شاہانہ مقام ہے ۔ لیکن اگر دنیا اور اہل دنیا کی طرف رغبت کیے بغیر

اور نان و نفقہ کی فکر کیے بغیر زندگی گزاری جائے تو حقیقی غنا نصیب ہوتا ہے ۔ وگرنہ یہ زندگی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے اور اپنے آپ کو ذلیل کرنے کے سوا کچھ نہیں ۔ ہمت چاہیے کہ آدمی درویشی کے اس مقام تک پہنچ سکے ۔

بیت : جس فقر کو ہم اپنائے ہوئے ہیں ، اسے آسان نہ سمجھیے ۔ سردھڑ کی بازی لگا کر ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ہیں ۔ وباللہ التوفیق و علیہ توکلت والیہ انیب ۔

ترجمہ : اللہ ہی توفیق دیتے ہیں اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں اور اسی سے سیکھتے ہیں ۔

نالہ ۵ : میرے قول اور فعل ہم آہنگ ہیں ۔ جو بات میرے دل میں ہوتی ہے وہی میں زبان پر لاتا ہوں ۔ میرا ذہن گویا راز ہائے سینہ کا دروازہ ہے اور میری زبان اس خزانے کی کنجی ہے ۔ خدا کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ میرا ظاہر و باطن توحید کی بدولت ایک ہے اور میرا دل نورِ ایمان کی بدولت مطمئن ہے ۔

رباعی : جس کے دل سے دوئی کا نقش مٹ جائے اس کے دل سے تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں ۔ میرا ظاہر و باطن بھی جرس کی طرح ایک ہے ، یعنی جو میرے دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے ۔

نالہ ۶ : موت کوئی زیادہ دور نہیں ہے کہ آدمی کھانے پینے کی فکر میں لگا رہے ۔ جو کچھ میسر آئے کھا لینا اور مرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے ۔

رباعی : کچھ لوگ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ زادِ راہ جمع کیا جائے ۔ کچھ لوگ اس فکر میں رہتے ہیں کہ جو کچھ ملے کھا لینا چاہیے ۔ اے دردا میں تو مردہ دل اور ناکارہ ہوں اور اس فکر سے مرا جاتا ہوں کہ ایک دن مرنا ہے ۔

نالہ ۷ : خداوند قدوس پر عینیت کا گمان خیال خام ہے ، جو پختہ مغز لوگوں کو زیب نہیں دیتا اور اس کے متعلق غیریت کا خیال محض

ایک وہم ہے جو اللہ والوں کی شان کے شایاں نہیں ۔ اس انتہائی بلند مقام کو جو فہم بشر سے بالاتر ہے عینیت اور غیریت سے نسبت دینا ٹھیک نہیں ۔

نالہ ۸ : اے دل جب تجھے درد کے نام سے پکارتے ہیں تو تو سراپا درد بن جا ۔ اور اگرچہ تو خود کوئی مرد نہیں ہے ، لیکن تجھے کسی مرد باعفت کو تلاش کرنا چاہیے ۔

فرد : دنیا و مافیہا سے دست بردار ہونا مردانگی ہے ۔ اس لیے ہمت مردانہ کو کام میں لاؤ ۔

نالہ ۹ : آداب بندگی کو بجا لانا قرب الٰہی کی دلیل ہے اور جمال الٰہی بندگی کے آئینے میں جلوہ گر ہوتا ہے ۔ اس لیے حقیقت کو پانے کی کوشش کرو اور بندگی سے سرتابی نہ کرو ۔

نالہ ۱۰ : وہ دل جو لوہے کی طرح کالا ہے ، اگر اسے ذکر کی جلا نصیب ہو تو وہ جمال خداوندی کا مشاہدہ کرنے کے لیے آئینے کا کام دے سکتا ہے اور وہ محفل جس میں ادھر آدھر کی دنیاوی باتیں ہو رہی ہوں ، اگر صدق و صفا کی فکر کرے تو حد درجہ اعزاز پا سکتی ہے ۔

نالہ ۱۱ : قوت اعتقاد خدا کی دین ہے جسے چاہیں دیں ، اور یاد الٰہی نجات کا دروازہ ہے ، جس کے لیے چاہیں کھول دیں ۔

رباعی : لوگوں کے شکوک نے خدا پر میرا ایمان بڑھا دیا ۔ دوسروں کی جہالت سے میری معرفت میں اضافہ ہوا ۔ دنیا والوں کی اس سست اعتقادی نے میرا ایمان مضبوط کر دیا :

نالہ ۱۲ : علم وہ ہے جو عمل کی اصلاح کرے اور سستی کو دور کرے ، بجائے اس کے کہ اس کی مدد سے آدمی بحث و مباحثہ زیادہ کرنے لگے اور اس کے دینی امور میں خلل آئے ۔

نالہ ۱۳ : ایک عمر تو دنیا میں رہا ، لیکن تونے کوئی عبرت حاصل نہ کی ۔ اب جب کہ کوچ کا وقت نزدیک ہے تو ہیچ عذر قبول نہیں ہوگا ۔

نالہ ۱۴ : میں خدا تعالیٰ کی مراد ہوں اور وہ میرا مرید ہے اور یہ آیت قرآنی و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ۔
(ترجمہ : اور نہ چاہو سوائے اس کے جو خدا تعالیٰ چاہتے ہیں) ۔
میرے اس دعویٰ کی دلیل ہے ۔

نالہ ۱۵ : ہم نے بھی دنیا میں کچھ دن گزارے ہیں اور اسے نظر عبرت ہیں سے دیکھا ہے ۔ اس لیے ہمارے کہنے پر اعتماد کیجیے اور راہ راست پر آ جائیے ۔ اس گلستان کے سب پھول اور کانٹے ہماری نظر سے گزر چکے ہیں ۔

رباعی : زمین سے آسمان تک نظر دوڑائیے اور تمھیں کوئی چیز زائد نظر نہ آئے گی ۔ یہ سب چیزیں ہماری نظر سے گزر چکی ہیں ، جنھیں تم اب دیکھ رہے ہو ۔

نالہ ۱۶ : نیک بخت لوگ دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتے ہیں اور عقل مند آخرت کی نعمتوں کو بھی دنیاوی آرزوؤں کا مقام دیتے ہیں ۔ لیکن جو لوگ حق شناس ہیں وہ نہ دنیا سے دل لگاتے ہیں اور نہ آخرت کی نعمتوں کو ہی مقصود حیات بناتے ہیں ۔ ان لوگوں کی زبان پر ہمیشہ یہ آیت ہوتی ہے ، ھو یبدی ویعید ویفعل ما یشاء ویحکم ما یرید ۔

ترجمہ : وہی ہے جو پیدا کرتا ہے اور پھر واپس لوٹا دیتا ہے ۔ جیسا چاہتا ہے ویسا کرتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے ، اس کا حکم دے دیتا ہے ۔

نالہ ۱۷ : یا الٰہی تمھارے سوا کون ہے جو دلوں کے زنگ کو دور کرے اور سوئے ہوئے نصیبے کو جگائے ۔ یا اللہ تو دل کو صفائی بخش اور نصیبے کو جگا ۔

نالہ ۱۸ : نقشبندیہ ، مجددیہ اور قادریہ طریقے ملت ابراہیمیہ کے شیرازے کا حکم رکھتے ہیں اور ہمارے سلسلے کے سب لوگ ان طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور ان ہی بزرگوں کے معمولات ظاہری و باطنی پر عمل کرتے ہیں ۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ کو مجتہد اعظم سمجھتے ہیں ، اور اپنے سارے اعمال کو آپ ہی کے طریقے پر انجام دیتے ہیں ۔

نالہ ۱۹ : وقتی طور پر صبر اگرچہ مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن مستقبل میں اس کے فضائل بہت زیادہ ہوتے ہیں ۔ تھوڑی مشکل کو آسان کر کے جہالت سے بچنا چاہیے ۔

نالہ ۲۰ : صدق و تقویٰ سے ہر مرد اور عورت کا اعتماد و اعتقاد مستحکم ہوتا ہے اور جھوٹ اور فسق و فجور کے سیلاب سے اعتقاد و اعتماد کی بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں ۔ اگر سینہ و دل صدق و صفا سے معمور ہوں تو دونوں جہان میں سلامتی اور نور میسر آتا ہے ۔

نالہ ۲۱ : جو کچھ آج نظر آ رہا ہے سب عارضی و فانی ہے ۔ مستقل رہنے کا گھر اگلا جہان ہے ۔

نالہ ۲۲ : شرع مصطفوی جیسی کوئی شرع اور طریق محمدی جیسا کوئی طریق نہیں اس کے سوا باقی سب خیال خام ہے اور ہوا و ہوس کی پیروی ہے ۔

نالہ ۲۳ : میرا ارادہ ہے کہ سلسلۂ محمدیہ کے اعتقادات و معمولات کو یکجا لکھوں اور نالہ عندلیب و علم‌الکتاب میں مذکور مطالب کو ایک جگہ جمع کروں تاکہ قارئین آسانی سے آپ کو جان سکیں اور ان پر عمل کر سکیں بشرط حیات انشاء اللہ ۔

و ما فرطنا فی الکتاب من شیء فارجع الیہ ۔

ترجمہ : وگرنہ ہم نے اپنی کتاب میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا اور اسی سے رجوع کرتے ہیں ۔

نالہ ۲۴ : سچائی اگرچہ رضائے الٰہی کا سبب ہوتی ہے لیکن سچ بولتے ہوئے بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس سے کوئی فتنہ و فساد یا لڑائی جھگڑا پیدا نہ ہو اور جھوٹ جس قدر بھی کم بولا جائے بہتر ہے خواہ وہ مصلحت آمیز ہی کیوں نہ ہو ۔

---

۱ - یہ نالہ دراصل سعدی کے مندرجہ ذیل کلام کی تردید ہے :

راستی موجب رضائے خدا است
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

نالہ ۲۵ : میں نے بھی سنا ہے کہ میرا سماع کو اختیار کرنا سب لوگوں کے علم میں آ چکا ہے ۔ خدا مجھے اس مصیبت سے نجات دے اور راہ ہدایت دکھائے اور ساتھ ہی ساتھ نکتہ چینی کرنے والوں کو گوش ہوش عطا کرے تاکہ عاشقانِ صادق کے دلی نغمات کو سن سکیں اور مکڑی کی طرح طعن و تشنیع کے جال نہ بنیں ۔ ہمارے عقائد درست ہیں اور ان لوگوں کے اعتراضات سست ۔ (اللہ بہتر سننے والا اور جاننے والا ہے) ۔

نالہ ۲۶ : وہ لوگ جو اپنے خیال میں درویشوں کو بھی کھانے اور سونے کا شائق سمجھتے ہیں تعجب ہے کہ وہ انھیں نظر انداز کیوں نہیں کرتے ۔ شاید اس لیے کہ خود بھی اسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں ۔ جو لوگ فقراء کو ان چیزوں کا اسیر نہیں سمجھتے جانے وہ بھی کیوں ان پر بدگمان ہوتے ہیں اور ان کی طرف سے ہمیشہ خوش گمان کیوں نہیں رہتے ؟

نالہ ۲۷ : اپنے اوقات کی تعظیم ایسی نعمت ہے جو قسمت والے کو نصیب ہوتی ہے اور خدا لگتی بات کرنا ایک ایسی دولت ہے جس سے بات کرنے والے کی قدر بڑھ جاتی ہے ۔

نالہ ۲۸ : شاعری کوئی ایسا کمال نہیں ہے جسے آدمی اپنا پیشہ بنا لے اور اس پر فخر کرے ۔ البتہ انسانی ہنروں میں سے ایک ہنر ہے ۔ بشرطیکہ وہ ہنر آدمی کو صلے کے لالچ میں در بدر نہ پھرائے اور صرف مدح و ہجو کہنے کا سبب نہ بنے ، وگرنہ محض گداگری ہے جو حرص و ہوا اور بدنیتی کی دلیل ہے ۔

نالہ ۲۹ : نظر بلند رکھنی چاہیے اور لوگوں کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے ۔ مرتبہ و مقام کے مطابق تعظیم نہ کرنا کون سا ہنر ہے اور ضرورت سے زیادہ تواضع اور انکساری بھی کوئی اچھی چیز نہیں ۔

نالہ ۳۰ : غرور اپنے آپ کو دور کرتا ہے اور وہ جاہلوں کا طریقہ ہے ، اور خدا کی بڑائی بیان کرنا خدا تک پہنچنے کی دلیل ہے اور یہ اولیا اور فقراء کا طریقہ ہے ۔

نالہ ۳۱ : بیماری میں حوصلہ نہیں ہار دینا چاہیے اس لیے کہ یہ مردانگی سے بعید ہے اور مفلسی میں خوش حال بننے کی کوشش بھی پریشان حالی کو ظاہر کرتی ہے ۔

نالہ ۳۲ : اے حضرتِ انسان ! خدا تجھ پر رحم کرے ۔ خدا نے تجھے ایسا دل نہیں دیا جو ہمیشہ مطمئن رہے اور تمھاری زندگی میں ایسی مشکلات نہیں رکھیں جو ساری حل ہو جائیں ۔ پس دلی اضطراب (پریشان حالی) اور مشکلات میں زندگی گزارنے کا خوگر بن ۔ کہ مقدور سے باہر خواہشات کو روا کرنے کی کوشش پریشانی کا سبب بنتی ہے ، اور جو چیز موجود نہ ہو موجود سمجھنا نادانی ہے ۔ ہمیشہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو اور لا مقصود الا اللہ ، بل لا موجود سوا (اس کے سواہ کوئی مقصود نہیں اور اس کے سوا کوئی موجود نہیں) کو برحق جانو ۔

نالہ ۳۳ : بڑھاپا خدا سے لو لگانے کا وقت ہوتا ہے ۔ اس عمر میں مخلوق سے دوری اور گوشہ گیری ہی بہتر ہوتی ہے ۔ ایک چھوٹا سا جھونپڑا بنانا چاہیے اور توبہ اور استغفار کرنی چاہیے ۔ ادھر آدھر پھرنے کی بجائے زیادہ وقت مراقبے میں گزارنا چاہیے ۔

غزل : اب وقت ہے کہ میں گوشہ گیری اختیار کروں اور اپنے گناہوں کا ماتم کروں ۔ محفلیں ختم ہو چکیں ۔ میں کب تک محفل آرائیوں میں مشغول رہوں ۔ اے درد ! خواہ تم کتنا ہی باغ و بستان میں رہو تمھارا سینہ پھول کی طرح تمام داغ داغ ہی رہے گا ۔

نالہ ۳۴ : ''نالہ عندلیب'' جو وصل محبوب کا سامان فراہم کرتی ہے قبلہ والد صاحب حضرت میر محمدی کی تصنیف ہے اور ''علم الکتاب'' (شرح رسالہ واردات) ۔ جس سے آنکھوں کے سب حجاب اٹھتے ہیں ، اس مسکین کی تصنیف ہے ، اور ''رسالہ واردات'' جو چند نکتوں کا مجموعہ ہے ، یہ بھی اسی فقیر کی تصنیف ہے اور یہ رسالہ ''نالہ درد'' اور ''آہ سرد'' بھی ایسا نالہ اور آہ ہے کہ اس غم کے مارے نے آخری عمر میں کھینچی ہے ۔

فرد : میرا نالہ و فریاد کوچ کی خبر دیتا ہے ۔ اے درد ! میں بھی بانگ جرس کی طرح ہوں ۔

نالہ ۳۵ : اے یارو ! میں تمھیں ایک نصیحت کرتا ہوں ۔ اسے توجہ سے سنیے اور میرے ساتھ بحث مباحثہ نہ کیجیے۔ وہ نصیحت یہ ہے کہ بود و باش اور دوسروں کے ساتھ سختی نرمی برتنے کے علاوہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے میں میرا اتباع کیجیے اور ناپسندیدہ کاموں میں ، خواہ میں بھی ان کا مرتکب رہا ہوں ، میری پیروی نہ کیجیے ۔ ''نالہ عندلیب'' اور ''علم الکتاب'' کو مشعل راہ بنائیے ۔ مجھ پر اللہ کی خاص رحمت ہے کہ میرا مزاج و دل لگی بھی ایک خاص معنی رکھتی ہے ۔ کیونکہ بعض خدا کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں ۔ جد ہم جد و ہزلهم جد اولئک یبدل اللہ سیاتهم حسنات و اللہ یختص برحمتہ من یشاء و هوالغفور الرحیم ۔

ترجمہ : ان کی خاموشی میں بھی سنجیدگی ہے اور ان کی خوش طبعی میں بھی سنجیدگی ہوتی ہے ۔ وہ لوگ ہیں کہ جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر لیتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

نالہ ۳۶ : دردِ دل ایسا درد ہے کہ اس کے سامنے سارے ہی دکھ اور بیماری ہیچ ہیں ۔

نالہ ۳۷ : میرا سماع سننا من جانب اللہ ہے اور اس امر پر خود خدا گواہ ہے کہ گانے والے خود بخود آتے ہیں اور جو چاہتے ہیں گاتے ہیں ۔ میں نے نہ ان کو کبھی بلایا ہے اور نہ دوسروں کی طرح سماع کو عبادت ہی سمجھا ۔ بلکہ میرا معاملہ بھی ایسا ہے کہ نہ اس کا اقرار کر سکتا ہوں نہ انکار اور اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتا ہوں ۔ بہرحال چونکہ خدا کی مرضی میں گرفتار ہوں اس لیے مجبور ہوں ۔ خدا مجھے معاف کرے اور اس کام سے اپنے دوستوں کو منع نہیں کرتا اور نہ میرے نزدیک تصوف و سلوک کی بنیاد ہی سماع پر رکھی گئی ہے ۔ میرے کچھ ہم مسلک لوگ سماع کی کیفیت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے

میرے بارے میں ناجائز باتیں کرتے ہیں ۔ میں ان کرم فرماؤں سے عرض کرتا ہوں کہ دیکھے سمجھے بغیر اتنا ناراض نہ ہوں اور سب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں ۔ خدا اس چیز پر بھی قادر ہے کہ کسی پر بغیر استحقاق کے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور ہم گنہ گاروں کی چھوٹی موٹی خطاؤں کو آپ کے کبیرہ گناہوں کی طرح بخش دے ۔ عفا اللہ عنا وعنکم یعنی (خدا مجھے اور آپ سب کو اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے بخشنے والا ہے) ۔

نالہ ۳۸ : ہمارے یہاں ہندوستان میں کہاوت ہے کہ "چکن" کی خوبی یہ ہے کہ وہ چھینٹ نظر آئے اور چھینٹ کی خوبی یہ ہے کہ وہ چکن دکھائی دے ۔ پس بیٹے بیٹیوں کی خوبی یہ ہے کہ وہ مرید نظر آئیں اور ارادت و اتباع ہی کو اپنا زیور بنائیں ۔ یہ خیال کہ ہم کسی بزرگ کے بیٹے بیٹیاں ہیں ان کے دلوں کے آئینوں کو زنگ آلود نہ کریں ۔ اس کے ساتھ ساتھ مریدوں اور ارادت مندوں کی خوبی یہ ہے کہ اولادوں کی طرح نظر آئیں اور ان میں الفت و اطاعت کے سوا کچھ نہ ہو اور ظاہری دوئی باطنی یگانگی کے لیے حجاب نہ بنے تاکہ کمالات ظاہری و باطنی سے مشرف ہوکر خلافت کے مقام تک پہنچ سکیں ۔ اور سب توفیقیں اللہ کی طرف سے ہیں ۔

نالہ ۳۹ : سیر و سلوک کا مقصد یہ ہے کہ دل سے نقش ماسوا مٹ جائے اور دل شرک سے پاک ہو جائے ۔ دل کا ویرانہ تصورِ حق سے آباد ہو اور شرعی امور پر عمل کرنا آسان ہو جائے ۔ مرنا جینا یکساں نظر آنے لگے اور اس کے بعد اگر دنیاوی اسباب پر نظر رکھے بغیر توکل حاصل ہو جائے اور تجھے مخلوق میں سے کسی کی ضرورت نہ رہے تو یہ ایک دولت خدا داد ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہو سکتی ۔ یہ دولت زور بازو سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ صرف فضلِ خداوندی کا نتیجہ ہوتی ہے اور کم ہی لوگ اس عظیم درجے تک پہنچتے ہیں ۔ درویشوں کا قصہ دوسرا ہے اور تارک الدنیا لوگوں کا دوسرا ۔

نالہ ۴۰ : نہ کسی کی ہمدردی ہی کام آتی ہے اور نہ ہاتھ پاؤں

مارنے سے کوئی کام بنتا ہے ۔

نالہ ۴۱ : حضرت سلیمان علیہ السلام جو ایک ذی شان پیغمبر تھے اور تمام دنیا بلکہ ہر قسم کی مخلوق پر آپ کی بادشاہی تھی ، آج سوائے نام کے ان کو کوئی نہیں جانتا اور یہ نام بھی کب تک رہے گا ۔ کیونکہ یہاں ہر چیز کی ایک انتہا ہے ۔ اس لیے جتنی زندگی باقی ہے اسے دنیاوی ہوا و ہوس کے بغیر گزارنا چاہیے ۔ جو کچھ ہونا ہوگا ہو کر رہے گا ، جو پیدا ہوگا وہ فنا ہوگا ۔

فرد : اے درد ! جو کوئی تخت سلطنت پر بیٹھتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ایک دن اپنا تخت و تاج ہوا کے حوالے کر کے چلتا بنے گا ۔

نالہ ۴۲ : اپنی کسی تقصیر کی معافی بھی بلند کردار لوگوں سے مانگنی چاہیے کیونکہ ادنیٰ لوگ عذر کو قبول نہیں کرتے ۔ اپنی پریشانیوں کا مداوا مخلص لوگوں سے کرانا چاہیے کیونکہ کینہ پرور لوگ خلوص سے عاری ہوتے ہیں ۔

رباعی : غصیلی طبیعت کے لوگوں کو نرمی برتنے کے لیے نہیں کہنا چاہیے ۔ پس جنگجو لوگوں کے ساتھ صلح و صفائی کی بات نہ کر ، کم ذات لوگوں کے ساتھ اظہار خلوص بے فائدہ ہے جس طرح بد شکل آدمی کے سامنے آئینہ رکھنا بے سود ہے ۔

نالہ ۴۳ : لوگوں کا گلہ کرنا بزدلی کی نشانی ہے اور دوسروں کے جسمانی امراض پر اظہار افسوس دراصل ان کے ساتھ نا انصافی کرنے کے مترادف ہے ۔

نالہ ۴۴ : چند روزہ دنیاوی زندگی کو اخروی زندگی کے لیے بھلائی حاصل کرنے میں صرف کرنا چاہیے ، تاکہ اس زندگی کا نعم البدل میسر آئے ۔ کیونکہ اگلے جہان کی زندگی دوڑی چلی آ رہی ہے ۔

نالہ ۴۵ : جینے مرنے کا کچھ اعتبار نہیں اور بلند ہمت لوگوں کی نظر میں دونوں چیزیں برابر ہیں ۔

نالہ ۴۶ : افسوس افسوس! کہ میں سراپا درد ہوں اور خالص شراب کی وجہ سے دردِ دل میں مبتلا ہوں ۔ میرا مرض بھی اگرچہ درد یار ہے لیکن اس کا علاج بھی وہی دردِ یار ۔

رباعی : بانسری کی طرح ہمہ وقت درد کے نالوں سے پر ہوں ۔ فریادکرتا ہوں اور سراسر درد کا بیان ہوں ۔ مجھے اپنےحال پر چھوڑ دیجیے کیونکہ درد میرا اور میں درد کا ہوں ۔

نالہ ۴۷ : وہ انوار جو لحظہ بہ لحظہ نظر آتے ہیں اور وہ اسرار جو دم بہ دم میرے دل پر منکشف ہوتے ہیں ، اگرچہ میں ان کو کماحقہ بیان نہیں کر سکتا لیکن جہاں تک ممکن ہے تقریر و تحریر میں لاتا ہوں اور راہ ہدایت دکھانے کی کوشش کرتا ہوں ۔ اس کے بعد خدا پر چھوڑ دیتا ہوں جسے چاہے نفع دے اور اپنی طرف بلائے اور جسے چاہے نقصان دے اور اپنے دروازے سے ہانک دے وما علینا الا البلاغ ۔

نالہ ۴۸ : دنیا اگرچہ کسی وقت بھی قابلِ اعتماد نہیں ہے لیکن آخری عمر میں تو اس کی ناپائداری عجیب طور پر نظر آتی ہے اور عجب بیگانی سے لگتی ہے ۔ اگر یہاں سے کچھ لے جایا جا سکتا ہے تو صرف دنیا سے دل برداشتگی ہے ۔ اس دنیا کی کھیتی میں اگر کچھ بویا جا سکتا ہے تو یہی اقوال و افعال ہیں کہ جن کا بونا اور کاٹنا انسان کے بس میں نہیں ۔

رباعی : نہ ہم نے ہوا و ہوس کا بیج بویا ہے اور نہ عیش و عشرت کا ڈھیر اکھٹا کیا ہے ۔ اے درد اس کھیتی کا حاصل جس کا نام دنیا ہے دل کے سوا ہم نے اور کچھ نہیں اٹھایا ۔

نالہ ۴۹ : ابتدا ہی سے مجھے کچھ ایسا بنایا گیا ہے کہ دنیا کا کوئی کام مجھ سے بخوبی انجام نہ پا سکا ۔ اس معاملے میں میں جاہل مطلق تھا، اور ہوں ۔ لیکن کچھ سال پہلے بزعم خود فکر آخرت میں مصروف رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی درگاہ مبارکہ پر جاروب کشی کی برکت سے میں نے بعض کتابیں لکھ کر ، مجلسیں منعقد کر کے اور

مخلوق کو نیکی کی دعوت دے کر ، اپنی استعداد کے مطابق دوستوں ، بھائیوں اور اولادوں کی خدمت کی ہے ۔ دن رات اسی کام میں منہمک اور مستغرق رہا ہوں اور اب اللہ کے فضل سے جذب و مستی کے ایک خاص مقام تک پہنچ چکا ہوں اور صرف یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔

ترجمہ : (اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے اور جیسا چاہے حکم دیتا ہے) کی نمائندگی کرتا ہوں اور وماتشاؤن الا ان یشاء اللہ ۔

ترجمہ : (اور نہ چاہو سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے) کی راہ پر چلتا ہوں ، چونکہ میں نے اپنی ہستی کو مار دیا ہے ، اس لیے مجھ سے کوئی اچھا یا برا کام ارادتاً سرزد بھی نہیں ہوتا ۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

ترجمہ : (کوئی غالب نہیں آ سکتا اور کسی کو یہ طاقت نہیں سوائے اللہ کے جو بڑا عظیم ہے) ۔ اب جو کام بھی وجود میں آتا ہے ، منجانب اللہ ہوتا ہے جسمانی ہو یا روحانی ۔ و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ۔

ترجمہ : (میں نے اپنے سارے کام خدا کے سپرد کر رکھے ہیں ۔ تحقیق وہ اپنے بندوں کا حافظ و ناصر ہے) ۔

نالہ ۵ : میں کوئی صوفی نہیں ہوں جو تصوف کی بحثیں چھیڑوں اور نہ کوئی ملا ہوں جو مناظرہ کروں بلکہ خالص محمدی ہوں ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شراب محبت سے ہر وقت مست رہتا ہوں ۔ مجھ ستانے اور دیوانے سے تو وہی محبوب کا افسانہ سننا چاہیے اور مقدس بلبل کا نغمہ سننا چاہیے۔ چونکہ بلبل کا نالہ دنیا بھر میں مشہور ہے اور درد اس نالے سے بیدار ہوگیا ہے ۔

رباعی : صوفی تصوف کی پیچیدگیوں میں گم رہتا ہے ۔ ملا صرف و نحو کے ذکر سے ورق سیاہ کرتا رہتا ہے لیکن اے درد ! ہم دل باختہ لوگ مکتبِ عشق میں نالۂ عندلیب کا سبق پڑھتے ہیں ۔

نالہ ۵۱ : اگرچہ دنیا کی ہر چیز فنا ہو جاتی ہے لیکن دنیا من حیث المجموع پھر بھی باقی ہے ۔ اس لیے عاقل لوگ زمانے کی اس کج رفتاری اور ناہمواری کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے اور خود ہمیشہ راہ راست پر چلتے رہتے ہیں جب کہ کج فہم لوگ ان کے خلوص اور راست بازی کو نہ سمجھتے ہوئے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں ۔ حالانکہ کوئی آدمی کسی کا کچھ سنوار اور بگاڑ نہیں سکتا ، اور سب کچھ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے ۔ وہی صحیح راستے کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے ۔

نالہ ۵۲ : نفس پرست صوفیا خواہ کتنا ہی جذبۂ شوق رکھتے ہوں پھر بھی اپنے پریشان دل کی کافیتوں کو ظاہر بین لوگوں سے نہیں چھپاتے جبکہ خدا کی بارگاہ کے معتوب لوگ ، اگرچہ صفات خداوندی کے آئینہ دار ہوتے ہیں ، پھر بھی اپنے بھیدوں کو دنیا والوں کے سامنے ظاہر نہیں کرتے ۔

رباعی : درد ! اگرچہ تمھاری محبت دل میں رکھتا ہے لیکن پھر بھی اپنے دلی راز کو چھپائے رکھتا ہے ۔ حباب کی طرح مطلق آنسو نہیں بہاتا ۔ اگرچہ اس کی آنکھیں ہمیشہ تر ہوتی ہیں ۔

نالہ ۵۳ : مسئلہ جبر و اختیار ایسا نہیں ہے کہ دنیا داروں میں سے ہر چھوٹا بڑا اس پر اظہار خیال کر سکے اور شیعہ سنی جھگڑا بھی حماقت کی بات ہے جسے چند فسادی لوگ چھیڑ بیٹھتے ہیں کہ اس سے نہ کوئی حقیقت کی راہ کھلتی ہے اور نہ دل ہی روشن ہوتا ہے ۔

نالہ ۵۴ : دنیا سراسر حقیر چیز ہے اور آدمی اس میں خواہ مخواہ الجھا ہوا ہے ۔ اس کے حقیر ہونے پر نظر رکھنی چاہیے اور اس کی اہمیت کو دل سے نکال دینا چاہیے کہ ہر ہیچ چیز حقیر ہوتی ہے ۔

رباعی : اے درد ! جو کچھ اس دنیا میں ہے سب حقیر ہے بلکہ دنیا کا سارا تماشا ہی حقیر ہے ۔ عمر بھر دنیا والوں سے دھوکا کھاتے رہے آخر سمجھ میں آیا کہ یہ دنیا تو کچھ بھی نہیں ۔

نالہ ۵۵ : الٰہی ! ہر درد کی ایک دوا ہے اور ہر بشر کی کچھ نہ کچھ اہمیت ہے ۔ اس لیے مجھ مسکین کے دلی امراض کو جو ازل سے

تیری رحمت کے سائے تلے پلا ہے ، اپنے احسان اور قبولیت کے مرہم سے علاج فرما اور اپنی ذات پر ایمان اور شفاعت رسول سے سرفراز کر ۔

فرد : تو کریم ہے اور تیرا کام کرم کرنا ہے ۔ میرے بارے میں نہ پوچھ کیونکہ وہ تو نہ ہونے کے برابر ہے ۔

نالہ ۵۶ : دل دادگان عشق کی مشکل آسان نہیں ہو سکتی اور دنیاوی عیش و عشرت کے سامان ان پر کوئی اثر نہیں کرتے ۔ جبھ ان کے دل کی گرہ تھوڑی سی کھلتی ہے تو سوائے رونے کے ان سے کوئی کام بن نہیں آتا ۔

رباعی : جس کو عشق کے درد سے کچھ حصہ ملا ہے عیش و عشرت کے سامان اسے اور رنج پہنچاتے ہیں ۔ جب دل تھوڑا سا کھلتا ہے تو اس کے سینکڑوں چھپے ہوئے زخم غنچے کی طرح ابھر آتے ہیں ۔

نالہ ۵۷ : اس گلستان میں میں جو پھول کی طرح شگفتہ دل ہوں ، یہ تو چند روز کی بات ہے ۔ اپنی عجیب و غریب باتوں سے محفلیں گرم کرتا رہا ۔ اب وہ ساری باتیں مرجھائے ہوئے غنچے کی طرح لگتی ہیں ۔ طبیعت میں اس قدر دھیا پن اور دنیا سے بے تعلقی پیدا ہوگئی ہے کہ ہر وقت دل و دماغ پر تصور ذات الٰہی چھایا رہتا ہے ۔ دنیا والوں سے ملنا ملانا تو درکنار اپنی شکل بھی آئینے میں دیکھنے کو جی نہیں چاہتا ۔ کل شیٔ ھالک الا وجہہ وانی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ۔

ترجمہ : (ہر چیز کو سوائے اس کے چہرے کے فنا ہے ۔ میں اپنا منہ یکسو ہوکر اس کی طرف کرتا ہوں جو زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور میں نہیں ہوں مشرکوں میں سے) ۔

نالہ ۵۸ : دل کے خلوت خانے میں ہمیشہ یار کا بسیرا ہے ، اغیار کا نہیں ۔ اس گھر میں ایک ہستی بستی ہے ، ہوا و ہوس نہیں ۔ دنیاوی جاہ و جلال اس دل کے سامنے شرمندہ ہیں اور فضل و ہنر اس گھر کی دہلیز پر سر خم کرتے ہیں ۔ دل کی روشنی بھی ایک عجب کیفیت ہے کہ جہاں ماسوی اللہ کا ہرگز گزر نہیں ۔

فرد : دل سراسر ہوس سے پاک ہے ۔ سوائے تیرے اس میں اور کسی کا گزر نہیں ۔

نالہ ۵۹ : انسانی دل جو روحانی حسن کا آئینہ دار ہے عکس کی طرح ہمیشہ مختلف جلووں کی بو قلمونی کی جادو گری ہے ۔

اس لیے کل یوم ہو فی شان ۔

ترجمہ : (ہر روز وہ ایک نئی شان میں ہوتے ہیں) اس کا آئینہ دار ہے :

انسانی دل بھی ہر لحظہ گوناگوں کیفیتوں کو جذب کرتا رہتا ہے ۔ خدا اسے آخری وقت ہر حسین صورت کے ساتھ نظر آئے اور خاتمہ بالخیر کرے ۔ ہر چیز فنا ہو جائے گی لیکن اس کا چہرہ بچ جائے گا ۔

نالہ ۶۰ : قیامت کا ایک وقت معین ہے ، اور جو کچھ خدا اور رسول ؐ نے اس کے بارے میں خبر دی ہے وہ ہوکر رہے گا اور اس کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ ضعیف الایمانی ہے ، اور اپنی عقل و دانش پر اعتماد کرنا نادانی ہے ۔ حضور ؐ کی شفاعت کا دامن پکڑنا چاہیے اور اپنا بوجھ خود اٹھانا چاہیے ۔

رباعی : قیامت کے متعلق جو کچھ حدیث شریف میں آتا ہے یقین والوں کی آنکھوں میں وہ سب روز روشن کی طرح عیاں ہے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے آخر سب فنا ہوکر رہے گا ۔

نالہ ۶۱ : کلام کی شمع زندگی کی رونق ہے اور خاموشی بزم حق پرستی کی رونق ہے ۔ اہل بصیرت کے سامنے یہ شمع روشن کر اور نیکو کار لوگوں کی صحبت سے اس کی شان میں اضافہ کر ۔ یہ دونوں باتیں بہت کم‌یاب ہیں ۔ جاندار گفتگو ، دلکش خاموشی اور عظیم ہستیوں کے کارنامے ۔ اور انسان جہالت کا دشمن ہے ۔

نالہ ۶۲ : درویش کا مذہب ایسا ہونا چاہیے کہ اس کا طریق اللہ تعالیٰ کی رضا اور دلوں کو سرور پہنچانا ہو ۔ فقیر کا عقیدہ ایسا ہونا چاہیے کہ وہ فیض کا سرچشمہ اور جو دو کرم کا دریا ہو یہ نہیں کہ

دماغ میں زہد کی خشکی پیدا کرے اور اس کی طبیعت میں عبادت کا غرور داخل ہو ۔ خشک مغز زاہد اور ہوں گے اور تر مغز عارف اور عشاق ہی دوست کے مشتاق اور دیدار کے طالب ہیں ، اور عبادت گزار جنت کی نعمتوں کے لالچ میں گرفتار ہیں ، اور رہائی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر موقوف ہے ۔

رباعی : عشق کے مذہب میں نیکی اور برائی کا تصور اور ہے ۔ ان کا کعبہ اور مندر بھی الگ ہوتا ہے ۔ اے زاہد ! تجھے باغ بہشت سے پھول چننا مبارک ہو ۔ ہمارے لیے تو دوست کی ہستی ہی بہشت ہے ۔

نالہ ٦٣ : اس محبت میں میرے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ تمام ماسویٰ اللہ سے دل منقطع کرکے کچھ ملنے نہ ملنے سے بے نیاز ہو گیا حتٰی کہ میں تو اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتا کہ کون ہوں ، کب مروں گا اور کب تک اس حال میں زندہ رہوں گا ؟

تمام بنی نوع انسان کا عرفان و معرفت اپنی اس عظیم حیرت کی روشنی میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے اپنے لیے توہمات کے تار و پود بن لیے ہیں ، اور اپنے ہم مسلک لوگوں کے اطمینان اور سکون کو اور حضرت غوثِ صمدانی کا فرمان ہے کہ تیرا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے" اور محبوبِ سبحانی شاہ نقشبند کا بھی فقرہ ہے کہ میں نے جو کچھ دیکھا اور سمجھا ہے ۔ سب غیر ہے ۔ اور کلمہ لا سے اس کی نفی کرنا چاہیے ۔ ہو سکتا ہے اس حقیقت کے انکشاف کے وقت ان کی زبان پر یہ کلمات آئے ہوں ۔ بہرحال قیامت تک "لی مع اللہ وقت" "بعض اوقات مجھے اللہ کے ساتھ ایسا اتحاد ہوتا ہے" کا نور آپ کی اولادوں اور خلفاء پر ضیاپاشی کرتا رہے گا ، اور آپ ہی کا فیض اس انجمن کی رونق کو دوبالا کرتا رہے گا ، اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ؐ ہیں ۔ خدا کے سوا کوئی غالب نہیں آ سکتا اور نہ کسی کو طاقت ہے ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے ۔

نالہ ۶۴ : افسوس جس طرح کہ میں ہوں کوئی مجھے نہیں پہچان سکا ۔ ہر ایک نے اپنے خیال کے مطابق کہا ۔ اگر میری طبیعت کی صفائی کو اہل دنیا سمجھ لیتے تو مجھ سادہ لوح سے ایسی شطرنج نہ کھیلتے ۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اپنی فنا ہمیشہ میرے مدنظر رہی ہے اور میری توجہ ہمیشہ دوسرے عالم کی طرف رہی ہے ۔

رباعی : چونکہ میرے عزائم ہی مختلف ہیں اور میری نظر ہمیشہ اپنی بے ثبتی پر رہتی ہے ۔ اس لیے دنیا دار لوگ زندگی کے سفر میں مجھ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ۔ حالانکہ میں عالم بالا کے سفر کا قصد رکھتا ہوں ۔

نالہ ۶۵ : درد اگرچہ ٹھنڈے مزاج کا آدمی ہے ۔ لیکن ایک جنون ضرور اس کے سر پر سوار رہتا ہے ، اور اس خنک مزاجی کے باوجود عشق کے شعلے کی گرمی اس کے پہلو میں ہے اور دنیا کے باغ سے سوائے ایک داغ دار پھول کے اور کچھ نہیں چنا اور عندلیب کے نغموں کے علاوہ اور کوئی نغمہ نہیں سنا ۔

رباعی : جنون کا داغ دار پھول ہمارے سر پر سجا ہے اور آتش عشق کا شعلہ ہمارے دامن پہ لگا ہے ۔ اے درد گلشن محبت میں نالہ عندلیب ہمارا رہبر ہے ۔

نالہ ۶۶ : خدا کا شکر ہے کہ دنیا و مافیھا میں میرا کوئی کام نہیں ۔ یہاں کی اچھائی اور برائی کو میں اپنی طبیعت میں جگہ نہیں دیتا ۔ یہ محفل صرف یہاں کے اہل عقل کے قابل ہے اور میرا تعلق ہمیشہ دل سے ہے ۔

رباعی : مجھے دنیا کے مال و متاع سے کوئی رغبت نہیں ۔ مجھے زشت و خوب کا بھی کوئی خیال نہیں ۔ یاروں کو اپنی محفل مبارک ، لیکن میں تو اب اپنے محبوب سے محو گفتگو ہوں ۔

نالہ ۶۷ : دنیاوی زندگی وہم کے علاوہ اور کچھ نہیں اور اس سے وابستگی پیدا کرنا کم فہمی ہے ۔ صفحہ روزگار پر جو بھی نقش نظر آتے ہیں ، انہیں ایک دن مٹ جانا ہوگا ۔ زندگی کے طلسم کی بنیاد ہوا و ہوس

ہر ہے اور اس کا انجام فنا کے سوا کچھ نہیں ۔

رباعی : ہستی کے وہم نے محفل کو آراستہ کیا ہے اور ہر لمحہ فنا کی طرف جا رہی ہے ۔ جس جگہ ہمارا نقش چنگاری کی مانند پڑا ہے ۔ وہاں ابھی محفل جمنے نہیں پائی تھی کہ برخاست ہوگئی ۔

نالہ ۶۸ : بزم محبت کی گرمی بے تاب دل سے ہے اور گوہر دل کا مزاج آنسوؤں کے قطروں سے ہے ۔ اس عقیدے کے پیرو گرم و تر ہونے چاہییں اور بے تابی سے ان زندہ دلوں کی بے قراری میں مزید اضافہ ہونا چاہیے ۔

رباعی : میرے عشق نے سب کو شعلے کی طرح بے تاب کر دیا ہے ۔ میرے آنسوؤں نے اپنی ہی موج سے گرداب پیدا کیا ہے ۔ اے درد ! میری طبیعت گرم بھی ہے اور تر بھی ۔ شمع کی طرح مجھے اپنی ہی آگ نے پانی پانی کیا ہے ۔

نالہ ۶۹ : ہم عصر ایک موجود شخص کو خاطر میں نہیں لاتے اور وہی گزرے ہوئے لوگوں پر اعتقاد رکھتے ہیں ۔ لیکن اہلِ بصیرت ہر وقت فوت شدہ لوگوں کی قدر کرتے ہیں اور موجود لوگوں کی موجودگی کو بھی غنیمت خیال کرتے ہیں اور بے بصیرت لوگوں کے نزدیک بھی موجودگی تذلیل کا سبب ہے ۔ سبحان اللہ ! ان کے نزدیک عدم موجودگی بھی کمال اور قدر میں اضافے کا باعث ہے ۔

رباعی : جب کچھ نہ تھا تو تو تھا ۔ تیری قدر و منزلت اس وقت بھی نہایت بلند تھی اظہار (ہستی) نے تیرا مرتبہ اتنا کم کر دیا ہے ۔ جس وقت تک مور انڈے میں تھا اس وقت تک وہ عنقا کا ہم پایہ تھا ۔

نالہ ۷۰ : میں اپنے اہل و عیال کو بہت عزیز رکھتا ہوں اور بیوی بچوں سے گہری محبت کرتا ہوں ۔ اے خدا ! یہ محبت حیوانی قوت کی وجہ سے ہے، یا اضافی ہمدردی کے باعث ہے ، یا محض نفسانی خواہش کے سبب ہے اور یا سراسر تیری ربوبیت کے ظہور کے کرم کی وجہ سے ہے ۔

بہرحال وہی میرا دوست ہے جو ان سے محبت کرتا ہے۔ اس لیے آج یا کل جب بھی میں اس دائرہ ہستی سے باہر قدم رکھ کر دنیائے عدم میں داخل ہوں گا تو انہیں حقیقی حافظ و ناصر کے سپرد کر دوں گا۔ کیونکہ میرے بعد خدائے کریم کے علاوہ اور کون ہے جو انہیں عزیز رکھے اور ان کی کمزوریوں پر نظر نہ کرے اور ان کی بدسلوکی سے در گزر نہ کرے اور خودی کو درمیان میں نہ لائے۔ ہر چند وہ لوگ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور مجھ کم‌تر پر اعتقاد صادق رکھتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی رکھتے رہیں گے۔ لیکن یہ دوسرا معاملہ ہے اور جس کیفیت کا مجھے سامنا ہے۔ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ اور محمدؐ ہر وقت حافظ و ناصر ہیں۔

حدیث : فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ستایا اس نے مجھے ستایا۔ جنتوں میں جوانوں کے سردار حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہوں گے۔ وہ اسرار کسی حد تک میری استعداد کے مطابق اب مجھ پر منکشف ہوئے ہیں۔ میں اپنے تمام معاملات خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو بندوں کے حال کو دیکھتا جانتا ہے اور درود ہو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جو ساری مخلوق میں افضل ہیں۔

نالہ ۱۰ : پھر میں ایسے دل کا مالک ہوں کہ اس میں جو کچھ آتا ہے زبان پر آ جاتا ہے اور مناسب اور غیر مناسب کی مطلق پروا نہیں کرتا اور دو کیفیتوں سے خالی نہیں ہے یا تو یہ کہ میں جنون سے سرشار ہوں یا اپنے پروردگار کا مقرب ہوں۔ اگر پہلی حالت میں ہوں تو چوپایوں سے بدتر ہوں اور اگر دوسری حالت میں ہوں تو میری مثال ان لوگوں کی سی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"مخالف لوگ مجھے ایک مجنوں شاعر سمجھتے ہیں اور دوست مجھے محبوب حقیقی کا سچا عاشق سمجھتے ہیں"۔ حقیقت کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

رباعی : اے درد! اس دنیا میں صراحی نما آسمان ایک ہی شراب کو کئی رنگ دے کر پیالوں میں ڈالتا ہے جس طرح سورج کے پیالے سے

صبح کی قسمت میں دودھ اور شام کے حصے میں خون آتا ہے ۔

نالہ ۲۷ : نفس کی مخالفت روح کے معاملات کو تقویت پہنچاتی ہے اور نفس کی اطاعت سے روح کی قوت میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور ایک ساتھ دونوں کی کامیابی مشکل ہے اور نفس شکنی آدمی کو کمال تک پہنچاتی ہے اور حکمتوں والا خدا تعالیٰ ان سب چیزوں پر قادر ہے ۔

رباعی : اے درد ! اس برے نصیبے والی محفل میں بہت مشکل ہے کہ دو آدمی پوری طرح سرشار ہوں ۔ اس دنیا میں دو آدمیوں کا مقصد کبھی بیک وقت پورا نہیں ہوا ۔ جب جام بھرتا ہے تو صراحی خالی ہو جاتی ہے ۔

نالہ ۲۸ : اگرچہ میرا نام درد ہے لیکن حتی الوسع ہر شخص کو آرام پہنچا رہا ہوں ۔ اگرچہ میں خاک کی مانند ایک حقیر چیز ہوں لیکن سرمے کی مانند نابینا لوگوں کی آنکھوں کو روشن کرتا ہوں ۔ اگرچہ سائے کی مانند خاکساری ہمیشہ میرا شعار رہی ہے ، لیکن میں زمانے کا پامال شدہ نہیں ہوں اور کسی کے لیے بار خاطر نہیں بنا ۔

رباعی : کہنے کو درد ہوں لیکن خوشیاں بہم پہنچاتا ہوں ۔ اگرچہ بظاہر گرد ہوں لیکن آنکھوں کا سرمہ ہوں ۔ ہر شخص نے مجھے سب سے بلند مرتبہ دیا ۔ سائے کی مانند میں جہاں بھی ٹھہرا وہیں میں نے اپنا مقام بنا لیا ۔

نالہ ۲۹ : جسم کا گھر غم کی جھونپڑی کے بغیر نہیں ہے اور قید حیات زندان کے علاوہ اور کچھ نہیں ۔ خاص طور پر بڑھاپا جو کہ دل گیری کا زمانہ ہوتا ہے ۔ اس دور میں جوان بوڑھوں کا ساتھ نہیں دیتے اور انہیں نظروں سے گرا دیتے ہیں ۔ اس کے باوجود کہ وہ انہیں زیادہ سے زیادہ عزیز رکھتے ہوں ۔ لیکن کوئی شخص بھی اسے خاطر میں نہیں لاتا ۔

رباعی : میں نے اپنی غمگین جھونپڑی اور زندگی کے قفس کے ساتھ موافقت کر رکھی ہے اگرچہ میں ہر کسی کا ساتھ دے دیتا ہوں لیکن میری طبیعت کا کوئی خیال نہیں رکھتا ۔

نالہ ۷۵ : دیکھی گئی بات کو حق تعالیٰ سے چھپاتا ہے اور لوگوں کی ارادت کا خطرہ دیکھنے والوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور اس طرح ملامت ہونے والوں کو بھی لوگوں کے وجود کا خیال ہونا چاہیے اور حق سے حجاب مناسب ہے اور اتنا دیکھنا اور نہ دیکھنا یکساں ہے اور خداوند جہان کا شکر ہے کہ میں اس امر سے بے نیاز ہوں اور بندے کا دل ہر وقت خوش رہتا ہے ۔کیونکہ میرا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے اور مخلوق سے مستغنی ہوں ۔ میں شیوخ میں سے نہیں جو کہ دکان داری کرتے ہیں اور نہ ہی قلندروں میں سے ہوں جو اہل دل کے لیے خفت کا باعث بنتے ہیں ۔ میں خالص محمدی ہوں ۔ خدا نے مجھے بنایا اور خود میری تربیت کی ہے ۔

رباعی : میں تو اہل ملامت میں سے ہوں اور نہ زہاد کی مانند ہوں ، اور اپنی بے ساختہ طبیعت سے خوش ہوں ۔ یعنی کمان کی مانند درویشوں کے حلقے میں ، کونے اور میدان ، ہر جگہ چلہ کھینچتا ہوں ۔

نالہ ۷۶ : معرفت اور سلوک کے راستے کا آغاز بھی عجیب رنگ رکھتا ہے اور طرح طرح کے کاروبار پیش آتے ہیں اور زمانہ سالک اور عارف کے ساتھ کون کون سے کھیل نہیں کھیلتا اور منزل مقصود تک پہنچنا سعادت مندوں ہی کو نصیب ہوتا ہے ۔ حقیقت ان پر رونما ہوتی ہے اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں ، اور ان میں سے خاص خاص کو خالص محمدی بنا دیتے ہیں اور وہ قرب الٰہی کے ایسے مقام تک پہنچتے ہیں کہ جس سے بالاتر مقام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا ۔

رباعی : کبھی ہم خدائی مقامات کی بلندیوں تک پہنچ جاتے ہیں اور کبھی انسانی پستیوں میں جا گرتے ہیں ۔ اے درد ! اس راہ میں ہمیں کیسی کیسی گردشوں سے دوچار نہیں ہونا پڑا ۔ لیکن خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان گردشوں کی وجہ سے رفتہ رفتہ ہم اس مقصد کو پہنچ گئے ہیں جو ہمارا منشا و مدعا تھا ۔

نالہ ۷۷ : خودی کا خیال ایک بوجھ ہے ۔ اسے سر سے اتار دینا

چاہیے ۔ خود سری بھی ایک مصیبت ہے ۔ اس راہ میں قدم نہ رکھو ۔ کیونکہ ہم نے یہ راستہ دیکھا ہوا ہے اور دیدہ و دانستہ اس سے کنارہ کشی کر لی ہے ۔ خدا فضل کرے گا ۔

رباعی : ہم نے ہمیشہ خودی کے جال کو توڑا ہے اور ہمیں ایک لمحہ بھر کے لیے بھی اپنے ہاتھوں آرام نہیں ملا ۔ اپنے نفس کے خلاف ہنگامہ آرائی بھی ایک بہت بڑی آفت ہے ۔ ہم بھی کچھ دیر کے لیے اس معرکے میں صف آرا رہے ہیں ۔

نالہ ۷۸ : اگرچہ آدمی اپنے ذہن میں فرش امکان سے عرش تک دوڑتا ہے ۔ لیکن عبودیت کے گھر سے باہر قدم نہیں نکالتا اور انسان اپنے زعم میں جتنا بھی مقید عین مطلق بنائے ، لیکن اپنی قید کے جال سے نہیں نکلتا ۔

رباعی : ہر چند میں حد سے زیادہ سوچتا ہوں اور دل میں تفکرات کے سینکڑوں زخم لگاتا ہوں لیکن مرغ قبلہ نما کی طرح میری تمام تر پرواز اپنے ہی آشیانے میں ہوتی ہے ۔

نالہ ۷۹ : عشق مطلق بھی ایک عجیب آفت ہے ، اور ان آفتوں کا تعلق عاشقان مجازی ہی تک محدود نہیں ہوتا اور عاشق مزاجی بھی ایک عجیب مصیبت ہوتی ہے ۔ اگرچہ کبھی عشق عاشق ہی کے دل میں چھپا رہتا ہے اور اس کا دوسرے تک پہنچنا ضروری نہیں ہوتا ۔ لیکن صرف عشق کی کیفیات کا دل میں ہونا طبیعت کو پریشان کرنے کے لیے کافی ہے اور ارباب عقل کے نزدیک گمراہی کی راہ دکھاتا ہے ۔

رباعی : اس عشق نے مجھے بہت شرمندہ کیا ہے اور شعور کی مجلس میں مجھے پشیمان کیا ہے ۔ میں دل سے شعلے کی مانند سانس نکالتا ہوں میرے آنسوؤں نے شمع کی مانند مجھے لاچار کر دیا ہے ۔

نالہ ۸۰ : ہر شخص کو ایک روز حساب دینا ہے اور ہر شخص خود اپنا دشمن ہے ۔ خدا فضل کرے ہر شخص کے اعمال و اقوال کا بوجھ اس کی گردن پر ہے اور ہر شخص سے جو سوال و جواب کیے

جائیں گے وہ کسی دوسرے شخص کے جسم و جان کے متعلق نہیں ہوں گے - ایک کا نفع و نقصان دوسرے کو نہیں پہنچایا جائے گا - تیرا ایک ایک عضو تیرا دشمن ہے اور تیرا ہر قول و فعل ایک چھپے ہوئے دشمن کی مانند ہے - تن پروری کے پیچھے نہ پڑو اور سوچ سمجھ کر زندگی گزارو - اے انسان! خدا تجھ پر رحم کرے اور رحمت کا دروازہ کھولے اور تیرے ساتھ عدل کی بجائے فضل سے پیش آئے - بے شک وہ رحیم و مغفرت کرنے والا ہے -

رباعی : تیرا نیک و بد ظاہر ہونے والا ہے اور تیرے ہر عضو کو ''سوسن کی زبان ملنے والی ہے - یعنی قوت گویائی عطا ہونے والی ہے - خواہ تیری عمر کی مختصر رات لمبی ہو جائے لیکن دن کی روشنی اس کی گھات میں لگی ہوئی ہے -''

نالہ ۸۱ : وجود کا مقدس مرتبہ اپنے تقدس کے لحاظ سے اضداد کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس وطن میں توحید و تشریک دونوں آباد ہوتے ہیں -

خارجی موجودات کی شکلیں بظاہر ایک سی معلوم ہوتی ہیں - لیکن کیفیت میں ایک دوسری سے مختلف ہوتی ہیں اور علم الٰہی کی صورتیں جو کہ باطن میں جلوہ گر ہوتی ہیں ایک دوسرا عالم رکھتی ہیں - اس مقام پر رنگ اور بیرنگ ایک ہوتا ہے اور غیریت کا حرف درمیان سے حذف -

رباعی : قدس کے مرتبے میں عجیب نیرنگی ہوتی ہے اور اس میں تنزیہ اور تشبیہ برابر ہوتے ہیں - باغ کے صحن میں پھول کا رنگ اور ہوتا ہے اور آئینے میں اس سے مختلف -

نالہ ۸۲: خدا کا شکر ہے کہ اس فقیر نے اب فقر کا بیابان طے کر لیا ہے ، اور حیوانی خیالات سے اپنے دل کے گوشے کو بالکل خالی رکھا ہے - اللہ اپنی عنایت خاص سے اور اس پاک وادی کی انتہا تک پہنچائے اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اور حضرت عندلیب کے طفیل خاتمہ بالخیر کرے اور مردانہ وار اس دنیا سے گزار کر نجات کی

کرسی پر بٹھائے!

رباعی : ہمیں کبھی اپنے اور بیگانے کا خیال دل پر نہیں گزرا اور نہ کبھی گھر کا اور ویرانے کا وہم دل میں سمایا خدا کا شکر ہے کہ درد راہ فنا میں مردانہ وار اپنی جان کی بازی لگا گیا ہے ۔

نالہ ۸۳ : اگرچہ اپنے دل کی صفائی کے باعث اپنے دل کے راز بیان کرنا صاف باطن لوگوں کا کام ہے ۔ لیکن یہ اچھا نہیں اور بے وقوفی سے خالی نہیں ۔ اس لیے کہ ہر آدمی اس لطافت کو محسوس نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ تمام لوگ اس سے محفوظ نہیں ہو سکیں گے اور اہل صفا سے بھی، جہاں تک ہو سکے ، بات چھپائی جائے اور بلا ضرورت ظاہر نہ کی جائے ۔ کیونکہ عیار لوگوں کا دستور بدطینتی ہے ۔ ہر چند کہ ایسا کرنا بعض معاملوں میں بہتر ہوگا ۔ لیکن ایسا نہیں کرنا چاہیے اور یہ شائبہ دوئی سے پاک نہیں ۔

اگر اتفاق سے کسی دوست کے ہاتھوں تیرا دل ٹوٹ جائے تو اس کے ہر ٹکڑے میں اسی صفائی کو محفوظ رکھنا چاہیے اور انھی ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک ایسا شیش محل بنانا چاہیے جس میں دوست رہ سکے کیونکہ سچا دوست مشکل ہی سے ملتا ہے اور یہ قول سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مومن دوسرے مومن کے لیے آئینہ ہوتا ہے ۔

رباعی : ہر کسی کے ساتھ صفائی دل کا مظاہرہ مفید نہیں ہوتا، لیکن اہل صفا کے ساتھ دل کو صاف رکھنا چاہیے ۔

اے درد ! اگر دل کا شیشہ ٹوٹ جائے تو ہمارے لیے اس کا ایک ٹکڑا ضرور بچا رکھیو !

نالہ ۸۴: چاپلوسی اور زمانہ سازی دھوکے بازوں کا کام ہے ۔ راستی اور سچائی مردوں کا دستور ہے ۔ یہ اہل تدّق ہی بہت زیادہ خاطر مدارات کرتے ہیں اور ہر آشنا وغیر آشنا شخص سے تپاک سے ملتے ہیں ۔ زیادہ گرم جوشی سے ملنا انھی دغا بازوں کو زیب دیتا ہے بھلائی اپنی نظر خدا اور رسول پر رکھتے ہیں اور ہر شخص سے نیک نیتی سے سلوک کرتے ہیں ۔ ”اللہ اپنے بندوں کے حالات کو دیکھنے والا ہے ۔“

رباعی : کسی آدمی سے چھپ کر یا علانیہ دوستی نہیں کرنی چاہیے - ہماری بجائے لوگ خود محبت کا ہاتھ بڑھائیں اور تو لوگوں کے ساتھ دوستی اور دشمنی صرف خدا کے لیے اختیار کر اور اگر محبت ہی کرنی ہے تو خدا سے کیوں نہ ہو ؟

نالہ ۸۵ : سبحان اللہ! اگرچہ میں اپنی بساط کے مطابق عدم اور وجود کے متعلق کچھ نہیں جانتا - لیکن ہمیشہ ان دونوں میں گرفتار ہوں - وجود کے آداب کے مراتب کی حفاظت کروں یا عدم کے اعتبارات کا زنگ دل کے آئینے سے اتاروں؟ اگرچہ میں واجب نہیں ہوں - لیکن تمام واجبی احکام منجملہ اوامر و نواہی میرے ذمے ہیں - اگرچہ میں منکرین میں سے نہیں ہوں لیکن تمام برائیوں کے سرزد ہونے کا امکان بھی میرے ہی نصیب میں ہے - خدا محفوظ رکھے !

رباعی : ہر لحظہ میرے دل میں ایک نیا وسوسہ پیدا ہوتا ہے اور ہر گھڑی طرح طرح کے خیال دل میں آتے ہیں - میں نہ شیشہ گر ہوں اور نہ جوہری ہوں - لیکن میرا دل عقیق کے جگر کا شیشہ ہے اور آنسو الماس ہیں -

نالہ ۸۶ : بندہ اگرچہ شکل کے اعتبار سے خاکی ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے آسمانوں میں رہنے والوں میں سے ہے خدا نے مجھے مخلوق میں سب سے عمدہ بنایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بغیر وجہ کے مجھے پست ترین مخلوق میں شمار نہیں کیا - یہاں بھیجنے کا مقصد حق پر ایمان لانا اور نیک اعمال تھے - خدا کا شکر ہے کہ پاک مرشد کے طفیل اس امر کا دروازہ میری استعداد کے مطابق مجھ پر کھول دیا گیا - حضور اکرم کے صدقے ایسی عنایات کریں گے جس کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا اور انشاء اللہ تعالیٰ گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت حاصل ہوگی -

مجھے اپنے ایمان و اعتقاد پر شک و شبہ نہیں ہے اور میں حضرت رسولؐ اور اپنے مرشد کامل کو وسیلہ کے طور پر لاؤں گا - کون ہے جو جھٹلائے مجھے اس دین میں - کیا خدا حاکموں کا حاکم نہیں ہے ؟ خدا،

رسول؟ اور مرشد کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں موجود ہے اور اپنا جھوٹ سچ اس سے پوشیدہ نہیں رہا ۔

رباعی : وہ ہستی جس نے میرے آب و گل کا خمیر اٹھایا ہے اور صدق و صفا میں میری منزل کو سجایا ہے میں اپنی صدق و صفا کا معتقد ہوں اور مجھ سے اپنے دل کا کوئی راز پوشیدہ نہیں ۔

نالہ ۸۷ : اس کی موجودگی سے میری روح روشن ہے اور اس کے نور سے میرا وجود منور ہے ۔ ہر چیز کے وجود کا سبب ہونا چاہیےاور ہر معلول کے ظہور کا سبب ہونا چاہیے، اور درحقیقت ہر ممکن کے وجود کا سبب ضروری ہے ۔ ہر ممکن مخلوق کا انحصار کسی دوسری مخلوق پر ہوتا ہے ۔ وگرنہ وہ کس طرح اپنے آپ کو عدم سے ہستی میں لا سکتی ہے ۔ تمھیں پیدا کیا اور تم کوئی عمل نہیں کرتے ہو ۔

رباعی : وہ جس کا شہود دل و جان کے نور کا باعث ہے اور ہمارے جسم کے ظہور کے لیے تیری نمود کی ضرورت ہے ہر چیز اپنے لیے کوئی سبب رکھتی ہے ۔ لیکن ہمارے وجود کے لیے تیرا وجود باعث بنا ۔

نالہ ۸۸ : دنیا کے باغ میں کوئی ایسا حسین پھول نہیں کھلا جو کہ آخرکار زمین میں نہ چھپ گیا ہو اور کون سا سرو قد پودا ہے جس نے اس باغ میں سر نہ اٹھایا ہو اور پھر خاک میں نہ دفن ہوگیا ہو ۔ دنیا کا ویرانہ ایک عجیب عبرتکدہ ہے ۔ اگر آنکھ بینا ہو اور فضول خواہشات کا ناخن دل کو نہ چھیلے تو ہر قسم کے لوگوں کے جانے پر نظر رکھ اور جو کچھ موجود ہے اس کے دام میں گرفتار نہ ہو ۔ سارا زمین و آسمان باعث عبرت اور یہاں کا ہر ذرہ دیدارِ الٰہی کا آئینہ دار ہے۔

رباعی : خاک میں ہزاروں حسین و جمیل صورتیں ہیں جن کو زمانے نے ہر جگہ خزانے کی طرح دفن کر رکھا ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس صحرا کا ہر ذرہ اپنے دامن میں ایک سورج کو چھپائے رکھتا ہے ۔

نالہ ۸۹ : محفل میں ہوتے ہوئے تنہا رہنا ہمارے طریقہ نقشبندیہ کی کیفیات میں سے ہے ۔ اور وطن میں ہوتے ہوئے بھی سفر میں رہنا بھی اس سلسلہ عالی والوں کے ارادے اور حالات میں سے ہے ۔ اور یہ بزرگوار

کثرت کی انجمن میں بیک وقت خلوت خانۂ وحدت میں بھی باریاب ہوئے ہیں - اگرچہ کبھی اپنے گھر سے باہر قدم نہیں نکالتے - لیکن ہر گھڑی فنا فی اللہ کی سیر کرتے رہتے ہیں - بزمِ عالم انھی روشن ضمیروں کے دم سے قائم ہے اور دنیا کی رونق انھی کے وجود سے ہے - اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے -

رباعی : اے درد! میں ہمیشہ سے اس انجمن میں ہوں - ہر چند میں جسم کے فانوس میں مقید ہوں - فنا کی راہ میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں بیٹھتا - شمع کی مانند اپنے وطن میں گرم سفر ہوں -

نالہ ۹۰ : درویش جو کہ زندہ دل اور مردہ نفس ہوتا ہے ، دنیا داری کی رسومات اس سے انجام نہیں پائیں گی اور وہ فقیر جو کہ آزاد منش ہو وہ ایسے امور کے زیر بار نہیں ہوتا - اگر نیک اقربا اور سچے دوست موافق ہوں گے تو ایسے تارک الدنیا لوگوں کو بھی معاف کر دیں گے اور اگر خبیث نفس اور سرکش ہوں تو ان سے ملاقات کو ترک کرنا ہی بہتر ہے - انھیں خدا کے حوالے کر دینا چاہیے -

رباعی : ایک مدت تک ہم زندوں میں شمار ہوتے رہے اور دوست احباب کے ساتھ تعلقات بنانے میں مصروف رہے - لیکن اب اے دوستو! اپنی ان رسومات سے معاف رکھیے - کیونکہ جب تک ہم رہے دنیا ہی کے ہو کے رہے -

نالہ ۹۱ : صاحبِ نظر لوگ ہر وقت اپنے اعمال پر کڑی نظر رکھتے ہیں، اور ادھر اُدھر توجہ نہیں کرتے - اسی یکتا کو دیکھنے میں محو ہیں اور تجلیاتِ حق کی طلسم بندی میں حیران رہتے ہیں ، اور جو کچھ پاتے ہیں اور جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے ہی اندر دیکھتے ہیں اور (اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے) ان کے دلوں پر سے پردے اٹھا دیتا ہے اور آیت کریم "تمھارے دلوں میں بات ہوتی ہے لیکن تم نہیں دیکھ سکتے" ان کے حال پر صادق آتی ہے - ہمیشہ اپنی ہی نیرنگی کو دیکھتے ہیں اور کثرت کی طرف نہیں جاتے - دنیا و مافیہا سے ماورا بھی انسان کے لیے راہیں ہیں لیکن یہ لوگ اس دنیا میں مقید رہتے ہیں -

رباعی : نہ میں زمین اور نہ آسمان کی طرف دیکھتا ہوں ۔ میں اس کا بلند و پست نہیں دیکھتا ۔ اے درد میں اپنے آپ کو دیکھنے میں محو ہوں ۔ اس دنیا میں اپنے آپ کو کچھ عرصہ کے لیے ہی دیکھتا ہوں ۔

نالہ ۹۲ : اے دوستو ہم بھی کچھ عرصہ اس دنیا میں رہے ہیں اور اپنی استعداد کے مطابق اس باغ کی سیر کی ہے ۔ اس باغ کا ہر برگ و بار ہمارا دوست تھا ۔ غنچہ جوکہ پھول کی شکل اختیار کر گیا ہے ہم اس سے بھی ملے تھے ۔ ہمارے دل کے راستے ایک تھے ۔ نگاہ بھی ایک ہی طرف اٹھتی تھی ۔ کوئی خوشبو سے دماغ تر کرتا تھا اور کوئی رنگ کے شعلے سے اپنے چہرے کو تابناک کرتا تھا ۔ ایک طرف ہم نفس نغمے الاپتے تھے ایک طرف فریاد کرنے والے خاطرداری کرتے تھے ۔ غرض ہوا جو کچھ ہوا اور انجام سامنے ہے ۔

رباعی : ہم پھول کے ساتھ ہنسی کی راہ رکھتے تھے ۔ کلی کے ساتھ مخفی مسکراہٹ رکھتے تھے ۔ اے ہم نفسو ہم اس باغ میں یعنی اس گھر میں کچھ دیر رہے ہیں ۔

نالہ ۹۳ : دنیا بدلتی رہتی ہے اور آدمی اس کی مصروفیات میں پامال ہو رہا ہے ۔ یہاں کے خوشی و غم کا کوئی اعتبار نہیں اور چشم بینا رکھنے والا ان اُمور کو خاطر میں نہیں لاتا ۔ ہر چند انسانیت کی فطرت کے تقضے کے مطابق معرف ہے ، لیکن حد سے زیادہ خوشی و غم گناہوں میں ملوث لوگوں کا کام ہے ۔ صاف دل لوگ اس دنیا کو اس قدر اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے اور روشن ضمیر لوگ اندھوں کی طرح اس راہ پر نہیں چلتے ۔

رباعی : خواہ تیری طبیعت میں خوشی یا غم ہے ۔ فکر نہ کر کیونکہ دنیا کا یہی حال ہے اور دراصل دنیا کا حال ہمیشہ ایک سا نہیں رہا ۔ کیونکہ دنیا رنگا رنگ کے حالات سے عبارت ہے ۔

رباعی : دنیا کو ہیچ اور فانی اس لیے کہتے ہیں کہ زندگی میں ہمیں بہت کم فرصت ہے ۔ وگرنہ یہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے نہ جانے کب تک رہیں گے ۔ کیونکہ قیامت کی آمد یقینی ہے

لیکن کسی کو اس کی آمد کا وقت معلوم نہیں "اور اس کا صحیح علم خدا ہی کو ہے" ۔ پس درحقیقت اس باغ کی موجودہ تر و تازگی ہمارے دل کے پھول کی وجہ سے ہے ۔ دنیا کے باغ کا خوش گوار موسم پاک دل لوگوں کی سلامتی پر منحصر ہے ورنہ دنیا کی باقی اشیاء کس کام کی اور ان اشیاء کی قدر و قیمت بھی حضرت انسان کی قدردانی سے بڑھتی ہے اور دنیا کی عزت و آبرو انسان کی وجہ سے ہے ۔ مبارک ہے وہ اللہ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے ۔

رباعی : ہمارے مرجھانے سے دنیا کا باغ مرجھا گیا ہے اور ہمارے غم زدہ ہونے سے تمام مخلوق کا دل افسردہ ہوگیا ہے ۔ دنیا ہی ہمارے دم قدم سے تھی ۔ ہمارے مرنے سے وہ نیست و نابود ہوگئی ۔

نالہ ۹۵ : اگرچہ عارضی کثرت کے عالم میں ہر کوئی اپنا امتیاز ظاہر کرتا ہے اور دنیا میں میں اور تو کا شور بپا ہے ۔ لیکن مشاہدہ حقیقت کے بعد چاہیے کہ یہ سارے خام خیالات ذہن سے نکل جائیں اور توحید کے خلوت خانے میں بسیرا کیا جائے ۔ اور دنیا کی بے حقیقت صورتوں سے فریب نہیں کھانا چاہیے اور ہمیشہ ذات الٰہیہ کے بارے میں حضور و شہود میں گم رہنا چاہیے ۔

رباعی : اگرچہ مخلوق امتیازات اور من و تو کے فتنے میں گھری رہتی ہے لیکن تو سب سے الگ تھلگ رہ اور دنیا کی بے حقیقت صورت پر مائل نہ ہو ۔ بلکہ اس خدائے پاک کی محبت میں سرشار رہ جس کی نہ صورت ہے نہ جسم ۔

نالہ ۹٦ : نفس ناطقۂ انسانی کا دنیاوی آلائشوں سے الگ رہنا خدا سے ملنے کا سبب ہوتا ہے اور اسی کی برکت سے انسان تزکیۂ نفس کرتا ہے جو قربِ الٰہی کا باعث ہوتا ہے ۔ یہ مقام کسی فرشتے کو بھی نصیب نہیں ہوتا ۔ دنیا کی یہ پہچان ہی اسے علائقِ دنیا کے سائے سے محفوظ رکھتی ہے اور وہ رحمتِ الٰہیہ کا ہمسایہ بن جاتی ہے ۔ روح کی برکتیں جسم میں سرایت کر جاتی ہیں جس کی مدد سے آدمی محسوسات کو بھی واضح دیکھنے لگتا ہے ۔

رباعی : دنیاوی آلائشوں سے دور رہنا ہمارا سرمایہ ہے ۔ الگ تھلگ رہنا ہمارا شعار ہے ۔ ہمارے ہمسائے میں ہمارے سوا کوئی نہیں ہوتا بس ہر سایہ ہی ہمارا ہمسایہ ہوتا ہے ۔

نالہ ۹۷ : اے خواجہ میر درد ! خدا تجھے بخشے ۔ دل کے کاشانے کی روشنی نورِ ایمان سے ہے ۔ اس لیے ہر وقت خدا و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اپنے مرشد کی محبت سے اپنے ایمان کے نور کو بڑھاتے رہو اور دل کے پیمانے کو ہر وقت رسول ؐ ، آلِ رسول ؐ اور اصحاب رسول ؐ کی دوستی کی شرابِ طہور سے لبریز رکھو اور بندگانِ خدا کے دلوں میں جگہ کر ، اور صوفیا کی نظروں میں پسندیدہ بن ۔ کیونکہ تو ایک عاجز اور گوشہ نشین بندہ ہے اس لیے تیرا ٹھکانا دل کے گوشے میں ہونا چاہیے ۔ ہو سکتا ہے کہ خدا اپنے فضل سے اور مومنوں ، محمدیوں اور اپنے نیک بندوں کے صدقِ دل کی برکت سے تجھے بخش دے ۔ (اللہ اپنے بندوں کو بہترین بخشنے والا ہے) ۔

رباعی : اے درد! تو کاشانۂ دل کا چراغ ہے ۔ تیری آنکھوں سے پیمانہ دل روشن ہوتا ہے ۔ تو ایک خانہ نشین اور گوشہ گیر آدمی ہے ۔ تیرا ٹھکانا دلوں کے خلوت خانوں میں ہونا چاہیے ۔

نالہ ۹۸ : حقیقت کے اسرار بیان میں نہیں سما سکتے ۔ حکایتیں اور عبارتیں بھی صرف اشارہ ہی کو سکتی ہیں ۔ اس محفل میں چشمِ بینا ہی سننے اور کہنے کا فرض ادا کرتی ہے ۔

رباعی : اے درد ! گلزارِ حقیقت تک رسائی پر فخر نہ کر ۔ جو کچھ کہنا ہو اشاروں سے کہو اور خاموش رہو تاکہ تمھارے بولنے سے اسرارِ الٰہی فاش نہ ہوں ۔ جس طرح غنچہ لب کشائی کر کے پھول کے اسرار کو ظاہر کر دیتا ہے ۔

نالہ ۹۹ : عالمِ غیب جو شاہدِ حقیقی کے غنچہ جیسے نغمے کی طرح بہت سارے راز اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں اور ہر لحظہ ان اسرار میں سے تھوڑے تھوڑے سننے میں آتے ہیں ، ہم نے اس پر نہیں اتارا مگر تھوڑی مقدار میں ۔ اور باخبر لوگوں کے دل انھیں پیشتر اس کے کہ

دنیا والے سئیں عالمِ بالا ہی میں سن لیتے ہیں ۔ اور ہر لحظہ ''کن'' کا وہ پرانا کلمہ جو اس چیز کے لیے کہا جاتا ہے جو وجود میں آنے کے لیے تیار ہوتی ہے اور ازل سے ابد تک یہ عمل جاری ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ عالم غیب کا ہر غنچہ ہر دم کھلنے کے لیے تیار ہے اور دنیا والوں پر اپنی تفصیلات کو ظاہر کرنے کے لیے مشتعل رہتا ہے اور کل شی ء فصلناہ تفصیلاً (ہم نے تمام چیزوں کو تفصیل کے ساتھ اس پر کھول دیا ہے) کا معاملہ اسے ہر وقت پیش آتا ہے ۔ اے کارسازِ عظیم! اور اے (کل یوم ہو فی شان) (ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ دکھانے والے!) تو ہی ہے ۔ جو غائب اور حاضر ہے ، باطن و ظاہر ہے اور اول و آخر ہے اور (ومنک المبدأ والیک المصیر) یعنی (تیری طرف سے آئے ہیں اور تیری طرف لوٹ کے جاتے ہیں) ۔

رباعی : میرے دل کا راز سننے کے قابل ہے ۔ تیری بات کہنے کے قابل ہے اور تیرے منہ کا غنچہ ہمیشہ تبسم کناں ہے کیا یہ غنچہ کھلنا چاہتا ہے ؟

نالہ ۱۰۰ : سبحان اللہ تعالیٰ کا اسم الاول بلا شک موجودات کے درخت کا بیج ہے، اور اسم الاخرگویا اس درخت کا پھل ہے ۔ اس درخت کے پھولوں میں گویا اللہ تعالیٰ کے اسم الظاہر کا رنگ جلوہ گر ہے اور اس کے غنچوں میں خدا کے اسم الباطن کی خوشبو چھپی ہے ۔ غرض ہر چہار طرف سے اسی منزل کی جانب راہیں جاتی ہیں اور مبدا و معاد (ہر شے کا اسی کی طرف سے آنا اور اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے) کا دوراہا وحدت الٰہیہ کی دلیل ہے ۔

رباعی : اے مٹی پانی بیج اور پھل سے غافل ! تو بیج اور پھل کے دل کے راز سے واقف نہیں ۔ اگر تو اس پر غور کرے تو مبدا و معاد کا بھید معلوم ہو جائے ۔

نالہ ۱۰۱ : دنیا کا میدان جو خدا کے حسن کی تجلیوں کا مظہر ہے اس کے گونا گوں جلووں سے پر ہے ۔ یعنی جب حضرت جل سلطانہ نے ایجاد کائنات کی طرف توجہ فرمائی تو ہر چیز وجود میں آئی اور وہی نود

واجب تھا جو امکان کی صورت میں ظہور پذیر ہوا ۔ واللہ علی کل شیٔ شہید (خدا ہر چیز کو دیکھ رہا ہے) ۔

رباعی : اے درد ! کون و مکاں کے اس کارخانے میں اس ہستی کا نشان مل سکتا ہے جو ظاہر ہیں آنکھوں سے چھپی رہتی ہے ۔ یعنی واجب (خدا) نے جب ممکن (دنیا) کی طرف دیکھا تو دنیا کے لیے وجود میں آنا واجب ہوگیا ۔

نالہ ۱۰۲ : دنیا کے لیے صرف غافلوں کے دل ہی غمگین ہوگئے اور صرف حرص و آز والوں کے دل ہی دنیا کے لیے پریشان ہوتے ہیں ۔ اور تسکین و اطمینان صرف مقربین درگاہ کو ہی نصیب ہوتی ہے ۔ اور استقامت و استقلال صرف کاملوں اور صدیقوں کے حصوں میں آتا ہے ۔ جب خدا و رسولؐ اور مقبول بزرگوں کی روحیں از راہ نوازش کسی بندے کے حال پر نظر کرتی ہیں تو اسے ہر طرح کی مدد ملتی ہے ۔ پھر اسے کیسی فکر اور کیسا غم ۔ کارساز حقیقی نے اس کے سارے کام کیے ہیں ، کرتا ہے اور کرے گا الحمد للہ ثم الحمد للہ ۔

رباعی : ہمارا دل کبھی غمگین و پریشان نہیں ہوتا ۔ ہمارے ظاہر و باطنی حواس مطمئن رہتے ہیں ۔ اے درد! جب خدا محمدؐ اور علیؓ ہمارے ناصر و ناظر ہوں تو ہمیں کیا غم !

نالہ ۱۰۳ : ''آہ سرد'' عشق کی دمساز ہوتی ہے اور نالہ عندلیب کا نتیجہ ہے ۔

پھول اور چمن کی بہار عندلیب سے ہے اور عندلیب کا کام دوست کا درد ہے ۔ میں عاشق کے دل کی طرح ناکارہ اگرچہ کسی کام نہیں آتا ۔ لیکن اپنے دوست کے لیے گرمی بازار ہوں ۔ اگرچہ میں آوارہ ہوں اور آوارگی کے علاوہ اور کچھ نہیں کر پاتا ۔ لیکن اپنی عندلیب کے ساتھ نالہ پرداز ہوں ۔ اگر اعمال کی درستی کا مدار نیتوں پر ہے تو انشاء اللہ تعالٰی مجھے نجات کی امید ہے ۔ ہر چند کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں نالائق ہوں ۔ لیکن اپنے خواجہ کے لیے سچا غلام ہوں ۔

رباعی : ہر چند میں بذات خود تیرے لائق نہیں ہوں ۔ اے حضرت عندلیب والا درگاہ ! میں تیرا عشق صادق رکھتا ہوں ۔ تو گلشن کا عاشق ہے اور میں تیرا پرستار ہوں ۔

نالہ ۱۰۴ : حضرت قبلہ کونین قلسنا اللہ بنصرہ سرہ کا مزار مبارک شہر میں ہے ۔ خدا اسے قیامت تک آباد رکھے ۔ یہ عجب گلستان تھا ۔ اب حوادث زمانہ کی خزاں نے اسے پامال کر دیا ہے اور ہر طرح کے لوگوں کی آبادیاں تھیں اور ان آبادیوں میں نہریں اور شاداب درخت تھے اور اس دنیا کے تھپیڑوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا ہے ۔ جو بھی وجہ رہی ہو تمام روئے زمین چاند جیسے محبوبوں اور ان کے سبز خط کی مانند دلکش تھی ۔ اللہم احفظ من جمیع البلایا والآفات واجعلہ بلداً آمناً وارزق اہلہ من الثمرات ومن دخلہ کان آمنا ۔

ترجمہ : اے اللہ ! ان کی حفاظت کر تمام بلاؤں سے اور مصیبتوں سے اور اسے بنا ایک امن والا شہر اور اس کے رہنے والوں کو رزق دے پھلوں کا اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہو ۔

دہلی جسے زمانے نے تاخت و تاراج کر دیا ہے ، اس کے شہر کی سیاہی (گرد و نواح محبوبوں کے خط کی مانند تھی ۔ نہروں کی بجائے آنسو بہنے لگے ۔ یہ شہر محبوبوں کے چہرے کی طرح تھا ۔

نالہ ۱۰۵ : افسردگی ہر خوشی کی گھات میں لگی ہوئی ہے اور ہر خوشی کے بعد غمی ہے ۔ تیرے باغ میں اعتبار کا کوئی ایسا پھول نہیں کھلا ہوگا جو کہ پھر مرجھایا نہ ہو اور کبیدہ خاطر نہ ہوا ہو ، اور کونسی طبیعت کی شمع ہے جو اس تخیل کی انجمن میں جلی ہو جو آخرکار بجھ نہ گئی ہو ۔ اس رہگذر میں ہر ایک کی آمد و رفت علیحدہ علیحدہ ہے اور ہر ایک کی خوشی و غمی الگ الگ ہے ۔ ہر پیدا ہونے والی چیز کا انجام فنا ہے اور خوشی کا حاصل غم کھانا ہے ۔ ہر شخص کسی نہ کسی طرح زندگی گزارتا ہے اور پھر کچھ عرصے کے بعد مر جاتا ہے ۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار (آج کس کی بادشاہی ہے؟ ۔ اس اللہ کی جو واحد اور قہار ہے) ۔

رباعی : ہر دل جو کہ پھول کی طرح کھلا آخر پژمردہ ہوگیا ۔ پیدا ہوا خوش ہوا ۔ غم کھایا اور مر گیا ۔ جو طبیعت شعلہ کی طرح گرم ہوئی وہ آخر بجھ گئی ۔ اے درد یہاں ہر شخص کا ایک خاص انداز ہے ۔ یعنی پیدا ہوا خوش ہوا غم کھایا اور مر گیا ۔

نالہ ۱۰۶ : چونکہ زندگی کا انجام موت ہے ، پس وہ زندگی کو ایسے کاموں پر جوکہ وقت مرگ کام آئیں صرف کرے ۔ کھلنے کا انجام مرجھانا ہے ۔ پس بہار کے آغاز میں ہی خزاں کا تصور کر تاکہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے (موت) تیرا مقصود ہو اور جوکہ دوسروں کے لیے نقصان کا باعث ہے ۔ تیرے لیے نفع بخش بن جائے ۔ سر کو اللہ کی طلب میں قربان کر اور بندگی کا حق ادا کر ۔ سستی اور کاہلی کو حیرانی طبیعت کی بنا پر نزدیک نہ پھٹکنے دے اور انسانی ہمت اور چستی و چالاکی کو اپنا پیش رو بنا ۔ اگرچہ اس راہ میں قدم قدم پر طرح طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں ، لیکن با ارادہ شخص ان لایعنی باتوں کو خاطر میں نہیں لاتا ۔ جوانمرد لوگ موت کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں اور ہر وقت ان کی عبرت کی آنکھ فنا پر لگی رہتی ہے ۔ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ۔ (تمنا کرو موت کی اگر تم سچے ہو) ۔

رباعی : طلب کی راہ میں سر کے بل جا ۔ مرد بن جا ۔ اے درد سستی مت دکھا اور چالاک بن خواہ تجھے قدم قدم پر مشکلات کا سامنا ہو مرنے سے نہ ڈر اور جوانمردی دکھا ۔

نالہ ۱۰۷ : اگر تو خوشی چاہتا ہے تو محنت کر اور اگر آرام چاہتا ہے تو رنج سہنا سیکھ ۔ غم کھانا روح انسانی کے لیے ایک عجیب مقوی غذا ہے اور غصہ پی جانا لاثانی دوا ہے ۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے انجام اور خاتمے پر نظر رکھ اور لذت کے جال میں مت آ ۔ زندگی میں ہی موت کے شربت کو خوشی خوشی گوارا کر تاکہ موت کے وقت تجھ سے پریشانی نہ ہو اور دنیا کے تعلق کو قبل اس کے کہ وہ تجھ سے قطع تعلق کرے توڑ دے تاکہ چلنے کے وقت ناکام نہ ہو ۔ خواہ مخواہ آخر ایک دن مرنا ہے اور دنیا سے محبت اپنے لیے وبال ہوتی ہے ۔

رباعی : ہر دم رنج سہنے پر راضی رہ اور دنیاوی غموں کی پروا نہ کر ۔ اگر تو چاہتا ہے تیرا خاتمہ بالخیر ہو وقت مرگ موت سے راضی ہو جا ۔

نالہ ۱۰۸ : اس گلستان میں نرگس کی مانند غفلت سے آنکھیں بند نہ رکھ ۔ بلکہ موسم بہار میں مسکراتے ہوئے پھول کی مانند ہنسنے کو ہنسنا مت سمجھ بلکہ پریشانی تصور کر ۔ اُمید کے دامن کو نفسانی خواہشات کے پھولوں سے مت بھر اور اپنی پسندیدہ چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے ادھر اُدھر مت بھاگ بلکہ دل کے دامن کو دنیاوی اشیاء سے سمیٹ کر رکھ تاکہ شرک کا کانٹا تیرے پاؤں میں نہ چبھے اور ہوس کے شگوفوں کی رنگ آمیزی کی طرف نہ دیکھ تاکہ ضبط کی عنان تیرے دست اختیار سے نہ جائے ۔ صاحب نظر جوکہ راہ استقامت میں قدم رکھتے ہیں ۔ یہاں کے عیش سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور خوشی کو ناخوشی سمجھتے ہیں اور راحت کو تکلیف خیال کرتے ہیں ۔

رباعی : وہ جوکہ اس باغ میں عبرت سے دیکھتے ہیں ، اگر کسی وقت ہنستے ہیں تو رنجیدہ خاطر ہو جاتے ہیں انہوں نے پھولوں سے اُمید کا دامن کبھی نہ بھرا جب اس گلستان سے پھول کی مانند رخت سفر باندھتے ہیں ۔

نالہ ۱۰۹ : طبیعت کی معرفت و عرفان ، دل کو غیر اللہ کی گرفتاری سے آزاد کرتا ہے ۔ اعتبار کا وجود تمام ممکنہ موجودات کو اعتبار کی نظر سے گرا دیتا ہے اور عدمیت کی جانب ہر ممکن موجود کو وجودیت کی طرف غالب کر دیتا ہے اور بذات خود اس موجود کو معلوم سمجھتا ہے موجود بالذات صرف خدا کی ذات ہے اور یہ دنیا دوسری چیزوں کی محتاج ہے ۔ پس وہ عارف جو کہ حقیقت بین ہو ، ان سب پر خط تنسیخ کھینچ دیتا ہے ۔ کلمہ طیبہ کے مطابق اپنے وجود کو ''الا'' کی چھلنی میں چھان کر ذات واحد کے لیے مخصوص سمجھ کر سب سے مستثنیٰ دیکھتا ہے اور توحید کے گوشے میں بیٹھتا ہے اور مجازی کثرت کے بازار سے منہ موڑ لیتا ہے اور خود ہر لحظہ حقیقت وحدت کا مشاہدہ کرکے ان

کلمات کی تکرار کرتا رہتا ہے ۔ یعنی میں اپنا چہرہ اس اللہ کی طرف کرتا ہوں جو زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے ۔ ان امتیازی شکلوں کو دیکھنے کے باوجود دل میں منقش نہیں کرتا ۔ سب کے ساتھ اسی صفائی باطن سے پیش آتا ہے اور ہمیشہ آئینہ کی مانند دوست کے جمال کے مشاہدے کے لیے حیران ہوتا ہے اور صورتوں کی کثرت سے پریشان نہیں ہوتا ۔

رباعی : اے درد اگر تو عارف اور صاحب راز ہے تو ہر وہ چیز جو تجھے دکھائی دے تو اسے فانی سمجھ اور آئینے کی طرح سب کو پانی میں ڈبو دے ۔

نالہ ۱۱۰ : وجود مطلق کا مرتبہ جو در اصل "لا" کا مرتبہ ہے شیشے کی طرح ہے اور دنیا و مافیہا جو ہر اعتبار سے محدود و محتاج ہیں ، اس آئینے میں مقید ہیں ۔ جو چیز اس آئینے کے سامنے کی مانند ہے ، اسے ظاہری وجود کہتے ہیں ۔ جو چیزیں اس آئینے کی پشت کی مانند ہیں ، انہیں باطنی وجود کہتے ہیں ۔ جن صورتوں کا بھی عکس آئینے میں آتا ہے ۔ ان میں سے کوئی نہ آئینے کے اندر ہوتی ہے نہ باہر ، بلکہ شیشے کے اوپر کی صفائی کی وجہ سے ہر وہ چیز جو سامنے آتی ہے شیشے میں دکھائی دیتی ہے ۔ حالانکہ ان خیالی صورتوں میں سے کوئی بھی اس کے اندر نہیں ہوتی ۔

"اللہ وہ ہے جس نے سب صورتوں کو بنا کر ان میں اپنی روح پھونکی اور وہ ہے تمام چیزوں کا دیکھنے والا ۔"

رباعی : ہر وہ پھول جو گلستان ہستی میں کھلا اس نے انسانی وہم ہی کو ظاہر کیا اور اسی کو چھپائے رکھا ۔ ہر وہ موہوم صورت جس کو عکس کہتے ہیں ، اسے نہ آئینے کے باہر کہا جا سکتا ہے نہ اندر ۔

نالہ ۱۱۱ : کچھ دیر کے لیے اگر تو دنیا میں نامور ہو گیا اور اہل دنیا نے تجھے ادب سے پکارا اور تیرا ذکر لوگوں کی محفل کی شمع بن گیا تو پھر بھی کیا حاصل کیونکہ آخرکار اس روئے زمین پر نہ تو

باقی رہے گا اور نہ تیرا نشان : کل من علیہا فان (جو چیز بھی پیدا ہوتی ہے ایک نہ ایک دن ضرور فنا ہوگی) اور اگر تیرے بعد بھی کچھ عرصہ تیرا ذکر لوگوں میں باقی رہا اور ہر شخص اپنی زبان پر تیرا نام لایا ، پھر بھی کیا فائدہ کہ کچھ دیر بعد یہ بھی نہیں رہے گا اور کوئی کسی کو نہیں پہچانے گا ۔ ایک مدت تک نام بھی جو باقی رہتا ہے پھر بھی ایک دوسرے میں امتیاز نہیں کیا جاتا جس طرح سعدی اور صائب ، دارا اور سکندر میں لوگ کوئی فرق نہیں کرتے ۔ خدا جانے ہم انہیں کیا سمجھ لیتے ہیں اور وہ خود کیا تھے ۔ صرف کہنے کو زبانوں پر سعدی اور صائب کا نام ہے اور ناموں والے دونوں غائب ہیں ۔ پس اس خام خیال کو دل میں رکھنا کمزوری ہے اور اس فانی دنیا میں کامیابی کی خواہش ناکامی ہے ۔ بود و باش کا معاملہ جو کہ فی‌الحال ذہن میں موجود نظر آتا ہے ، آنے والوں کے لیے افسانے سے زیادہ کچھ نہیں ۔ گزرے ہوئے لوگوں کے قصہ سے زیادہ نہیں کیونکہ اس غفلت سرا میں ایسے افسانے اکثر لوگوں کے کانوں تک پہنچتے تھے اور اب ان میں سے کوئی سنائی نہیں دیتا ۔ پس رہنے اور نہ رہنے کا افسانہ کیا حقیقت رکھتا ہے اور مرد آگہ ان امور کو کب خاطر میں لاتا ہے ۔

رباعی : اگر کچھ عرصہ لوگوں نے تیرا نام لیا تو کیا ہوا ۔ تیرے بعد تیرا نام زبانوں پر جاری ہوا تو کیا ہوا ۔ یہ زندگی اے درد افسانے سے زیادہ کچھ نہیں ۔ افسانہ اگر رہا اور اگر نہ رہا تو کیا ہوا ۔

نالہ ۱۱۲ : غیرت الٰہی جو کہ اس کا جلال اور قہر نفس ہے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ غیر کو برباد کیا جائے اور رحمت الٰہی جو کہ اس کی ذات کا کرم ہے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کائنات وجود میں آئے اور کائنات کی ہر شے اس کی صفات کی مظہر بنے ، انہی جلالی اور جمالی صفات کا تقاضا ہے کہ وہ کائنات کی ساری سرکش اور مشرک قوتوں کو برباد کرتی رہتی ہیں اور یہ عمل ازل سے ابد تک جاری رہے گا ۔ چونکہ خاکساری اور عاجزی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہیں اس لیے باہصیرت لوگ ہمیشہ عجز و انکساری کی کوشش

کرتے ہیں اور میں ہی میں کے دعوے ہرگز نہیں کرتے اور ہر لمحہ لاحول پڑھتے ہیں کیونکہ اس عارضی وجود پر کیا فخر کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کوئی کرامت بھی ان میں آ جاتی ہے تو وہ اس کو کوئی خوبی سمجھ کر فخر نہیں کرتے بلکہ اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر حیران ہوتے ہیں۔ اور شکر کرتے ہیں اور اپنے دل کی محفل کو وسوسوں اور خود بینی سے منکر نہیں کرتے بلکہ ندامت میں آئینے کی طرح پانی پانی ہوتے جاتے ہیں اور تجلیات الٰہی کے سامنے شمع کی طرح پگھلتے جاتے ہیں۔ بالفرض اگر وہ اپنے وقت کے عیسیٰ علیہ السلام بھی ہوں اپنے نفس کو جو مردے بھی زندہ کر سکتا ہے دل کے آئینے کو سیاہ کرنے والا سمجھتے ہیں۔ اور ہرگز خودی کا دعویٰ نہیں کرتے۔

رباعی : بارگاہ خداوندی میں سر کے بل جانا چاہیے اور اے ننگ علم کسی قسم کا دعویٰ نہ کیجیے۔ صدق و صفا کی محفل میں کسی قسم کی کرامت کا دم نہ مارے کیونکہ دم مارنے سے تو آئینہ سیاہ ہو جاتا ہے خواہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا دم ہی کیوں نہ ہو۔

نالہ ۱۱۳ : ذاتی غفلت اور جہالت ممکن ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی حقیقت سے متنبہ کیا ہے۔ و انہ کان ظلوماً جہولاً (اور وہ تھا سخت ظالم و جاہل) فرمایا۔ علمیت کے حقائق ممکنہ سے غفلت اور جہالت کا سبب کیا ہے جو ذاتی طور پر ان کا نصیب ہوتی ہے۔ غفلت کے معنی چوکس نہ رہنا اور جہل کے معنی علم سے ناواقفیت ہے۔ پس جس وقت جاہل انسان جو کہ دراصل غافل اور جاہل ہے وجود کے فائدے کے لیے علم حاصل کرے، جہالت سے نکل آئے اور خواب غفلت سے بیدار ہو جائے تو آگاہ ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی عالم حقیقی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور درحقیقت ذات مطلق سے آگاہ نہیں ہو سکتا اور یہ مختصر علم : وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (نہیں دیا گیا تمھیں علم مگر تھوڑا سا) اس بات کی خبر دیتا ہے کہ عالم مطلق کے علم کی روشنی اس کو حاصل ہو گئی ہے۔ اور انسان ہر چند اپنے خیال میں بیدار ہوتا

ہے ۔ اور موجود نظر آتا ہے لیکن وہ بدستور خواب عدم میں ہوتا ہے ۔ اور اگرچہ اپنے خیال میں ہوشیار بن جاتا ہے اور شہود میں آ جاتا ہے لیکن علمیت کی غفلت کے شائبہ سے خالی نہیں ہے اور پوری طرح آگاہ نہیں ہوتا ۔ اسی لیے ہے کہ حضرت خیرالبشر علیہ السلام نے حقیقت انسانیہ کو آنکھ کھول کر دیکھا ۔ انا بشر مثلکم (میں بھی تمھی جیسا ایک انسان ہوں) کے مطابق اپنے آپ کو بنی نوع انسان میں مشابہ کر کے حضرت علیم حقیقی سے خطاب کر کے فرمایا : ما عرفناک حق معرفتک وما عبدنا حق عبادتک. کہ یہ بیداری اس کو : لا تاخذہ سنۃ ولا نوم (نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند) کی تجلی کے پرتو سے مجازاً حاصل ہوتی ہے حقیقی نہیں ہوتی ۔ پس ہر صاحب عرفان کو چاہیے کہ حضور صلعم کی طرح اللہ تعالیٰ کی مستقل آگاہی کے باوجود خود کو غافل سمجھے اور سراپا خیر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو نظر میں نہ لائے اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھے اور ہر آدم کے مقابلے میں ابلیس کی طرح ''میں اس سے بہتر ہوں'' کا دعویٰ نہ کرے ۔

رباعی : دراصل جب تو مخلوق جیسا غافل ہوگیا تو پھر تیرا نام غافلوں میں لکھا گیا خواہ تو ہشیار ہی کیوں نہ ہو اور اے درد ابھی تک تو اسی غفلت اور خواب کی حالت میں ہے اگرچہ تو نیند سے اٹھ چکا ہے ۔

نالہ ۱۱۴ : تو نے غفلت سے زندگی کی شطرنج ہار دی ہے اور مہتہ ضروریہ کی فکر میں خود کو حیران کر رکھا ہے ۔ جس سے ابھی تو دوچار ہوا اسی حال میں مبتلا ہے ۔ حقیقت کا ادراک کرنے والے آزاد منش لوگ خال خال ملتے ہیں ۔ اس فضا میں لالچیوں کے دل یہاں خانہ پری سے مر گئے ہیں ۔ دوبارہ دنیا میں کہاں آنا ہے ۔ پس عبرت کی آنکھ کھول اور مال و متاع کی کمی و زیادتی پر نظر نہ رکھ ۔ اور صحت اور مرض کی فکر میں نہ رہ ۔ غم اور خوشی کے ناخن سے دل کو نہ چھیل خود کو دنیا کی شش و پنج میں نہ ڈال اور یہ باقی ماندہ دو تین سانس اپنی آگاہی کے علاوہ استعمال نہ کر۔ یہ دنیا نور حق سے روشن ہے۔

اور غافل دل اندھا ہے ۔ تیری داد و دہش فقط زندگی تک ہے اور موت کے بعد شرمندگی ہے ۔ وقت کو غنیمت سمجھ اور سوچ سمجھ کر قدم اٹھا ۔ خاطر جمع رکھ اور جان لے کہ ہمت کا انحصار اطمینان قلب پر ہے یہ روئے زمین بھی چند مکروہ اور مرغوب چیزوں کا گھر ہے اور سورج چاند بھی اس سے زیادہ کسی چیز کو ظہور میں نہیں لا سکتے پھر کمی اور زیادتی کا کیا فکر ہے ۔ کیونکہ ہر صورت میں موت کا سامنا ہے ۔

رباعی : زمانہ جو تیری کمی و بیشی کا حاکم ہے تو وہی کام کر سکتا ہے جو تیری عادت میں ہے ۔ سورج اور چاند کوئی نیا نقش پیدا نہیں کر سکتے جو دو تین چار پانچ چھ وغیرہ کے اعداد سے خارج ہو یعنی ان کی قدرت بھی محدود ہے ۔

نالہ ۱۱۵ : اگر چشم عبرت کو کھول کر دیکھا جائے تو دنیا کا ہر نقش خدا تعالٰی کی ذات کا مظہر ہے اور دنیا کا ہر فرد توحید کا نمائندہ ہے ۔

اگر تو چشم حقیقت بین کے ساتھ دیکھے تو پھر غفلت کی طرف کم جائے گا اور زیادہ فائدہ حاصل کر سکے گا اور ہر قسم کے لوگوں کو اچھی طرح سے دیکھ سکے گا ۔ تاکہ ایک رنگی کا پروانہ حاصل کر سکے ۔ ہر سرخ و سفید رنگ میں صانع کی کاریگری نمایاں ہے اور ہر کم و بیش سے وہی ایک طرح کی وحدت پیدا ہوتی ہے ۔ ما سوائے اللہ کے انقطاع کی تلوار پکڑ لے اور کسی غیر کا رنگ قبول نہ کر ۔ تو کسی کا ملازم نہیں ہے کہ ہر امیر و وزیر کے آگے ہاتھ باندھے کھڑا رہے اور تخت نشین اور ہاتھی سوار کے آگے چلے ۔ دنیا خواہ ہاتھ آئے یا نہ آئے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ۔ وہ جنہوں نے دنیا کی شطرنج بازی کو پہچان لیا ہے وہ اس کے پیچھے آخرت کی بازی نہیں ہارتے ۔ اور دنیا کے حصول پر آمادہ نہیں ہوتے اور شہرت کا تاج سر سے اتار کر خود کو ان قیود سے آزاد کر لیتے ہیں ۔ فقراء کی بادشاہی کیا کم رتبے کی چیز ہے جو تو دنیاوی بادشاہی کے پیچھے پڑا ہے ۔ فقراء کی سند فراغت کوئی معمولی چیز ہے جو لوگ تخت سلطنت کی قیود میں گرفتار ہوں ۔ اگر دنیاوی سلطنت

مفت بھی ہاتھ آئے تو انھیں نہیں لینی چاہیے ۔

رباعی : وارستہ مزاج آزاد منش لوگ اے درد زینت کے محتاج نہیں ہوتے یعنی گنجفہ کی مانند یہ بادشاہ اگر تاج بھی حاصل ہو جائے تو سر پر نہیں رکھتے ۔

نالہ ۱۱۶ : روز اول سے ہی مخلوق کو عشق حقیقی سے نوازا گیا ہے اور حق سے محبت کا دروازہ ہر ایک پر کھول دیا گیا ہے ۔ یہی اس کا ذاتی لگاؤ دراصل اخلاق کو سنوارنے والا ہے اور اس کی صفت بن جاتا ہے اور ماسویٰ سے یہی دل شکستگی اللہ سے وابستگی بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی تسلیم و رضا کے مقام پر پہنچا دیتا ہے اور اپنے قرب و ولایت کی مسند پر بٹھا دیتا ہے ۔ اس کا درد دل عین دوا بن جاتا ہے اور اس کی شکستگی صحیح راہ دکھانے والی بن جاتی ہے اور یہ تکلیف شفا بن جاتی ہے ۔

رباعی : روز ازل سے عشق ہمارے نصیب میں ہے ۔ سینہ میں اس کے بغیر کوئی نقش نہیں بن سکا ۔ یعنی عین درد ہمارے لیے درماں بن گیا اور دل جوکہ چھالہ تھا پہلو میں پھوٹ گیا ۔

نالہ ۱۱۷ : میرے جانسوز نالے عشق الٰہی کی مجلس کی شمع کے شعلے ہیں اور اس کے فیض عام سے ماہ سے لے کر ماہی تک ہر ایک میں نور بکھرا ہے ۔

مطلع : میری شرر بار آہوں کی چنگاریوں سے بزم عشق کی شمع روشن ہے ۔ جہاں کہیں بھی کوئی پھول کھلا ہے وہ دراصل میرے ہی باغ کا ایک نشان ہے اور میں جو مجذوب اور فنا ہونے والا ہوں آنکھ جھپکنے کی دیر میں اپنے آپ سے فرار ہوکر جاتا ہوں اور وحشت میں ایسی گرم جوشی رکھتا ہوں کہ ماسویٰ سے غیریت کے علاوہ اور کسی حالت میں سکون نہیں پاتا ۔

تتمہ : جب میں شرر کی طرح آنکھ کھولتا ہوں تو خود سے بھاگ جاتا ہوں میں وحشت میں گرمجوشی دکھاتا ہوں اور بیگانگی میری دوست

ہے ۔ ظہور کے بازار میں مجھے لیظہرہ علی الدین کلہ (اس کو ہم نے تمام دینوں پر فائق کیا) سے جنون ہوا ہے ۔ مجھے بیچنے والا حقیقی محبوب خود میرا خریدار بن گیا ہے اور مجھے خریدار جیسا بنا دیا ہے ۔ عجیب معاملہ ہوگیا ہے کیا عرض کروں ۔

تتمہ : کسی کا عشق مجھے سربازار لایا ہے ۔ خود مجھے فروخت کرنے والا ہے ۔ مگر یہاں میرا خریدار ہے ۔

اور میرا اختیار قلم کی مانند اس کے ہاتھ میں ہے اور مجھ سے جو بھی ظاہر ہوتا ہے ، اس کی برکت سے ہے ۔

تتمہ : میرا اختیار قلم کی مانند ہے میں دوسرے کے اختیار میں ہوں ۔ میرا کام اس کا کام ہے اور اس کا کام میرا کام ہے ۔ میں جوکہ جھیون میں سے حقیر سا آدمی ہوں پیر پرست اور ایمان دار ہوں ۔ پس جو کوئی پیر پرست اور ایمان دار ہے وہ میرا محبوب ہے اور میں اسے جان کے برابر عزیز رکھتا ہوں ۔

مقطع : میں دل و جان سے عشق بازی پر عاشق ہوں جس دل میں بھی عشق کا درد ہوگا ، وہ میرا دلدار ہے ۔ و باللہ التوفیق وھو خیررفیق (سب توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور وہ سب سے بہتر رفیق ہے) ۔

نالہ ۱۱۸ : مال و متاع کی زیادتی اکثر ہوا و ہوس کو پیدا کرتی ہے اور نفسانی خواہشات کا پورا ہو جانا ما سویٰ اللہ میں گرفتاری کا سبب بنتا ہے ۔ قناعت عجب حالت ہے جوکہ فارغ البال کر دیتی ہے اور توکل کی روزی سے عجیب اطمینان حاصل ہوتا ہے ۔

مطلع : ہوس کے اسباب سے تو ہوا و ہوس میں گرفتار ہوگیا ہے ۔ مبادا تو اپنے بال و پر سے یہاں قفس پیدا کر لے ۔ دنیاوی زندگی کی سمجھ جو محض ایک خیالی بات ہے ہر ذی شعور کو دی گئی ہے ۔ بلکہ بعض ناقص العقل لوگ بھی اپنے خیال کے مطابق اسے پوری طرح سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ جبکہ خداوند قدوس کی رحیم ذات ہر ایک کو اس کی سمجھ کے مطابق تسلی دے دیتی ہے ۔

تتمہ : جلوۂ ہستی کا غرور سرکو ہرگز نہیں جھکاتا ۔ یہاں ہر مکھی کے دماغ میں بھی شہبازی کرنے کا خیال سمایا رہتا ہے اور اگر تو حقیقت شناس ہے اور نفس کو فنا کرنے کی کیفیت سے مست ہے ، جان لے کہ اس ذلت میں ہی عزت ہے اور اس بیقراری میں ہی عجیب طرح کی قدر و منزلت ہے جو کہ اس باغ کے خار و خس میں گھر بنانے میں ہے ۔ اور شکست نفسی بھی ایک طرح کا گل و ریحان ہے جس کے لیے دل کی روشنی اور روح کی صفائی خوشبو کی مانند ہے جسے ہر ظاہربین اور کوتاہ نظر نہیں دیکھ سکتا ۔

تتمہ : ذلت سے عزت بڑھتی ہے ۔ تو بیقدری کی قدر نہیں جانتا ۔ یہاں خار و خس کے دامن میں گل و ریحان پوشیدہ ہیں ۔

بصیر حقیقی خود اہل اللہ کے دلوں کی حفاظت کرتا ہے اور انہیں غفلت کے حملوں سے بچاتا ہے اور ہر وقت وہی دلربا ان کی دلجوئی کرتا ہے ۔

تتمہ : اس محبوب کا دزدیدہ نظروں سے دیکھنا ہی ہمارے دل کا نگہبان بن جاتا ہے اور ہم چور ہی سے کوتوال کا کام لیتے ہیں ۔

ان روشن دل لوگوں کے لیے ہمیشہ مشاہدہ الٰہی کی بدولت غفلت اور آگاہی کی حالت یکساں حیثیت رکھتی ہے اور حال و استقبال کے یہ تفکرات جنھیں طول امل کہتے ہیں ، ان کے منور دلوں کو ذرہ برابر میلا نہیں کرتے اور وہ بیک وقت تمام اطراف و جوانب کو نور اخلاص سے روشن کرتے رہتے ہیں ۔

تتمہ : روشن دل لوگوں کا حاضر اور غائب رہنا ایک ہی طرح کا ہوتا ہے اور شمع کی طرح ان کا پس و پیش یکساں ہوتا ہے ۔

پس اے درد اگر تو اللہ تعالیٰ کے جلوے سے واقف ہے اور اس کے ہر مظہر میں اس کی تجلیات کو دیکھتا ہے تو تجھے چاہیے کہ ایک لحظہ کے لیے بھی باطنی آگاہی یا مراقبہ معنوی سے غافل نہ ہو ۔

مقطع : اے درد اگر تو اس کے ظاہری جلووں سے آگاہ ہے تو تجھے

اپنے باطن کے آئینے کو مصفا کرنے سے ایک لمحہ کے لے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے -

نالہ ۱۱۹ : عملی مراقبہ مشاہدہ ذات اور حضوری تک پہنچاتا ہے اور ان دونوں چیزوں سے تسکین قلب اور شرح صدر کے دروازے کھلتے ہیں - ذکر قلبی بھی ایک ایسا مؤثر مشغلہ ہے کہ مذکورہ مقاصد کے حاصل کرنے میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے اور اس سے باطنی نور بڑھتا ہے -

مطلع : میں نے سر کو جھکایا تو دل نے دروازہ کھول دیا ایسے جیسے صبح کے گریبان میں آفتاب ہوتا ہے -

اور جب حقیقت کا سورج سالک کے باطن میں طلوع ہوتا ہے تو کائنات کے سب ستاروں کو نظر سے مخفی کر دیتا ہے اور مطلق کے وجود کے سمندر میں تموج پیدا کرتا ہے - یہ اعتبارات محض خیالی نظر آتے ہیں اور ان سے منہ موڑنا ایسے ہے جیسا کہ بلبلہ فنا میں آنکھ کھولتا ہے -

تتمہ : وجود کے سمندر میں نمائش کرنا بے جا ہے - اگر بلبلہ منہ موڑ لے تو اس کا کیا اعتبار ہے اور اس میں تعلیم یافتہ اور جاہل دونوں برابر ہوتے ہیں اور وہی ایک کلمہ لا الہ الا اللہ ہزاروں مطالب کو حل کر دیتا ہے -

تتمہ : اگرچہ میں ناخواندہ ہوں لیکن میں ایک ایسا دل رکھتا ہوں جس کے فیض سے دنیا میں وہ حرف ہے اور میں کتاب ہوں -

اور ہمیشہ ساقی کے فیض سے الٰہیاتی جذبہ چاہیے اور اس میخانہ سے جام اور سبو جو کچھ بھی حاصل ہو وہ عین کامیابی اور بہت بڑا عطیہ ہوتا ہے اور گویا باطن کی خوشی اور قلبی انبساط کے لیے جس ساز کو بجائے اور ہر کیفیت جو اس کے باطن کو ظاہر کرتی ہے ، ایک عجیب و غریب دولت اور بہت بڑی نعمت ہے -

تتمہ : اے ساقی تو شراب کا مٹکا یا جام جو کچھ بھی ہو دے -

اے گویے تو ساز ، چنگ اور رباب لا ۔

اور جب کمال کے جذبے کا نشہ قوت حاصل کر لیتا ہے ۔

اور جب حضور اور مشاہدہ کی نسبت مکمل غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو وہ ہمیشہ شہود میں مستغرق رہتا ہے ۔ اس زمانے میں اس کی زبان حدیث نفس سے مکمل طور پر بند ہو جاتی ہے اور مشاہدہ الٰہیہ کے سبب سے اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا ۔ اس کا باطن بالکل خاموش ہو جاتا ہے اور باوجود اس کے کہ وہ حقائق معرفت کو بیان کرتا ہے اور ذوق و شوق کا سمندر اس کے سینے میں جوش مارتا ہے ، وہ کبھی بھی اس کے باطنی اطمینان و سکون میں خلل انداز نہیں ہوتا اور شعلےکی مانند ان تمام زبان درازیوں سے خاموش ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ بے چینی میں ہوتا ہے ۔ لیکن وہ ایک حالت پر قائم اور برقرار رہتا ہے ۔ حضور الٰہی اس کو حق کے سامنے مشاہدہ میں حیران و پریشان رکھتی ہے تاکہ یہ کہ وہ کوئی حرف زبان پر نہ لائے ۔

تتمہ : تیرے سامنے میری زبان سے کوئی حرف نہیں نکلتا اگرچہ میں شعلے کی مانند بے چین ہوں ۔ اور عالم ظہور میں معرفت کی روشنی اور قربت الٰہیہ ایسے روشن ضمیر لوگوں کے وجود سے ہے اور ان کے باطن کا فیض دنیا کی محفل کو روشن رکھتا ہے اور ان کا باطن اللہ تعالیٰ کی تجلی کے نور سے بھرا ہوتا ہے ۔

اور ان کا سوز و گداز اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کو آب و تاب بخشتا ہے اور اللہ کی طرف جانے والوں کو اللہ کے راستے میں سرگرم رکھتا ہے اور فنا فی‌اللہ کی حالت تک پہنچاتا ہے ۔

تتمہ : حسن کی محفل میں شعلہ شمع سے روشن ہوتا ہے اور تیرا چہرہ میرے گرم آنسوؤں سے چمک دمک رکھتا ہے اور عارف کے اس مقام میں عارف باکمال اپنے آپ کو ہرگز درمیان میں نہیں دیکھتا اور بالکل اپنے بشری وجود کی طرف نہیں لوٹتا اور موجودہ امور بالفعل اس کو عالم خواب کی طرح نظر آتے ہیں اور اعتبار کے وجود کا سمندر ان اعتباری موجودات کو سراب کی مانند دکھاتا ہے ۔

مقطع : اے درد کسی چیز کی حقیقت ہم پر بالکل واضح نہ ہوئی - کیا ہم حقیقت میں اس دنیا میں ہیں یا ہم نے خواب دیکھا ہے - (اللہ تعالیٰ جاننے والا اور باخبر ہے) -

نالہ ۱۲۰ : خدا بہتر جانتا ہے کہ میری یہ خیالی تشخیص عکس کی مانند تمام اشخاص کو صاف صاف مجھ سے روشناس کراتی ہے یا نہیں اور کدورت کو میرے بغض سے پاک سینہ میں کوئی جگہ نہیں - لیکن ہر شخص مجھے اپنی طرح کا سمجھتا ہے اور اپنے خیال میں مجھے اپنی ہی مانند سمجھتا ہے اور میرے نفس کے فنا کر دینے کو نظر میں نہیں لاتا کہ باطن کی صفائی کے پانی نے میرے دل کے چہرے کو دھو دیا ہے اور سراسر آئینہ کی مانند بنا دیا ہے اور تمام عمر کبھی بھی خودبینی مجھ حیرت زدہ میں نہیں آئی اور میری حقیقت بین آنکھ نے اپنی خوبیوں کو دیکھنے سے دل کے آئینے کو زنگ آلود نہیں کیا -

مقطع : میں عکس کی طرح صاف ہوں اور کدورت کا مجھ تک کوئی گزر نہیں - میں نے صاف پانی سے اپنے دل کے آئینہ کو دھو لیا ہے -
اور خود بینی ایک اور چیز ہے اور خود شناسی ایک اور چیز ہے - اس لیے کہ خود بینی مغرور عقل مندوں کا شیوہ ہے اور خود شناسی عارفوں کا کام ہے جو سراپا نور ہوتے ہیں - خودبینی کا ظہور غفلت اور غرور کی حالت میں ہوا ہے اور خود شناسی کا جلوہ حضور کے غم و اندوہ کے آئینہ پر پرتو ڈالتا ہے - خود شناسی کی آنکھ سوائے زانو کے آئینے کے نہیں کھلتی اور اپنے آپ کو پہچاننے کا دروازہ سوچ بچار کی دست گیری کے سوا نہیں کھلتا - خود شناسی فکر و اندوہ کی فضا میں جلوہ نما ہوتی ہے اور زانوں کا آئینہ مجھے اپنا چہرہ دکھاتا ہے اور جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا کے بموجب خود شناس وہ ہے جو خدا کو پہچان لیتا ہے اور حق کے شہود کا دروازہ اس کے دل پر کھول دیا جاتا ہے اور اس کا بال بال اس کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے -

تتمہ : خدا تعالیٰ کے وجود کی شہادت کے لیے میرے جسم پر ہر بال انگشت شہادت کی مانند کھڑا ہوگیا ہے - لیکن نیم بسمل دل

اس طرح محبوب کے رنگا رنگ جلووں کا مارا ہوا ہوتا ہے ۔ ہر لمحہ عجیب و غریب ذوق و شوق کے فتنے پیدا ہوتے ہیں کہ کسی وقت بھی دوسرے مردہ دل اور سوئے ہوئے نصیبے والے لوگ ان زندہ دل بیدار قسمت والے لوگوں کی مانند نہیں ہو سکتے ۔

مقطع : جب میں آرام کرتا ہوں تو ہزاروں فتنے برپا ہوتے ہیں ۔ درد یہ اس لیے ہے کہ روز و شب دل میرے پہلو میں بیٹھا رہتا ہے (اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں) ۔

نالہ ۱۲۱ : ذاتی تجلی کا ظہور سوائے حیرت کی آئینہ داری کے ظاہر نہیں ہوتا اور نور و شہود الٰہی کا سادہ دل کے سوا اظہار نہیں ہوتا ۔ اس وطن میں ذہانت کا انحصار کند ذہنی پر ہے ۔ کیونکہ دست ادراک کو دامن کبریا تک رسائی نہیں ۔ وہی نتیجہ ایمان ہے ۔ جو قرب الٰہی کی رسی کو پکڑتا ہے اور اس بارے میں خاموشی گفتگو سے بہتر ہے ۔ اور بیان کے لبوں کو اس غنی کی بارگاہ میں نغمہ سرائی کی مجال نہیں اور یہ وہی خاموشی کی مہر ہے جو زبان کی حرکت کے بغیر اس کے نام کو دلوں کی تختی پر نقش کر دیتی ہے ۔

مطلع : میں نے تیز ہوشی کو کند ذہنی کے پاس گروی رکھ دیا اس کی ناز بھری گفتگو کی شرح میں نے خاموشی سے کی ۔

اور وہ شاہد حقیقی جو اولیاء کے دلوں کا محبوب ہے ان کے جان و ایمان کی متاع کو اپنی تجلی اور جلوے کی نقدی سے خریدنا چاہتا ہے اور دونوں جہان سے آزاد کر لیتا ہے اور اسی ذات کی طرف رجوع کرتا ہے ۔ اور ان کے نفس کے پرندے کو ذبح کر کے عمومی دین و ایمان کے زینہ سے اور ظاہری و جاہلانہ اسلام کے رتبے سے اوپر لے جا کر قرب الٰہی تک پہنچا دیتا ہے اور "لی مع اللہ وقت" کے شاہانہ خوان کا ریزہ چین بنا دیتا ہے اور یہ اپنے آپ کو بیچ کر خریدنے والے کے اس سودے پر دل و جان سے راضی ہے ۔ وہ ان سے محبت کرتا ہے وہ اس سے محبت کرتے ہیں اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں ۔

تتمہ : روح اور ایمان کی متاع کو جلوے کی نقدی کے بدلے خریدنا چاہتا ہے تو میرا خریدار ہے اور میں تیرے خریدار کا خریدار ہوں اور میں اپنی خود فروشی پر ناز کرتا ہوں ۔ اور نبیوں پر بلاؤں کی سختی زیادہ ہوتی ہے ۔ ان کے بعد ولیوں پر اپنی معشوقانہ اداؤں سے وہ ان دلدادگان کو دنیاوی ناکامیوں سے تلخ کام کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں ''جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لیے ہیں" کی بشارت سے ممتاز فرماتا ہے اس وقت عجیب طرح کی باطنی خوشی ان لوگوں کو محسوس ہوتی ہے" ۔

تتمہ : یہاں مجھے تلخ کلامی کے جام سے ممتاز کیا گیا ہے جبکہ ہر مکھی کے نصیب میں شہد نوشی کا خوان کر دیا ہے ۔ اور رضا ہمیشہ لوگوں کو تلاش رزق میں کمزوری پیدا ہوتی ہے ۔ وہ کسی نالائقی کی بنا پر نہیں ہوتی بلکہ اپنے رازق پر پورا ایمان ہونے کے باعث ہوتی ہے ۔ اس لیے کہ دنیا کی حرص کرنے والے اپنی سست یقینی بلکہ بے دینی کے سبب تلاش رزق میں سرگرم ہو جاتے ہیں اور لالچ کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں ۔

تتمہ : رزق کی کوشش سے زور ایمان کی بجائے یقین کی کمزوری بڑھتی ہے سست یقینی کی وجہ سے سخت کرشی ضروری ہو جاتی ہے ۔ پس اے اللہ پر توکل رکھنے والے شخص تو اپنے آپ کو مصیبت الٰہی کی آگ میں خوب جلا ۔ تاکہ کوئی خامی باقی نہ رہے تاکہ اللہ تعالٰی تجھے تسکین و استقامت عطا فرمائے اور تجھ سے کوئی لغزش سرزد نہ ہو ۔

مقطع : ایسا نہ ہو کہ تو اس کے عشق کی آگ سے شعلے کی مانند ہوا میں اڑنے لگے بلکہ درد کی طرح خام جوشی کو اچھی طرح نیچے بٹھا (جس نے اللہ پر توکل کیا اس کی سب مرادیں پوری ہوئیں) ۔

نالہ ۱۲۲ : جس طرح وجود الٰہی کی جمالی تجلیات کا ظہور کائنات کے وجود میں آنے کا سبب بنا ہے اسی طرح لامتناہی جلالی نور کی شعاعوں کا حضور امکانی مشہودات کے معدوم ہونے کا باعث ہوا ہے ۔

اس بات کے مشاہدے اور مطالعے سے اہل عرفان کے لیے ہر لمحہ ایک عجیب فنا و بقا کا منظر سامنے آتا ہے ۔

اے حضرت نور الانوار جل شانک تیرے نام کے نوری آفتاب کی تجلی کے سامنے، جو روشنی صبح کی مانند ہے، پاک نفس اور روشن ضمیروں کی ہستی بھی ماند پڑ جاتی ہے ۔ اور اپنے ہونے نہ ہونے کو تیری جلوہ برداریوں کا محتاج جانتے ہیں ۔

مطلع : ہر گھڑی تیرا ظہور مجھے بے خود کر دیتا ہے اور صبح کی طرح ہر لمحہ میرا رنگ بدلتا رہتا ہے ۔

اور ان صاف دلوں کے شیشے کی طرح صاف سینوں کے چمن میں ہر دم نئی نئی صورتیں دیکھ کر حیرت اور عبرت کے نئے نئے پھول کھلتے ہیں اور ہر لمحہ ان نئے پودوں کی فنا کو دیکھ کر ان لوگوں کے دلوں پر ایک تازہ زخم لگتا ہے ۔ یہاں تک کہ عالم فانی کے باغ کو دیکھنے کا لالچ ان لوگوں کو تجھ سے غافل نہیں کر سکتا ۔ اور ان کے پائے استقامت نہیں لڑکھڑاتے ۔

تتمہ : دل میں ہر لحظہ ایک تازہ پھول کھلتا ہے تاکہ مجھے ہوس کے خار زار کی طرف نہ دوڑائے اور یہ فنا پیشہ لوگ جب دھن یار اور خیال کے دلدار کی کمر کے تصور میں جب کبھی کسی زندہ دل اور صاحب درد کا زندہ کلام سنتے ہیں اور جس جگہ غم زدہ دل کی گھنٹی سے نالہ درد کی آواز ان کے کان میں پڑتی ہے فوراً متنبہ ہو کر اپنے گم شدہ دل کے نالے کو یاد کرتے ہیں اور تمام تر توجہ اس کلام کے رموز و اسرار کو سمجھنے میں لگا دیتے ہیں ۔

تتمہ : جہاں کہیں مجھے گھنٹی کی آواز سنائی دیتی ہے وہیں گم شدہ دل کے نالے کی آواز آ جاتی ہے ۔

بنی نوع انسان میں سے جو کوئی بھی ان سے دوچار ہوتا ہے اپنی صورت کو ان کی شخصیت کے آئینے میں دیکھتا ہے پھر بھی ان صاف باطن اور یک رنگ لوگوں کی اندرونی کیفیت کو نہیں دیکھ سکتا اور ان کی حقیقت کو کماحقہ نہیں پہچانتا ۔

ترجمہ : جو کوئی بھی ہم سے ملا اس پر اپنی کیفیت روشن ہوگئی لیکن کسی شخص نے کبھی بھی آئینے کی طرح اندرون کو نہ دیکھا حالانکہ یہ ہستی کو مارے ہوئے لوگ خود درمیان میں نہیں ہوتے بلکہ مخلوق کی رشد و ہدایت کے لیے ، محض رضائے الٰہی کی خاطر اس قفس عنصری میں مقید ہوتے ہیں ۔ دنیا کا کوئی جال انہیں اپنی قید میں نہیں لا سکتا اور صرف ہادی حقیقی کی رضا کے لیے یہ آزاد منش لوگ دنیا کی قید میں بظاہر گرفتار نظر آتے ہیں ۔ حالانکہ خود بندگان خدا کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں ۔

ترجمہ : مرغ قبلہ نما کی طرح مخلوق کی راہنمائی کرتا ہوں ۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی مخلوق کی خدمت کرنے کے لیے اس قفس میں ڈال رکھا ہے ۔ اور یہ آراستہ دل لوگ ماضی و مستقبل کی فکر سے آزاد ہوتے ہیں اور کسی امر میں بھی پس و پیش نہیں کرتے اور دونوں جہان کے نقد اور ادھار کی ہنسی اڑاتے ہیں ۔

ترجمہ : میں ماضی اور مستقبل کی فکر سے فارغ ہوں ۔ شمع کی طرح میرے لیے بھی پس و پیش برابر ہے ۔

اس قدر رسائی کے باوجود اہل دل اپنے آپ کو نارسائی کی منزل کا مکین جانتے ہیں ۔ خدا رسی تو درکنار اپنی حقیقت کو پہچاننے کا بھی کوئی دعویٰ نہیں کرتے ۔ حقیقتاً یہی لوگ تیز بین اور خدا رسیدہ ہوتے ہیں ۔

مقطع : میری کوتاہی کا یہ عالم ہے کہ کبھی بھی مجھے اپنے آپ کو سمجھنے کی دسترس حاصل نہیں ہوئی ۔ اللہ اللہ ہم نے تجھے کما حقہ، نہیں پہچانا ، اور جس طرح حق تھا تیری عبادت نہیں کی ۔

نالہ ۱۲۳ : اے خدائے بے نیاز اور اے بندہ پرور و بندہ نواز ! ہر شخص اپنی بساط کے مطابق تیرے حضور میں تحفہ لاتا ہے ۔ میں نالائق جس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہے ، بغیر وجہ کے تیری رحمت کی التجا کے سوا کیا لاؤں ؟ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت ، والد بزرگوار کی خوشنودی میرے لیے کافی و وافی ہے ۔ میں ایک ظریف دل رکھتا ہوں کہ اس کی ظرافت کی قدر بھی میرے بس میں نہیں ، اور ایک

حریف نفس میرے ساتھ ہے، کہ اس کے مقابلے کی مجھے تاب کہاں؟ میرا بدن ضعیف ہے کہ جس میں عبادت و ریاضت کی طاقت کہاں؟ اور ایک ضعیف و کمزور جان ہے کہ جس سے ہمیشہ سستی و غفلت ٹپکتی ہے۔ پس اس قسم کا ناکارہ انسان کیا خدمت انجام دے سکتا ہے؟ اگر تو فضل فرمائے اور عدل نہ کرے تو میرا دلی خلوص ہی کافی ہے، اور یہ نماز روزہ جیسے فرائض کی ادائیگی ہی بہت غنیمت ہے۔ اس پر نظر نہ کر کہ ایسا اور ایسا ہونا چاہیے، صرف یہ دیکھ کہ کس سے کیا ہو سکتا ہے؟ میری معمولی عبادت کو دوسروں کی سخت ریاضت کے طفیل قبول فرما اور اس عنایت پر نظر رکھ جو تو نے میرے حال پر کر رکھی ہے۔

مطلع: اگر سچ پوچھے تو اطاعت میں میں سب سے سبقت لے گیا ہوں، یہاں تک کہ خواجہ میر درد کو بھی اپنا غلام بنا لیا ہے اور تجھ پر پورا اعتقاد ہے۔

نالہ ۱۲۴: ایسی آنکھ پیدا کرنی چاہیے جو ہر طرف خداوند تعالیٰ کے چہرے کا نظارہ کرے اور ماسوائے خطرات کے کانٹے دل کی آنکھ کو خراش نہ پہنچائیں، اور خدا سے مدد مانگنی چاہیے کہ وہ اس کو ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رکھے اور تمہاری توجہ کو حضور و شہود کی طرف لے آئے۔

مطلع: چاہتا ہوں کہ اس کے خوب صورت چہرے پر نظریں جمائے رکھوں اور سوئی کی طرح آفتاں و خیزاں چلا جاؤں تاکہ نظر کو سی سکوں۔

نالہ ۱۲۵: دنیا کا خزانہ ناکامیوں کی وادی ہے نہ کہ خوشی اور غرور کا مقام۔ اس حسرت کدے میں سوائے خدا کے اور کسی کے خیال کو دل میں نہیں لانا چاہیے۔ اور اس جگہ پر دل نہیں لگانا چاہیے کہ یہ مہمان سرا مختلف فتنوں سے بھرپور ہے، اور اس کا انجام فنا ہے۔

مطلع: جو کوئی اس دنیا میں آیا وہ یہاں سے غمگین ہی گیا۔ اس نے آنکھ کھولی اور نقشِ قدم کی طرح مٹ گیا۔

نالہ ۱۲۶ : آہ دین داری کے ساتھ تو دنیا داری بھی ہونی چاہیے - اور دنیا داری کے ساتھ دین داری بھی ہونی چاہیے - اور جو کوئی کام ہے وہ گفتگو سے بہتر ہے - اس کے بیان کے لیے نہ کوئی عبادت ہے اور نہ کسی اشارے ہی کی ضرورت ہے - دین اور دنیا اس میدان میں اس خضر راہ کا جذبہ ظاہر ہے اور جو کوئی ان دونوں جہانوں سے دل اٹھا لے تو اس کے لیے اس راہ میں کوئی سہارا نہیں - خداوند تعالی اس طرح کے ''گم گشتگان'' کا دوست ہے - اور سوائے خدا کے اور کوئی نہیں - یہ ان کے ورد زبان رہتا ہے -

مطلع : معلوم نہیں جذبہ دل کہاں لے جائے - ایک دفعہ اپنی ہستی کو مارنا شرط ہے پھر خدا مددگار ہو جاتا ہے -

نالہ ۱۲۷ : یاد کے لیے غائب ہونا ضروری ہے اور سوائے حاضر شخص کے کوئی یاد نہیں کرتا اور ذکر کے لیے غیر کی طرف توجہ ہونا چاہیے وگرنہ کسی کا ذکر خود اسی سے کرنا تکلف سے خالی نہ ہوگا ، اور حضوری کے لیے حجاب کو دور کرنا ضروری ہے - اور شہود و مشاہدہ کا معاملہ بھی اسی دستور پر ہے - قربت ، جو کہ خاص لوگوں کے لیے ہوتی ہے ، فہم و ادراک سے بالاتر ہے کہ جب تک اس مقام کو نہیں پہنچ جاتا اسے نہیں سمجھ سکتا - اور جب پہنچ جاتا ہے تو تیری اپنی ہستی کا کوئی وجود نہیں رہتا -

ہمارے سامنے یاد بھی فراموشی کے سوا نہیں رہتی - کہ اس کو ہماری دور اندیش عقل بہت نزدیک دیکھتی ہے - بے شک خداوند تعالی شاہ رگ سے بھی قریب ہے -

نالہ ۱۲۸ : اگر تو آدمیت کی کیفیت رکھتا ہے تو تو یہ نغمہ ربنا ظلمنا (اے رب ہم نے اپنے پر ظلم کیا) گا اور اگر تو ابلیس کا غرور رکھتا ہے تو ''انا خیر'' کے کلمے کو زبان پر لا اور اگر تو فرشتوں کا مقولہ سنتا ہے تو صرف اس بات پر اکتفا کر کہ ہم نہیں جانتے سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا - اور اگر حیوانی طبیعت جوش میں ہے تو اس میں مصروف رہ (کہ ہم اس طرح کھاتے ہیں جیسے چوپائے) اور

اگر انسانی حقیقت اوج کمال پر ہے تو علّمہ البیان (اس نے ہمیں بیان سکھایا) کو ہر باب میں استعمال کرو۔ اور اگر اطمینان محمدیہ شامل حال ہو تو اس ''تجھے ہم نے خلق عظیم دے کر بلند کیا'' کے راستے پر چلو۔ اور اگر نسبت الٰہیہ رکھتے ہو ''ہر نفس کی قسمت میں رحمت لکھی گئی'' کو ہر حال میں ضروری سمجھو۔ ''نہیں کوئی سوائے اللہ کے'' کے مشاہدہ میں غرق ہونے کے سوا کوئی دوسرا رنگ دل میں نہ لا (قبول نہ کر)۔

نالہ ۱۲۹ : خداوند! اگر نجات کا انحصار قول پر ہے تو تیری عنایت سے تعریف کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر عمل پر مدار ہے تو اس حدیث کی حمایت کہ ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسے کہ اس کا حق تھا۔ میرے لیے سفارش کرے گی اور اس آیت ''تحقیق اللہ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے'' کی بشارت میرے لیے پناہ گاہ ہوگی، اور تو مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔

نالہ ۱۳۰ : ہمیشہ ظاہری اور باطنی ترقی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ اور کبھی بھی خداوند تعالیٰ کے رجوع سے اپنے آپ کو روکنا نہیں چاہیے۔ تاکہ ہر روز خدا کے لیے تو خدا سے قریب تر ہوتا جائے، اور تو کمال تک پہنچنے کے وہم کو ذہن میں نہ لائے۔ کیونکہ نہ تو مراتب وصول الی اللہ کی کوئی انتہا ہے اور نہ انسان کی اعلیٰ استعداد میں کوئی کوتاہی۔ راہ سلوک کو ختم ہوا نہ جان جب تک تو مر نہ مٹے اور بعد کی حالت کو مقام نہ سمجھ جب تک تو وہاں نہ پہنچے۔ ہر روز بلکہ ہر لمحہ ترقی کرتا رہ اور اپنے پائے ہمت کو حرکت میں رکھو۔ کیونکہ تمھارا ٹھہراؤ ہی اس راستے کی رکاوٹ ہے وگرنہ سلوک کا یہ بیان تو بے پایاں ہے۔

شعر : اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے کے لیے اس طرح گرم رو ہوں کہ ہر روز سورج کی مانند ایک نئی منزل طے کرتا ہوں۔

نالہ ۱۳۱ : الٰہی! جس طرح تو نے تمام ممکن مخلوق کو اپنے واجب وجود کی برکت سے پیدا کیا ہے اسی طرح ہمارے نفس کے تمام عیوب و نقائص کو اپنی رحمت سے ڈھانپ کر ہم تمام گناہ گاروں کے گناہ

معاف فرما اور دنیا اور آخرت میں ہمیں رسوا نہ کر ۔ اگرچہ ہم ناقص لوگ کسی کام کے نہیں ہیں لیکن پھر بھی تیرے حبیب کی اُمت ہیں ، اور اگرچہ ہم آوارہ ہیں لیکن تمہاری بلبل کے (عندلیب) عقیدت مندوں میں سے ہیں ۔ خاص طور پر یہ نالائق بندہ سوائے تیرے اور کسی پر سہارا نہیں کرتا اور سوائے تیری رحمت کے اپنا کوئی عمل نظر نہیں آتا ۔ پس اس مشت خاک کو ، جو صرف تیری رحمت کی بارش کا اُمیدوار ہے ، سوائے اس کے کہ تو بخش دے اور کیا معاملہ فرمائے گا ۔ ہر وقت یہی کلام ہر خاص عام کے سامنے ہمارے ورد زبان ہے ۔

شعر : وہ گناہوں کو ڈھانپنے والا ہے ۔ اور وہ عیوب کو چھپانے والا ہے ۔ خالق سے لگاؤ ہی ہمارے لیے بہترین پوشش (چھپانے والا) ہے ۔

نالہ ۱۳۲ : تصنیف سے بہتر کوئی اچھی یادگار نہیں ۔ اگر خداوند تعالٰی اسے کچھ مدت کے لیے باقی رکھے اور دل جوئی سے بہتر کوئی کام نہیں ، اگر کسی کو میسر آئے ۔ لطف سخن ، اور قبول خاطر خدا کے اختیار میں ہے اور عبارت آرائی اور ملائی کا ایک علیحدہ امر ہے ۔ اگر حسن کلام کسی شخص کے علم و فضل سے تعلق رکھتا تو اللہ تعالٰی یہ نہ فرماتا : ''تم اس طرح کی کوئی سورت بنا لاؤ ۔'' مقبول لوگوں کے کلام کو رواج دینا ''ہم اس کے محافظ ہیں'' کے فیض کو حاصل کرنا ہے اور رسول صلعم کے نائبوں کی مدد کرنا وہ ایسے لشکر ہیں جنھیں تو نہیں دیکھتا ، کی تائید کرتا ہے بہرحال کلام مربوط اور دل کش ہونا چاہیے ، خواہ وہ کسی زبان میں ہو ۔ اور حسن بیان دلوں کے لیے کشش کا باعث ہوتا ہے خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو ۔ اللہ تعالٰی حسن بیان عطا فرمائے اور ''ہم نے اسے علم لدنی سکھایا'' کا دروازہ کھولے ۔ ہر زبان حق کے بیان کی ترجمان ہوتی ہے اور ہر بیان ذات مطلق کو آشکارا کرنے والا ۔

نالہ ۱۳۳ : الٰہی ! ہر صفت کمالی کہ جو تم میں سنی گئی ہے وہ انسان میں دیکھی گئی ہے ۔ بیشک اللہ کے لیے بھی آئینہ درکار ہوتا ہے بغیر کسی شک و شبہ کے ۔ خداوند تعالٰی کی خلافت کے لیے بھی خلیفہ

زندگی ، علم ، ارادہ، سننے ، دیکھنے ، کلام کرنے کے لائق ہوتا ہے ۔ اور اپنی استعداد کے مطابق ان کا امانت دار ہے اور تمام تخلیقی ، الٰہیہ ، تنزیہی ، تشبیہی ، مجردہ و مادیہ مراتب بھی اسی کے سپرد ہوئے ہیں ۔ سبحان اللہ ! تونے یہ کیسی مخلوق پیدا کی جو تیری ساری صفات کی مظہر ہے۔

تو نے مجھے وجود بخش کر گویا اپنے آپ کو جلوہ گر کیا ، تو نے آئینے پر نظر ڈالی ہے یا اپنے آپ پر ، اور تو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے ۔

نالہ ۱۳۴ : جس طرح سنی ہوئی باتوں کو پرکھنے کے لیے قوت سمع بینائی کا کام بھی کرتی ہے ۔ اور بات کا رنگ اسی قوت سمع کی مدد سے دیکھا جاتا ہے ، اسی طرح لکھی ہوئی چیزوں کے لیے دیکھنے کی صفت سننے کا کام کرتی ہے ۔ اسی کے ذریعے سنا جاتا ہے ۔ بس جو لوگ مر چکے ہیں اور نظروں سے اوجھل ہیں ان کے کلام کے آئینے میں ان کی زیارت کر ۔ اور صاحب سخن جو بہت اعلٰی سخن ور ہوتے ہیں ، ان کو ان کی بات کے آئینے میں دیکھ اور آنکھ اور کان کو ایک بنا کر خداوند تعالیٰ کے حضور میں آ ، غائب اور حاضر رہنے کو ایک سمجھ کر مشاہدے کا دروازہ کھول ۔ بے شک خداوند تعالیٰ سننے اور دیکھنے والا ہے ۔

نغمے کے نقش کی مانند معانی اس قدر ظاہر ہوتے ہیں کہ ہم سننے سے دیکھنے کا کام لیتے ہیں ۔

نالہ ۱۳۵ : اپنے آپ کو فنا فی اللہ کرنے کا طریقہ جو سلسلہ نقشبندیہ میں رائج ہے ، اپنے آپ کو بھول جانے کی حالت سے عبارت ہے اور مراقبے اور حق کے خیال میں مستغرق ہونے سے حاصل ہوتا ہے ۔ اور یہ کیفیت بشری وجود کی طرف جو حالت ہوش سے عبارت ہے پلٹتی ہے اور سالک پھر عوام کی طرح غفلت کی زندگی گزارنے لگتا ہے ۔ وہ فکر معاش میں مشغول ہو جاتا ہے اور پھر دنیا کی طرف راغب ہو جاتا ہے ۔ لیکن وجود کا فنا ، ہونا جو دراصل انسانی فضائل اور خوبیوں کو کھو دینے کا نام ہے ، اسے بالکل فنا کر دیتا ہے ۔ یہاں تک

کہ وجودِ بشری کی طرف بھی نہیں لوٹنے دیتا اور عوام کی طرح اسے کسی فضیلت کے حاصل کرنے کے قابل نہیں چھوڑتا ۔ اور دنیاوی کاروبار میں مشغول کر دیتا ہے ، جو سراسر غفلت ہے ۔ اس مقام پر پہنچ کر اگر کچھ بصیرت باقی ہو تو اس کی بقا کا سبب بن جاتی ہے اور حدیث پاک "سننے اور دیکھنے کو ایک ساتھ رکھو" ۔ اسی مقام کی خبر دیتی ہے ۔ (اللہ نے رزق دیا ہے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اس مقام کا اپنے حبیب علیہ السلام کے صدقے) ۔

مطلع : ایسا مقام جہاں "میری تیری" کی کوئی گنجائش نہیں اپنی ہستی کو مارے ہوئے لوگوں کا وطن ہوتا ہے ۔

نالہ ۱۳۶ : الٰہی مجبور و لاچار مخلوق جو پہلے معدوم تھی اور پھر معدوم ہو جائے گی کہ کہاں سے آئی ہے اور کہاں جانا ہوگا ، جب تک تو اسے اس کے اول و آخر کی خبر نہ دے اور یہ ہست نما معدوم (ایسا معدوم جو وجود والا نظر آتا ہے) کہ جس کی فطرت میں اپنے ہم جنسوں بلکہ دوسری مخلوقات کا حق چھیننا بھی شامل ہے ، اپنے ہونے نہ ہونے کو کیا سمجھے ، جب تک تو اسے اس کے عدم اور وجود کا علم نہ دے ۔ اے حضرتِ انسان ہیچ مدان اور اے رحمان کی صورت پر خلق کی گئی مخلوق ! اس جہان میں اپنے آنے اور جانے کے مقصد کو معلوم کر اور زندگی کی اس تھوڑی سی مدت کو ضائع نہ کر اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کر کہ تیرا پیدا کرنے والا کون ہے ۔ تاکہ دنیا میں آنے کا مقصد تجھے معلوم ہو اور عاقبت میں تجھے حسرت و افسوس کا سامنا نہ کرنا پڑے اور خدا اور رسول ؐ اور اپنے مرشد پرکامل یقین رکھ تاکہ آخری نجات کا ذریعہ ہاتھ سے چھن نہ جائے ۔

تو نہیں جانتا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا؟ کس نشے نے تجھے خراب کیا ہے کہ تجھے اپنے آپ کا بھی ہوش نہیں ۔ اللہ ہی راہنمائی کرنے والا ہے صحیح راستے کی طرف ۔

نالہ ۱۳۷ : روشن دل اس شمع کی انجمن ہے ۔ خدا تعالیٰ اسے روشن رکھے ۔ اور باخبر روح اس خانقاہ کا چراغ ہے ۔ غفلت کی زندگی

گزارنا روسیاہی سے بڑھ کر نہیں ۔ اور اگرچہ دنیاوی اطمینان حاصل ہو جاتا ہے لیکن تباہی کے علاوہ اور کچھ نہیں ۔ وہ رات جو تو خدا کی یاد میں گزارتا ہے ۔ ایک دن تیرے کام آئے گی ۔ اور وہ دن جو تو مردہ دلی سے گزارتا ہے ، ایک رات قبر میں تجھے معلوم ہو جائے گا ۔ پس چاہیے کہ ہر روز شہود حق تعالیٰ کے استغراق میں رات کی طرح بسر ہو اور ہر رات کو بیدار دلی سے دن کی طرح اللہ تعالیٰ کے نور سے منور فرما ۔ اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے ۔

دل اگر روشن ہے تو ہر رات دن کی مانند روشن ہے ۔ ورنہ شمع کی مانند ہر دن بھی روز سیاہ کی مانند ہے ۔

نالہ ۱۳۸ : حق سبحانہ' کی آگاہی کہ جس کو حضور و شہود بھی کہتے ہیں جب دوام حاصل کر لیتی ہے اور اس سالک کو ملکہ بہم پہنچاتی ہے ، اس لمحہ مشاہدہ دائمی اسے نصیب ہو جاتا ہے اور دل سے غفلت بالکل دور ہو جاتی ہے ۔ اور نفس کی خواہش دل پر خلل انداز نہیں ہوتی ۔ اور نیند کی حالت میں بھی اس کا دل خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتا ۔ حدیث شریف ”میری آنکھ سوتی ہے اور دل نہیں سوتا“ ۔ انہی بندوں پر صادق آتی ہے ۔ اور کسی وقت بھی باطن کی حفاظت سے غافل نہیں رہنا چاہیے ۔ اور ذکر و حضور کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہے ۔ اور بغیر کسی قسم کے قدور کے حق تعالیٰ سے آگاہی حاصل ہو ۔ رنج و راحت آسانی و تنگی اور صحت و مرض جو کچھ بھی پیش آئے سب تیرے حق میں خیر ہی خیر ہوگا ۔

مطلع : دن رات مجھے اس قدر محبوب کا خیال رہتا ہے ۔ میں خواب میں ہوتا ہوں اور میرا دل بیدار ہوتا ہے ۔

نالہ ۱۳۹ : اپنی جان کو محنت میں ڈال تاکہ خدا کا نام تیرے دل پر نقش ہو اور خودی سے دم نہ مار تاکہ فنا کا نقش تیرے دل میں جاگزیں ہو جائے ۔ اس کے بعد اگر تم سے کوئی خطا سرزد ہو تو ”اللہ تعالیٰ برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں“ کے بموجب ان کا

ثواب ہوگا ۔ اور اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا ۔ لہٰذا خطا کرنے والا مجتہد بھی ثواب کا حق دار ہوگا ۔ اس لیے کہ اعمال کی بنیاد نیتوں پر ہے ۔

فرد : نگینے کی طرح خطائیں بھی عین ثواب بن جاتی ہیں اور میرا نامۂ اعمال گویا الٹا پڑھا جاتا ہے ۔

"وہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے ۔"

نالہ ۱۴۰ : اپنے آپ کو نہ دیکھنا حقیقت بینی کی علامت ہے اور اپنے آپ کو نظر میں نہ رکھنا خدا کی راہ تک پہنچنا ہے ۔ میں نے اپنے آپ سے چشم پوشی کی جس کی وجہ سے اس سے آنکھیں چار ہوئیں ۔ ایک لحظہ کے لیے میں نے "اپنے آپ کو بھلایا جس کے نتیجے میں مجھے یار کا وصل نصیب ہوا ۔

نالہ ۱۴۱ : افسوس کہ ہم اپنے آپ میں گرفتار ہو چکے ہیں اور ہمیشہ اپنے نفس کے شکنجے میں پھنسے رہتے ہیں کہ جس نے ہمیں برباد کر دیا ہے اور ہمارے دل کے حرص و لالچ نے ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے ۔ یہ دنیا فانی اس قابل نہیں کہ کوئی اس سے دل لگائے اور اس کی قید کو اپنے نفس عالی کے لیے پسند کرے ۔ میرا حال کیا پوچھتے ہو کہ ہوا و ہوس نے میرا گلا گھونٹ رکھا ہے میں اپنے ہی ہاتھوں مصیبت میں ہوں ۔

نالہ ۱۴۲ : ہر چند کہ میرے جسم کی تشخیص میری پیدائش کے وقت ہو چکی لیکن میری لطیف روح اس مادی زمانے کی ایجاد نہیں ۔ وہ خالص نور زمانی قید سے آزاد ہے اگرچہ میری ظاہری صورت ایک خاص مکان میں پابند ہے لیکن میری معنوی حقیقت اس قسم کی قید سے آزاد ہے ۔ اگرچہ وہ حقیقت جسمانی کیفیت کے بغیر نہیں ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے اپنے پاک ہاتھ سے اور مجھے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ۔

فرد : زمانی ہوں لیکن ابنائے زماں کی جنس سے خارج ہوں اور

روز حشر کی طرح دنیاوی ماہ و سال کے شمار سے باہر ہوں ''وہ سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔''

نالہ ۱۴۳ : آدمی اپنی ہی ضروریات میں گرفتار ہے۔ خدا اس کو نفس اور طبیعت کے پھندے سے رہا کرے اور اس کو اپنی بندگی میں قبول فرمائے۔

اس کی اپنی ہستی ہی قید خانہ بن جاتی ہے اور اپنی ہی زندگی ہزاروں گرفتاریوں کا موجب۔ اگر ''مرنے سے پہلے مرو'' کی رسی ہاتھ آ جائے تو زہے قسمت باقی سب ہیچ۔ اور جاہل انسان خواہشات کے پیچ در پیچ پھندے میں گرفتار۔

مطلع : ہمارے لیے کسی دوسری قید کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ ہمارا اپنا ہی وجود موج کی طرح پاؤں کی زنجیر بن گیا ہے۔

نالہ ۱۴۴ : سبحان اللہ موت درپیش ہے اس کے باوجود اپنے تمام وقت کو تو غفلت میں گزارتا ہے۔ ہرچند کہ یہ کیفیت ہر ذی حیات میں پائی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی انسان کو انسانیت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اور حیوانِ ناطق ہونے کی حیثیت سے حیوان مطلق سے ممتاز ہونا چاہیے۔ تھوڑی سی انسانیت کو بھی کام میں لاؤ۔ اور کبھی کبھی فکر معاش کی طرح عاقبت کی فکر بھی کرو۔ کہ دنیا تو کسی طرح بھی باقی نہ رہے گی اور عاقبت سے درپیش ہے۔ پس وہ امر جو ہر صورت پیش آنا ہے۔ تو خود شوق ایسے اس کی طرف قدم بڑھا اور اس سے گریز نہ کر اور عجز و انکساری اختیار کر اور کوشش کرتا رہ کہ تجھ سے پہلے عجیب و غریب مردان خدا پرست ہوئے ہیں، جنہوں نے بندگی کے راستے کو اطاعت کے سجدوں سے طے کیا ہے۔

فرد : ادب کی راہ میں ہم نے قدموں کی جگہ سر رکھا ہے یعنی سر کے بل طے کیا ہے اور ہماری پیشانی کے نقوش پاؤں کے نشانوں کی طرح واضح ہیں۔

نالہ ۱۴۵ : زندگی کا بوجھ تیرے سر پر ڈال دیا گیا ہے۔ اور

تجھے اس بوجھ کا متحمل ہونا چاہیے - اور تو کسی طرح بھی اس بوجھ کو سر سے نہیں پھینک سکتا - اور یہ ممکن نہیں کہ اپنے آپ کو دنیا اور عاقبت کے جال سے رہا کرے - پس مناسب بھی ہے کہ تو دنیا میں غفلت سے زندگی بسر نہ کرے اور اس دنیا سے خالی ہاتھ نہ جائے تاکہ آخرت میں بد حال نہ ہو - اور اپنی ہستی کے بوجھ تلے پامال نہ ہو اور خدا اور رسولؐ کے سامنے شرمندہ نہ ہو -

فرد : اے مخاطب دنیا سے اس طرح غفلت کے ساتھ نہ جا - ہستی کا بوجھ جو تیرے سر پہ رکھ دیا گیا ہے اسے گلے کا طوق نہ بنا -

نالہ ١٣٦ : انبساط قلبی جو اس کے حضور و شہود کے سبب پیدا ہوتا ہے - اسے دوستانہ ہستی سمجھنا چاہیے - دل کا غنچہ جو حق تعالیٰ کی تجلیات کے راز کو کھولتا ہے اسے اس کی بہار کا بیضہؑ طاؤس سمجھنا چاہیے - غافل دل خواہ پھول کی مانند ہی کیوں نہ کھلا ہوا ہو ، درحقیقت مردہ ہوتا ہے - اور جاہل دل اگرچہ بظاہر زندہ ہے لیکن حقیقت میں مردہ ہے - جب دل کھلتا ہے تو وہ یار کی ہنسی کو جلوہ گر کرتا ہے اور یہ غنچہ بہار کے موسم میں مور کے انڈے کی مانند ہوتا ہے -

نالہ ١٣٧ : وہ ہدایت اور شہرت جو کہ آخری عمر میں حاصل ہوتی ہے - صدائے کارواں کی مانند ہوتی ہے - وہ قبولیت کی ہوا جو زندگی کی صبح ہی سے چلے اور نشو و نما کا وہ پھول جو جوانی میں کھلے دیرپا ہوتا ہے - الحمد للہ ، اگرچہ میری شہرت کا پرندہ جوانی ہی سے گم ہوگیا تھا لیکن میں نے گوشہ نشینی کے آشیانے سے باہر قدم نہیں رکھا اور سیاحت و جہاں نوردی کے خطرے کو مول نہیں لیا -

فرد : مشہور لوگوں کو ملک گیری کا خیال نہیں ہوتا - عنقا کی طرح میرا نام بھی دنیا نے اپنے نگینے کے نیچے چھپا کر رکھا ہے -

نالہ ١٣٨ : جب تک مخلص دوست اور لائق محب جمع نہ ہوں زندگی کا کوئی مزہ نہیں اور جب سچے دوست میسر آئیں تو زندگی ساتھ چھوڑ جاتی ہے - اور اگر اتفاق سے کچھ عرصے کے لیے یہ دونوں چیزیں

میسر آ جائیں تو ان کی جدائی کا غم دل کو ہر درد رکھتا ہے اس لیے شروع ہی سے عاقبت کو نظر میں رکھنا چاہیے اور اپنی موت سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہییں - ان کی محفل کی گرمی کس کام کی - اس لیے کہ مجلس کا مالک زیادہ فرصت ہی نہیں دیتا - درگاہ الٰہی بڑی لا آبالی ہے اور دنیا کا گھر کبھی بھرا اور کبھی خالی -

دنیا جانے کی جگہ ہے اور اس کا غبار ایک نہ ایک دن چہرے سے دھلنا ہی ہوگا - ہر چیز جو پیدا ہوئی ہے فنا ہوگی اور صرف اللہ ذوالجلال کا نام باقی رہے گا -

دوست جب جمع ہوئے تو زندگی باقی نہ رہی - اے درد ! ہم اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جب مجلس گرم ہوئی -

نالہ ۱۴۹ : ہر ترقی کو تنزل درپیش ہے جو چڑھتا ہے وہ ضرور گرتا ہے - اس چمن میں امید کا کوئی پودا پروان نہ چڑھا کہ جو آخرکار مٹی کے ساتھ برابر نہ ہوگیا ہو - اور اس انجمن میں وہ کون خوش نصیب ہوگا جس نے شعلے کی طرح سر اٹھایا لیکن کچھ مدت کے بعد شمع کی طرح اُن کا سر پاؤں کو نہ آ لگا - غرض کہ ہر کمال کو زوال ہے اور ہر جمال کو فنا -

تنزل میری سب ترقیوں کی گھات میں ہے - زندگی کے درخت کی طرح جتنا بڑھتا ہوں اتنا ہی گھٹتا بھی ہوں -

نالہ ۱۵۰ : اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں میری قدر و منزلت پیدا کی ہے اور ہر آدمی مجھ پر مہربان ہے اور مجھے عزیز رکھتا ہے - اور اللہ نے اپنے مومن بندوں کے دل میں میرے لیے ایک گھر بنایا ہے - غرض کہ اس دنیا میں اپنے بندوں کے سینوں میں میرا گھر بنایا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد انہی لوگوں کے دلوں کے کونے میری قبر ہوں گے - یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے -

شعر : احباب کے دلوں میں میں اس طرح گھر کر گیا ہوں کہ اگر مر بھی گیا تو وادی میں میرا ذکر ہوگا اور سینوں کی تختیاں میرے مزار کی تختیاں ہوں گی -

نالہ ۱۵۱ : عاجزی و انکساری کی زمین پر بیٹھنے والے کسی کا دل نہیں دکھاتے اور جوان مردی کے میدان کے بلند ہمت اور باغیرت لوگ اپنا بوجھ کسی کے سر نہیں ڈالتے اور اپنی تمام تر ذمہ داریاں خود پوری کرتے ہیں ۔ اور اپنی ضرورتوں کے غبار کو کسی دوسرے کے دامن پر نہیں گراتے ۔

شعر : میرے غبار سے کسی دوسرے کا دل غبار آلود نہیں ہوتا ۔ سائے کی طرح میرا بوجھ اپنے ہی کندھوں پر ہے ۔

نالہ ۱۵۲ : دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کشی دراصل توکل کے دامن میں ہاتھ ڈالنا ہے اور مخلوق سے بے نیاز ہونا دراصل اللہ کے حضور التجا کرنا ہے اپنی آرزو اور امید سے دست بردار ہو جانا دراصل اللہ کے حضور دست بہ دعا ہونا اور ماسوئ اللہ سے روگردانی کے مترادف ہے اور یہی دراصل اللہ کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے ۔

شعر : مخلوق سے بے نیاز ہونا دراصل خالق کے دربار میں التجا کرنا ہے اور اپنے مدعا اور مقصود سے ہاتھ اٹھا لینا دراصل اس کے حضور دست دعا بلند کرنا ہے ۔ اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ۔

نالہ ۱۵۳ : دراصل اپنے معبود کی پرستش یہی ہے کہ اس کے سوا کسی سے مراد مانگنے کا خیال دل میں نہ آئے اور لا الہ پڑھنے کا لطف اسی میں ہے کہ اس کے سوا کوئی وجود ہی نظر نہ آئے ۔ وگرنہ طوطے کی طرح زبان سے کلمہ پڑھنا ہوگا ، نہ کہ دل و جان سے ، دل کی تصدیق کو زبان کے اقرار سے ملا اور عشق و محبت میں اضافہ کر تاکہ دوست کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آئے اور ہر چیز اس کی طرف سے نظر آئے ۔

فرد : تیرا عشق نہیں بڑھا ورنہ جو نقش بھی تو نے دیکھا ہے ، وہ تجھے محبوب نظر آئے ۔

نالہ ۱۵۴ : یقین و اعتقاد پر شک اور تردد کا پردہ عقل و ہوش کی شیطانی کی وجہ سے ضعیف الاعتقاد لوگوں کے لیے پڑتا ہے اور احکام الٰہی کے سننے اور دیکھنے سے بہرا اور اندھا پن چشم و گوش کی

راہزنی کے باعث بے بصر لوگوں کو نصیب ہوتا ہے ۔ وگرنہ نورِ وحدت الٰہی اور حقیقت طریقہ محمدی سورج سے بھی روشن تر ہے اور "ہم نے سنی ایک ندا کرنے والے کی پکار ایمان کے لیے" کی صدا ہر فرد بشر کے کانوں تک پہنچتی ہے ۔

شعر : تیرے چہرے پر عقل و ہوش کا پردہ پڑا ہے اور تیرے چشم و گوش اندھے اور بہرے ہیں ۔

"جسے خدا ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا ۔ اور جسے وہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا ۔"

نالہ ۱۵۵ : قناعت و مسکنت کی گلی میں رہنے والے اور فقر و فاقے اختیار کیے ہوئے لوگ ہوا و ہوس کی مسند پر بیٹھنے والے صاحبِ مال و دولت لوگوں کو خاطر میں نہیں لاتے اور اُنھیں مال و دولت جمع کرنے اور حرص و ہوا کے جال میں پھنسا دیکھتے ہیں اور دنیاوی اعتبار سے بلند مرتبہ لوگوں کو پست فطرت سمجھتے ہیں اور دنیا کے ہوشیاروں کو دیوانہ سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ عالی ہمت ، حقیقت شناس ، شریف النفس اور نیک لوگ وہی ہیں جو دنیاوی جاہ و جلال اور لذتوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ اور دل و جان سے ظاہری اور باطنی طور پر خالق حقیقی کو اپنا مولا جانتے ہیں ۔ اور ان مجازی ارباب کی بندگی کے طوق کو اپنی گردن سے اتار پھینکتے ہیں ۔ اور خدا و رسولؐ اور اپنے مرشد کی محبت کے رشتے کو اپنے صاف دل کے ساتھ باندھے رکھتے ہیں ۔

فرد : ہم عاجز و خاکسار ہیں لیکن خدا نے ہمیں عجیب دماغ بخشا ہے کہ دنیا کا بلند مرتبہ انسان بھی ہماری نظروں سے گر جاتا ہے ۔ "جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے ساتھ اس کی خواہش کے مطابق معاملہ کرتے ہیں ۔"

نالہ ۱۵۶ : کشف و کرامت کی دکان نہ کھول اور بلند بانگ دعوے کرنے والوں کی طرح اپنی تمام تر توجہ اس بات کی طرف نہ کر کیونکہ یہ کام دنیا داروں اور دھوکا بازوں کا ہے نہ کہ دیدار خدا کے مشتاقوں کا ۔ ان دغا باز عاملوں کی یہ عجب نمائی محض شعبدہ بازی ہے ۔

اور فریب سازی ۔ خدا کے لیے تھوڑی حیا کرو اور اس فن کاری سے باز آؤ ۔ اہل غرض بے چارے پاگل ہوتے ہیں اور اس قسم کی شعبدہ بازی پر لٹو ہو جاتے ہیں ۔

نالہ ۱۵۷ : اگرچہ صاف طینت سادہ دل اور پاک جوہر اللہ والے اس قسم کے دنیا دار خبیث اور مکار لوگوں کی مکاریوں کو نہیں سمجھتے اور ان پریشان حال لوگوں کے احوال کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے لیکن دراصل انہیں ہر طرح کی خبر ہوتی ہے اور اپنی باطنی نظر سے وہ ان لوگوں کے ظاہر و باطن کو دیکھ رہے ہوتے ہیں ۔ اس کے باوجود ان سے نفرت نہیں کرتے اور اپنی صفائی دل کی بنا پر دیدہ و دانستہ معاف کر دیتے ہیں ۔

شعر : اگرچہ آئینے کی طرح مجھے کوئی خبر نہیں ہوتی لیکن وہ کیا چیز ہے جو میری نظر سے چھپی ہے ؟

نالہ ۱۵۸ : دل کے گھر کو ہمیشہ خدا کی یاد سے آباد رکھنا چاہیے اور ذکر خفی سے اللہ کے پاک نام کا نقش لوح خاطر پر کندہ کرنا چاہیے تاکہ حضور و شہود کی حالت میسر آئے اور باطن ہر وقت بے اختیار خدا کی طرف مائل رہے ۔ اور مشاہدے میں استغراق نصیب ہو اور باطنی سرور ہمیشہ حاصل ہو اور نفسانی خواہشات دل کو پریشان نہ کریں ۔ ہوا و ہوس ، دنیا اور اہل دنیا کی طرف مائل نہ کرے اور نماز روزہ اور دوسرے فرائض و عبادات خوشی اور اطمینان سے ادا ہوں ۔ اور غیر شرعی باتوں کے ارتکاب سے محفوظ رہے کہ دنیاوی زندگی کا حاصل یہی ہے ۔ اور بس توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے ۔

نالہ ۱۵۹ : اگرچہ عبودیت کا مرتبہ الوہیت کے مقابلے میں کم ہے اور بندے کو خدا کے ساتھ کوئی اشتیاق نہیں لیکن مشاہدے کی حالت میں خودی اور خدائی کا فرق مٹ جاتا ہے اور حاضر رہنے کا نور غرور کی ظلمت کو نیست و نابود کر دیتا ہے ۔ باوجود اس کے کہ بندے سے بندگی کا حق ادا نہیں ہوتا لیکن وہ اپنی صورت سے دوست کی حقیقت کو جلوہ گر کر دیتا ہے ۔

فرد : میں اور دوست اگرچہ ایک دوسرے کے مقابل ہیں لیکن آئینے اور عکس کی طرح مجھ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں -

نالہ ۱۶۰ : یہ عالم فانی نمود بے بود سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور اس بے چارے کا اپنا ذاتی کوئی وجود نہیں - حضرت حق نے اس عالم کو یہ بے حقیقت وجود اپنی صورتوں کے ضمن میں عطا کیا ہے - اور یہ نیست ہست نما سوائے عجز و بندگی کے اور کیا ظاہر کر سکتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو گویا احاطہ عدم سے باہر نہیں نکالا -

مطلع : یہ عالم امکان جس کی اپنی کوئی حقیقت نہیں سراسر عاجز و بے بس ہے - اس کے سوا کچھ نہیں - یہ عالم ہر وقت اپنی حقیقت پر حیران ہے لیکن اس کا نظارہ نہیں کر سکتا بلکہ پھر اپنے ہی امور میں الجھ کر رہ جاتا ہے -

تتمہ : اپنے آئینے کی نظر بازی پر حیران ہوں کہ سر سے قدم تک اس نے آپ دیکھا لیکن کہیں بھی اس کی نظر نہ جمی -

اور ہم ساری فانی مخلوق اپنی بے حقیقت ہستی کے سراب کی موجوں میں گھرے ہیں - بس علم کا جادو اور اس کی بنا پر ہمارا امتیاز بھی نقش بر آب سے زیادہ کچھ نہیں - ہمارا وجود بھی دراصل اللہ تعالیٰ کے وجود کا ہی مرہون منت ہے اور بس -

تتمہ : ہم سراب کی موجیں ہیں اور کشمکش میں پڑے ہیں ہماری نیرنگی بھی کوئی رنگ نہ لائی -

اور ہماری یہ عارضی ہستی بھی وہم سے زیادہ کچھ نہیں اور یہ جو امتیاز یہاں ہمیں ملا ہے وہ بھی ہیچ ہے -

تتمہ : ہستی کی حقیقت وہم کی جلوہ گری کے سوا کچھ نہیں - جس نظر سے ہم اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اس کی حقیقت بھی ایک شعلے کی سی ہے-

آسمان کی یہ شعبدہ بازیاں بھی اسی لیے ہیں کہ وہ ہستی کو ناپائدار دیکھتا ہے اور جو کچھ یہاں وجود میں آتا ہے وہ زیادہ دیر تک نہیں رہتا اور جو کچھ موجود نظر آتا ہے وہ بھی آخر فنا ہو جاتا ہے -

تتمہ : اے درد ! آسمان بھی ایک ایسا شعبدہ باز ہے کہ اگر تیرے ہاتھ میں کوئی موتی دیتا بھی ہے تو وہ اولے جیسا ہوتا ہے جو کچھ ہی دیر کے بعد نابود ہو جاتا ہے ۔ پس سوچیے اور غافلوں میں سے نہ ہو جائیے ۔

نالہ ۱۶۱ : دنیاوی مال و اسباب جمع کرنے سے آدمی نہ صرف اس کے بوجھ تلے دب جاتا ہے بلکہ امراء و سلاطین کے سامنے بھی سر جھکانا پڑتا ہے ۔ جس قدر مال و اسباب کم ہوگا اسی قدر آدمی کا دل تفکرات سے آزاد ہوگا ۔

بیت : ہم نے دنیا کے اسباب سے اس قدر کم بوجھ اٹھایا کہ دنیا والوں سے نرگس کی طرح یک سر نظریں ہٹا لیں ۔

نالہ ۱۶۲ : ہوا و ہوس کے دریا کی طغیانی باطن کو سیاہ کر دیتی ہے اور حرص و لالچ کی آگ کا جوش دل کو مضطرب کر دیتا ہے ۔ قناعت کا پہاڑ انسان کو اطمینان و استقامت کی مسند پر بٹھاتا ہے دل کا سکون اور ذکرِ حق دل کے آئینے کو منور کرتا ہے ۔

مطلع : دریائے ہوس کی موجیں سینے کو گل آلود کر دیتی ہیں ۔ لیکن اگر یہ پانی ساکن ہو جائے تو آئینے کی پشت کا تختہ بن جاتا ہے ۔ یہ تیرے توہمات کی گردش ہے جو گردش ایام کی صورت میں نظر آتی ہے ۔ یہ گردش تجھے پریشان کر دیتی ہے اور تجھے سعد یا نحس دن کے وہم میں مبتلا کر دیتی ہے اور اسی طرح تجھے شنبہ و دو شنبہ کے وہم میں ڈال دیتی ہے ۔ لیکن جان لو کہ تمام دن اللہ کے دن ہیں ۔

تتمہ : توہمات کی گردش تیرے لیے گردش ایام بن جاتی ہے ورنہ شنبہ و دو شنبہ میں کیا فرق ہے ۔

درویشوں اور اہل اللہ کو دنیاوی مال و اسباب جمع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ مسبب حقیقی ان کے تمام کاموں کو دنیاوی اسباب کے بغیر ہی سرانجام دے دیتے ہیں اور اپنے ان سبکباروں کو بغیر کسی خوف کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچا دیتے ہیں ۔

تتمہ : درویشوں کو مال و اسباب جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی جس طرح سایہ چھت پر جانے کے لیے کسی زینے کا محتاج نہیں - ہم صاف دل اور سادہ لوح خاکساروں سے زمانہ دل سے محبت کرتا ہے - جبکہ ان دنیا داروں کے ساتھ صرف ظاہر داری سے پیش آتا ہے -

تتمہ : اہل زمانہ کے دل پر ہم درویشوں کی سادہ لوحی نے الفت و محبت کا نقش بٹھایا ہے جبکہ دنیاداروں کو زمانہ اپنے کینے کا تختۂ مشق بناتا ہے - اللہ تعالیٰ دلوں کے اندر کی باتیں جاننے والا ہے -

نالہ ۱۶۳ : دنیا کے سرافراز لوگوں کا انجام مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور کبھی بھی ان کے دل کی مراد حسب منشا پوری نہیں ہوتی اور ان سرکش و حریص لوگوں کا انجام شعلے کی طرح کف افسوس ملنا ہی ہوتا ہے - ان کی لالچی طبیعت کو کبھی آرام و چین نصیب نہیں ہوتا -

نالہ ۱۶۴ : جس طرح ایمان اور اسلام حق تعالیٰ کے ایک نام یعنی ''الہادی'' کا مظہر ہے اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اسی طرح کفر و منافقت بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ایک نام یعنی ''کا المضل'' کو ظاہر کرتے ہیں - چنانچہ جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کی راہ پر نہیں لا سکتا - پس ان دو متضاد ناموں کا تقاضا ہے کہ روئے زمین پر دین و کفر کی بازی لگی ہے - مومن و کافر اور مخلص و منافق اس بساط کے مہروں کی طرح ہیں - ہمیشہ سے ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں - لیکن کوئی مات نہیں کھاتا - کبھی ہدایت غالب آ جاتی ہے تو کبھی گمراہی کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے اور سرگرداں فلک ظلمت و نور اور کفر و دین کی رات اور دن پیدا کرنے پر مجبور ہے اور زمام اختیار پروردگار عالم کے ہاتھ میں ہے - اگر وہ چاہے تو تمھیں ایک ہی امت بنا سکتا ہے -

فرد : آسمان ہر وقت کا کفر و ایمان کا معرکہ برپا رکھتا ہے - تیرے دوگونہ حسن نے دنیا میں دورنگی پھیلا رکھی ہے -

نالہ ۱۶۵ : ہر شخص کا کلام اس کے مقام کی خبر دیتا ہے اور

ہر شخص کی تقریر و تحریر سے اس کا مرتبہ پہچانا جاتا ہے ۔ اہل حق کا کلام بھی ان کے حال کی گواہی دیتا ہے اور ان کی ہر بات ان کے کمال کی نشاندہی کرتی ہے ۔ ان کو لوگوں کی تعریف و تلقین سے کوئی کام نہیں ہوتا کیونکہ سوائے حق بات کے ان کی زبان سے کوئی کلمہ نہیں نکلتا۔ ایسی باکمال ہستیوں کے کلام کو سمجھنا بھی بہت بڑا کمال ہوتا ہے جبکہ لوگوں کی تعریف یا توصیف ان کے کلام کی بلندی کی دلیل نہیں ہوتی ۔

فرد : اے درد میں کسی کی تعریف سے حقیقت کا اثبات نہیں چاہتا۔ سخن فہم حضرات کے نزدیک میرا کلام ہی میرا گواہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ میری بات کی بہتر وکالت کرنے والا ہے ۔

نالہ ۱۶۶ : زمین اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے نے ابتدا ہی سے محبت و شوق کا سوز و گداز اور عشق و عرفان کا ذوق مجھ دل جلے کو ودیعت فرمایا ہے اور ایمان و یقین کا نور بھی عنایت کیا ہے ، جس کی بنا پر میں اس انجمن میں اس قدر جلتا اور کڑھتا رہتا ہوں ۔ اللہ کے فضل سے اس ظلمت کدے میں دن کی طرح روشن ہوں ۔

مطلع : میرے خمیر میں روز اول ہی سے سوز و گداز چھپا ہوا تھا اس لیے میرا روشن ضمیر دل شعلے کی طرح جلتا ہے ۔

یہ آزردہ خاطر دوسرے لوگوں کی طرح زمانے کے ہاتھوں رنجیدہ نہیں بلکہ اس کا نیاز مند دل جناب ناصر کی محبت کے نشے میں سرشار رہتا ہے ۔ اللہ ہمیں بہتر طور پر ان کا وصال نصیب فرمائے ۔

مقطع : ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پہلو میں ایک درد مند دل ہے کیونکہ ہمارے خواجہ میر درد کے کلام سے سراسر درد برستا ہے ۔

نالہ ۱۶۷ : رات کے آخری حصے میں تہجد پڑھنا اور خشوع سے خضوع سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا مجھے بہت پسند ہے ۔ ان اوقات میں مجھے رونا بہت آتا ہے ۔ حق تعالیٰ عجب عجب انعامات و عنایات فرماتے ہیں ۔ اس کے کرم سے امید ہے کہ تہجد پڑھنے کی یہ توفیق مجھے ہمیشہ ملتی رہے گی ۔

بیت : شرمندگی کی وجہ سے مجھے تنہائیوں میں رونا بہت پسند ہے۔
شبنم کی طرح میرا کام بھی راتوں کو رونا ہے

نالہ ۱۶۸ : اے اللہ اس گنہگار کا نامہ اعمال لکھنے کی کیا ضرورت ہے کہ اس گنہگار کا ہر عضو اس کی خطاؤں پر گواہ ہے -

فرد : میرا نامہ اعمال نہیں لکھیں گے کیونکہ اس حقیر کا ہر عضو ہی گناہوں کی گواہی کے لیے کافی ہے -

نالہ ۱۶۹ : اگرچہ میں کیمیا گر نہیں ہوں - لیکن اکسیر اعظم کا نسخہ خدا نے مجھے بتایا ہے اور میری دنیاوی زندگی کا پارہ محبت الٰہی کی آگ میں جل کر کندن بنا ہے - میرے دل کا تانبا توکل میں پگھلا ہے تب جاکر کہیں زندگی کا ماحصل یعنی حضور و شہود ملا ہے - جس سے دل زندہ ہوا ہے اور خاکساری اور تواضع سے آراستہ ہوا ہے - اور دلی غنا و کبر نفس کا زر کامل عیار حاصل ہوا ہے - مجھے خدا نے اپنی ہستی کو مارنے کی توفیق دی ہے - جس سے میں طریقت کی مشکلیں حل کرتا ہوں - خدا نے اپنے خاص فضل و احسان سے مجھ بے بضاعت کا ہاتھ پکڑ کر حقیقت کی انتہائی منزلوں تک پہنچایا ہے -

قطعہ : میں مہوس نہیں ہوں لیکن پھر بھی دلوں کے تانبے کو سونا بنا سکتا ہوں اور سیاب کی طرح مضطرب دل کو اس طرح جلا سکتا ہوں کہ خاکستر بنا دوں -

نالہ ۱۷۰ : آرام چاہیے تو دنیا سے کنارہ کشی اختیار کیجیے اور اگر صلح کل کی خواہش ہو تو اپنے نفس کے خلاف جہاد کیجیے کہ مکمل آرام اور دنیاوی راحت صرف اسی صورت میں میسر آ سکتی ہے -

فرد : جہاں کہیں میں بیٹھا میں نے دانۂ سپند کی طرح اپنی ہستی کو مارا اور ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہا -

نالہ ۱۷۱ : جمال الٰہی کے دیکھنے والے اگرچہ سراپا آنکھ ہوتے ہیں - لیکن اپنے دوست کے سوا دوسری کسی چیز پر نگاہ نہیں ڈالتے اور کلمات حق کے سننے والے اگرچہ پھول کی طرح ہمہ تن گوش ہوتے ہیں

لیکن اپنے یار کے سوا کسی کی بات پر کان نہیں دھرتے ۔

فرد : چاہیے یہ کہ ہم ہر چیز سے آنکھیں اور کان بند کر لیں ، اس لیے کہ تو نے ہمیں سراپا چشم و گوش بنا دیا ہے ۔ لیس کمثلک شیٔ انت السمیع البصیر ۔

نالہ ۱۷۲ : اس دنیا میں دل کی کشادگی کدورت کو دور کرنے سے حاصل ہوتی ہے ۔ گوناگوں جلووں کے اس طوفان میں محبت کی کشتی سفینہ نوح کی طرح ہے اور بحر ہستی کی موجوں کے بغیر جذبہ الٰہی سے نجات نہیں اور شہود کے سمندر میں غوطہ لگائے بغیر دنیاوی آفات سے رہائی ممکن نہیں ۔

فرد : شراب وحدت کی کشتی میں سوار ہوکہ اس بے پایاں کنار سمندر میں سوائے آہوں کے کوئی دوسرا کنارہ یا ساحل میسر نہیں آ سکتا ۔

نالہ ۱۷۳ : دنیاوی زندگی جس کی حیثیت خواب پریشان سے زیادہ کچھ نہیں ہم نے ایک حد تک دیکھ لی میری تیری کے بے بنیاد دعوی جن کی حیثیت افواہ سے زیادہ کچھ نہیں ہم نے سنے ۔ لیکن اب خدا کے فضل سے نم کنوم الغروس کی آواز پر کان دھرے ہوئے ہیں اور چراغ سحری کی طرح جسم کے فانوس میں چند لمحوں کے لیے مقید ہیں ۔ حق تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے ۔

مطلع : دنیا جو ایک خواب تھی اے درد میں نے اسے دیکھا ۔ اس کی مثال قصے کہانیوں کی ہے جسے ہم نے تھوڑا سا سنا ۔ ذلت کے اس گھر میں عزت انھی بلند ہمتوں کو ملی جنھوں نے علائق دنیا کے خلاف استقامت اختیار کی اور اس امتحان کی جگہ میں بڑائی انھی لوگوں کو نصیب ہوئی جنھوں نے قناعت اور استغنا کی زندگی اختیار کی ۔

تتمہ : مجھے پہاڑ کی طرح سر بلندی اس لیے زیب دیتی ہے کہ میں نے اپنے پاؤں کو سمیٹ کر رکھا ہوا ہے ۔ عز من قنع و ذل من طمع ۔

نالہ ۱۷۴ : درویش جس قدر تنگ دست و نادار ہوگا ، اسی قدر صاحب اقتدار ہوگا اور اس کا پھٹے حالوں ہونا اس کے عمل کی درستی

کا موجب ہوگا اور اس کا بے سرو سامان ہونا اطمینان کا باعث ہوگا اور مال و اسباب کا جمع کرنا اس کی درویشی کے منافی ہوگا - درویش کو چاہیے کہ فقر و فاقہ کی زندگی پر ناز کرے اور تحفہ تحائف یا غنیمت کے مال سے جو کچھ ملے اسے فوراً مستحق لوگوں میں بانٹ دے کہ اس کی ظاہری و باطنی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے اور درویشی کے حسب حال یہی طریقہ ہے -

فرد : میرے استغنا کا درخت فقر و فاقہ کے چشمے سے سیراب ہوتا ہے اور میرا بے سرو سامان و خزاں دیدہ ہونا میری زندگی کے درخت کے لیے بہار کا موجب بنتا ہے -

نالہ ۱۷۵ : دنیا میں حالات کا دگرگوں ہونا ایسا ہے - جیسے کوئی زندگی کی کتاب کے ورق الٹ رہا ہے اور ماہ و سال کی گردش گویا زندگی کی پرکار کا دائرہ ہے - حالات کو بدلنے والا جل سلطانہ جب ہمیں ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل کرتا ہے تو اس کا مقصد ہمیں اپنی طرف بلانا ہوتا ہے اور جب در بدر پھراتا ہے تو اس سے مقصود اپنی بارگاہ تک پہنچانا ہوتا ہے - والی اللہ ترجع الامور کلھا و إلی المصیر -

فرد : زمانے کی گردش میرے لیے قبلہ نما کی طرح ہے - جس طرف بھی میں جاؤں یہ گردشیں مجھے اس کی منزل کی راہ دکھاتی ہیں -

نالہ ۱۷۶ : توحید پرست لوگ گلاب کے پھول کی طرح غم روزگار سے چہرہ لال نہیں کرتے بلکہ گلستان جہان کی طرح ہنستے رہتے ہیں - ان کے دلوں پر اگر کوئی چیز ضرب کاری لگاتی ہے تو وہ دوسری قسم کے مشاہدات ہیں اور گلستان حقیقت کے نغمہ سرا طوطی کی طرح لوگوں سے بولنا نہیں سیکھتے اور دوسروں کی تقلید نہیں کرتے بلکہ بلبل ہزار داستان کی طرح محبوب حقیقی کی نیرنگیوں کا نظارہ کرتے ہیں - ماسوا کو ان صافی مشربوں کے مقدس دلوں میں کہاں گزر اور دنیا کی ان بلند فکر بزرگوں کی نظر میں کیا اہمیت ہے - دنیاوی زندگی کی قیود سے بیقرار ہیں اور ہمیشہ اپنے دلدار کی اداؤں پر جان چھڑکتے ہیں -

فرد : اپنے دل کو دنیا کی خاطر خون نہ بنا بلکہ اسے درد اگر اس پر کوئی دوسرا رنگ چڑھا ہے اس کو ایسے اڑا دے جیسے ہاتھ سے مہندی کا رنگ اڑ جاتا ہے ۔ والخیر بیداللہ و ھو علی کل شیٔ قدیرہ

نالہ ۱۷۷ : ہمیشہ تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس میں کوشاں رہ اور اپنی حالت سے کسی لمحے بھی غافل نہ رہ ۔ اپنی خامیوں پر نظر رکھ کہ مردہ دل آدمی اپنی طرف نگاہ نہیں کرتا بلکہ دوسروں کے عیب ڈھونڈتا رہتا ہے ۔

فرد : آدمی اپنی طرف نہیں دیکھ سکتا اور کوئی آدمی بھی اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہے ۔

نالہ ۱۷۸ : اگر حقیقت کی کیفیت دل پر منکشف ہو جائے تو ہستی و نیستی تمھاری نظر میں برابر ہو جائے کیونکہ خصوصی تخلیق مخلوق میں اپنے مرتبے کی وجہ سے وجود و عدم کی محتاج نہیں ۔ اور خداوند قدوس نے اسے اپنے نور کے ایک حصے سے بنایا ہے اور اس کی حقیقت عمومی وجود و عدم کے تصور سے جدا ہے اور ہر کام میں خدا اس کا راہنما ہوتا ہے ۔

فرد : جب اپنے خصوصی تخلیق ہونے پر نظر پڑی تو ہم نے ہستی اور عدم کے اشجار سے برابر کا فائدہ اٹھایا ۔

نالہ ۱۷۹ : دنیاوی رنج و الم وھم کی گرد کی طرح چھائی ہوئی ہیں اور اس دنیا کی نعمتیں خیالی فوج کی مانند ہیں ۔ صفیں باندھے کھڑی ہیں ۔ دونوں ہی عارضی ہیں ۔ اس لیے نہ ان غموں کو غبار خاطر بنا اور نہ ان نعمتوں کو آنکھوں کا سرمہ ۔

فرد : صحرائے دنیا وہم کی گرد کی مانند ہیں نہ اسے آنکھ کا سرمہ بنا اور نہ غبار خاطر ۔

نالہ ۱۸۰ : توحید پرست ہمیشہ انس و محبت سے رہتے ہیں اور ہمیشہ اپنی آخری منزل کے سفر کو تیار رہتے ہیں ۔ کبھی بزرگی کے دائرے سے قدم باہر نہیں رکھتے اور بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں

اور حضور و شہود کی شراب طہور سے مست رہتے ہیں - اگرچہ ظاہراً کبھی اپنی جگہ سے نہیں ہلتے لیکن باطنی طور پر ہر ہر لحظہ ماسوا سے فرار کرکے خدا کی پناہ میں آتے رہتے ہیں -

فرد : درد کو جو نور بصیرت نصیب ہوا اس کی وجہ سے وہ سفر میں ہوتے ہوئے بھی حضر میں رہتا ہے - اگرچہ ظاہراً وہ ہمیشہ گھر میں ہے - لیکن کبھی گھر میں نہیں ہوتا -

نالہ ۱۸۱ : تن پروری جو دراصل خود پرستی ہوتی ہے ، حق پرستی سے دور رکھتی ہے اور نفس شکنی جو درستی ایمان کی علامت ہے ہدایت کی باران رحمت کا باعث بنتی ہے - جب تک خود پرستی نہ چھوڑے حضور و شہود کی نعمت ہاتھ نہیں آتی اور جب تک آدمی اپنی ہستی کو نہ مارے بارگاہ ایزدی کا تقرب نصیب نہیں ہوتا -

فرد : اے درد میں نے چاہا کہ ہستی کو فنا کرنے کی راہ پر چلوں ، لیکن خود نگری کو چھوڑے بغیر ایک قدم بھی اٹھایا نہ جا سکا - والی اللہ النشور -

نالہ ۱۸۲ : نور خداوندی اپنی ہی شعاؤں کی چمک کی وجہ سے ہماری نظروں سے چھپا رہتا ہے اور کائینات کی ہر شے میں اس نے ظاہری اور باطنی طور پر اپنے جمال کا عکس ڈالا ہوا ہے اور اس طرح اس نے اپنی قدرت کی نمائش کی ہے - ھوالاول والا خر و ھو بکل شیٔ علیم -

فرد : بے پردگی کے پردے کے سوا اس کا حسن کہیں چھپ نہ سکا - کائنات کو تخلیق کرکے خود اس کے پردے میں چھپا بیٹھا ہے -

نالہ ۱۸۳ : اپنی خوبیوں کو اپنی نظر میں نہ رکھیے تاکہ دل کا آئینہ زنگ آلود نہ ہو کیونکہ صاف باطن لوگ خود بین نہیں ہوتے - اپنے کمالات پر نازاں نہ ہو تاکہ کمالات کا بخشنے والا دل پر پردہ نہ ڈال دے کیونکہ کامل لوگ اپنے آپ کو ہیچ سمجھا کرتے ہیں - وہ لوگ خود شناس ہوتے ہیں خود بین نہیں ہوتے - خود شناسی دوسری چیز ہے اور خود بینی دوسری کہ یہ عیب ہے اور وہ ہنر -

فرد : اگر خود بینی میرے ہنر کو عیب نہ بنا دے تو میں آئینے کی طرح بے جوہر ہونے کے باوجود قیمتی ہوں ۔

نالہ ۱۸۴ : سیر الی اللہ کا سفر اور ہی کیفیت رکھتا ہے کہ اس راہ پر چلنے والے ہی اس کی منازل و مقامات کو پہنچانتے ہیں حالانکہ ظاہر میں لوگ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے ۔ جس زمین پر سالکان راہ خدا چلتے ہیں وہ اس زمین سے الگ ہیں اور جس سمندر میں شہود کے تیراک غوطہ لگاتے ہیں وہ دنیاوی سمندروں سے الگ ہے ۔

فرد : شعر کی طرح ہمیں بھی ایک الگ بحر میں تیرنا ہوتا ہے اور ہماری زمین بھی ربع مسکون سے الگ ایک زمین ہے ۔

نالہ ۱۸۵ : جس طرح رنگ کا اڑنا اس کی پرواز کا باعث بنتا ہے اسی طرح شکست نفس بھی اس کی ترقی کا باعث اور دنیاوی بلاؤں سے رہائی کا سبب بنتی ہے اس لیے کہ جسمانی قوئی کی طاقت روحانی قوئی کی کمزوری کا باعث بنتی ہے اور اس طرح انسانی دل اور زیادہ نفسانی خواہشات میں گرفتار ہوتا ہے ۔ جسمانی قوئی کی کمزوری روحانی قوتوں کی طاقت کا باعث بنتی ہے اور اس طرح انسانی نفس مادی خواہشات کی طرف کم مائل ہوتا ہے اور دنیاوی خواہشات سے آزاد ہو جاتا ہے اسی بنا پر تمام اکابر دین نے نفس شکنی اور ریاضت کو اپنے لیے اختیار کیا ہے ۔ اور اپنے مریدوں کو بھی اسی عمل کی تلقین کی ہے ۔

فرد : رنگ دار پرندے کی طرح جو اڑنے لگے ہیں نے بھی اے درد خود شکنی کر کے اپنے قفس نفسانی کو توڑ کر اونچا اڑنے لگا ہوں ۔

نالہ ۱۸۶ : ساری دنیا اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تجلیات کی مظہر ہے اور دنیا کی ہر شے وجود مطلق کی نیرنگیوں کی جلوہ گاہ ہے ۔ دیکھنے والی آنکھ پیدا کر ، تاکہ اس آنکھ سے تجھے دیدارِ حق نصیب ہو اور سننے والے کان پیدا کر تاکہ ان کی مدد سے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کا نغمہ سن سکے وگرنہ لھم اعین لا یبصرون بھا کی کیفیت تو ہر غافل کو حاصل ہے اور لھم اذان لا یسمعون بھا کی حالت تو ہر

جاہل پر طاری ہے ، کانوں سے روئی نکالو تاکہ کلمہ حق تمھارے دل میں اُتر سکے اور آنکھوں سے پردا اُٹھاؤ تاکہ تمھارا دل نور الٰہی سے تمتع اندوز ہو سکے ۔

فرد : ہر ذرہ خورشید حقیقت کی خبر دیتا ہے حالانکہ صحرا میں اس جلوے کا آئینہ چور چور ہے ۔

نالہ ۱۸۷ : طلب صادق پیدا کرنی چاہیے وگرنہ مطلوب تو ہر جگہ موجود ہے ۔ عزم بالجزم پیدا کرنا چاہیے وگرنہ مقصود تو ہر طرف نظر آ رہا ہے ۔ تشنگی پیدا کر تاکہ باران رحمت جوش میں آئے اور کڑوا پانی آبِ حیات بنے ۔

فرد : تشنگی کی وادی میں قدم رکھیے وگرنہ جہاں کہیں پانی ہے وہ آبِ زمزم ہے ۔

نالہ ۱۸۸ : بلند ہمت و روشن دل لوگ خواہ کتنی ہی شکست نفسی پیدا کرلیں لیکن وہ استغنا کا دامن ہاتھ سے نہیں دیتے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے ۔ یہ پختہ طبع لوگ اگرچہ ہر لحظہ فنا کی طرف گامزن رہتے ہیں لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہیں آتی ۔

مقطع : اگرچہ درد شمع کی طرح اس مجلس میں مدتوں پگھلتا رہا لیکن نہ اس نے کسی کے سامنے سر خم کیا اور نہ اس کے پائے استقامت میں جنبش آئی ۔

نالہ ۱۸۹ : حقیقت شناس لوگ مظاہر حق کے مشاہدے کے بعد انھیں عقلی اعتبار سے بھی صحیح سمجھتے اور ثابت کرتے ہیں اور روشن ضمیر لوگ آسمانی معاملات کا معائینہ کر کے زمینی امور کو بھی سمجھ لیتے ہیں ۔ لہٰذا اس عالم فانی کے حالات میں تغیرات دیکھ کر اپنی فنا کا یقین آ جانا چاہیے ۔ اور جب بھی کسی انسان کا مرنا دیکھے تو اسے اپنی موت یاد آ جانی چاہیے ۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے عبرت حاصل ہو اور اس کی اصلاح ہو جائے ۔

فرد : اگر تو نے شمع کے پودے کا مشاہدہ کیا ہے تو تجھ پر واضح ہو جانا چاہیے کہ وہ خود کو پگھلا کر اپنی پلکیں کھولتا ہے اسی طرح تو بھی ایسے چمن میں پیدا نہیں ہوا کہ جہاں تو آزادی سے نشو و نما پا سکے۔

نالہ ۱۹۰ : سایہ اصل کی وجہ سے قائم رہتا ہے اور عکس شخص کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اگر اصل نہ ہو تو سایہ اپنے آپ کو کس طرح قائم رکھے ؟ اور اگر شخص نہ ہو تو عکس کس طرح ظاہر ہو؟ لہذا یہی عارضی ہستی صانع لایزال ابدی کی ہستی کی دلیل ہے اور مخلوق کا یہ سائے کی مانند وجود اس بات کی دلیل ہے کہ اس سائے کی کوئی اصل بھی ہے ۔

بیت : ہم عکس کی طرح تیری ذات سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اگر تو نہ ہوتا تو ہم کہاں سے پیدا ہو جاتے ؟

نالہ ۱۹۱ : الٰہی ! ٹوٹے ہوئے دلوں کو تیری حمایت ہی جوڑ سکتی ہے اور کٹے ہوئے عہد کو تیری عنایت ہی پورا کر سکتی ہے ۔ تو دل کو ہمیشہ قوی اور عہد کو ہمیشہ درست اور اس مسکین کو ہمیشہ ہوشیار رکھ ، اور مجھے اس زبوں حالی سے نجات دے ! کیونکہ سب چیزیں تیرے اختیار میں ہیں اور سارے کام تجھی سے انجام پاتے ہیں ۔

بیت : عشق کی راہ میں مجھے بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ جن سے دل ٹوٹ گیا ہے ۔ اور کام ایک دل تک آن پڑا ہے ۔

نالہ ۱۹۲ : وہ محبت جو دنیا کے لیے ہو رسوائی کا باعث ہوتی ہے اور جو خدا کے لیے ہو وہ حقیقت کی راہ دکھاتی ہے ۔ دونوں ہی صورتوں میں خرمن کو جلانے والی بجلیوں اور جگر کو چیرنے والے تیروں سے واسطہ ہوتا ہے ۔ عاشقوں کا طرز گفتگو الگ ہوتا ہے اور ان کے حال کو صرف خدا ہی جانتا ہے ۔

بیت : محبت کی گفتگو میں حسن پیدا کرنے کے لیے انوکھے بیان اور انوکھی بات کی ضرورت ہوتی ہے ۔

نالہ ۱۹۳ : محبت کی آگ جب جلتی ہے تو ، سوائے محبوب کے ، سب کچھ جلا دیتی ہے ۔ عاشقوں کے دل ، سینے اور جگر محبت کے جلے ہوتے ہیں ۔ بلکہ ان کی زندگی کی گہما گہمی محبت سے ہے ۔ اگرچہ یہ محبت کے مارے طرح طرح کی خرابیوں میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن پھر بھی محبت کے دامن کو ہاتھ سے دینا ان کے بس میں نہیں ہوتا ۔

فرد : جگر ، سینہ اور دل کباب ہوگئے ہیں لیکن کیا کیا جائے ۔ سب کو محبت کی آگ نے جلایا ہے ۔

نالہ ۱۹۴ : اولیاء اللہ ، جنھوں نے لا یمولون کی خلعت پہنی ہوئی ہے اور عارفان خدا جو ہمیشہ بقا با اللہ کا لبادہ اوڑھے رکھتے ہیں ، جہان فانی میں ہونے نہ ہونے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ، اور مشاہدہ حق کے سوا کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتے ۔ نہ اس زندگی میں اپنے آپ کو زندہ سمجھتے ہیں اور نہ موت آنے سے مرتے ہیں ۔ کیونکہ ایک مدت کے بعد بظاہر وہ اس دنیا میں نہیں ہوتے اور اس جہان سے منہ موڑ لیتے ہیں ۔

فرد : جب ہم اس جہان سے اٹھ گئے تو ہماری ہستی کا نقش دنیا والوں کے دلوں پر بیٹھ گیا ۔

نالہ ۱۹۵ : بزم عالم عجیب جگہ ہے جسے عبرت کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے اور زبان سے کچھ نہیں کہنا چاہیے ۔ دنیا ایک فتنہ بپا کرنے والی بوڑھی عورت کی طرح ہوتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس سے دور رہنا چاہیے ۔ اگر باطن کی صفائی درکار ہے تو بحث مباحثے میں نہیں پڑنا چاہیے ۔ اگر اطمینان قلبی کی ضرورت ہے تو دیدار حق کے سوا کسی چیز کی طرف نظر نہ اٹھا ۔ ہوشیار رہ اور ہرگز غفلت کی زندگی نہ گزار !

فرد : دنیا ایک آئینہ خانہ ہے اور اس محفل میں چپ رہنا ہی بہتر ہے ۔

نالہ ۱۹۶ : اگرچہ دنیاوی لذتیں ہیچ ہوتی ہیں لیکن ظاہر بیں آنکھیں ان کی چمک دمک کو دیکھ کر چندھیا جاتی ہیں جس کی وجہ

سے وہ ان کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں - اگرچہ ہوا و ہوس والوں کے معاملات بڑے فریب دہ ہوتے ہیں لیکن غافلوں کو انھی میں کامیابیوں کا دھوکا ہوتا ہے - اس لیے بغیر سوچے سمجھے ان کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں - اس لیے عبرت اور سوچ کی آنکھیں کھولنی چاہیئیں اور جو کچھ سامنے آئے ، بغیر سوچے سمجھے اس کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔کیونکہ یہ دنیا عالمِ خواب کی مانند ہے اور جو کچھ اس میں نظر آ رہا ہے سراب سے زیادہ کچھ نہیں -

بیت : دنیا سراب کی طرح دکھائی دیتی ہے - دراصل وہ خاک ہے جو پانی نظر آتا ہے ''فاعتبروا یا اولی الابصار'' (اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو) -

نالہ ۱۹۷ : دولت مندوں کو چاہیے کہ ہر وقت اپنے دل کی اسی طرح حفاظت کریں جیسے وہ اپنے دوسرے کاموں کی نگرانی کرتے ہیں - غفلت کے سبب ان کے دل سخت نہیں ہونے چاہئیں - انھیں غریبوں کے حال سے بے اعتنائی نہیں برتنی چاہیے - کیونکہ اکثر دولت مند ایسے ہی ہوتے ہیں - دنیا داری کی شامت کی وجہ سے عجز و انکساری کو چھوڑ بیٹھتے ہیں - وغرتھم الحیوۃ الدنیا (دنیاوی زندگی کی آسائشیں انھیں مغرور بنا دیتی ہیں) -

بیت : جو شخص بھی دولت مند بن جاتا ہے وہ سخت دل بن جاتا ہے جس طرح قطرہ ، قیمتی گوہر بن کر سنگ دل ہو جاتا ہے -

نالہ ۱۹۸ : سفید بال موت کا پیغام لاتے ہیں - اور کبڑا پن جانے کا سلام کہتا ہے ، اور ادھیڑ عمر کا اہل کار پروانۂ راہداری دیتا ہے - بڑھاپے کا دہقان جسم کی زمین میں کمزوری کا بیج بوتا ہے اور جوانی ان سب مقامات سے پیچھے رہ جاتی ہے - اور ایسے وقت میں زندگی خود ساتھ چھوڑ جاتی ہے - اس لیے دنیاوی تفکرات کو چاہیے کہ ایسی حالت میں دل کے گھر کو خالی کر دیں اور موت کی یاد لمبی لمبی امیدوں کی رسیوں کو توڑ ڈالے - کیونکہ پیرانہ سالی بھی عجیب فارغ البالی کا وقت ہوتا ہے - اور اگر خدا فضل کرے تو حرص و ہوا سے نجات دلائے اور

اپنے فضل و کرم سے تسکین و اطمینان کے مقام تک پہنچائے ۔

بیت : بڑھاپے کا وقت آن پہنچا اور دنیا کا غم جاتا رہا اور لمبی لمبی آمیدیں لگانے کے لیے حرص و ہوا کا کوئی بہانہ نہیں ملتا ۔

نالہ ۱۹۹ : میرے نالے جو سراسر درد کا بیان ہوتے ہیں دردمندوں کے دلوں کو پگھلا دیتے ہیں بلکہ ان سے خود درد برسنے لگتا ہے ۔ اس لیے کہ مجھ سوختہ دل کے پاس شمع کی مانند سوائے سوز و گداز کے اور رکھا ہی کیا ہے ؟ اور میری بات قلم کی طرح پہلے مجھے رلاتی ہے اور پھر دوسروں کو ۔

فرد : میری زبان پر اس قدر درد کی باتیں آتی ہیں کہ قلم کی طرح میری ہر بات رلانے والی ہوتی ہے ۔

نالہ ۲۰۰ : بلند ہمت روشن ضمیر لوگ دوسروں کی غم خواری کرتے ہیں اور اپنی ہی معاش کے فکر میں ہی نہیں لگے رہتے ۔ شریف النفس لوگ سب کے ساتھ محبت سے پیش آتے ہیں اور خود غرضی کی راہ پر نہیں چلتے ۔ مخلوق خدا کی خیر خواہی ان کا کام ہوتا ہے اور ہر ایک کے لیے دعائے خیر کرنا ان کا شعار ۔ اگرچہ ہمیشہ وہ اپنے دل میں تسلیم و رضا کی شمع جلاتے ہیں لیکن اس شمع کی روشنی سے دوست احباب ہی فیض یاب ہوتے ہیں ۔

فرد : شمع کی طرح دوستوں کی خاطر آگ میں جلتا ہوں اور میرا پر خلوص دل مخلوق خدا کے لیے کڑھتا رہتا ہے ۔

نالہ ۲۰۱ : زندہ دل عارفوں کا کلام بھی زندہ رہتا ہے اور اس قسم کے لوگوں کے ساتھ گزرا ہوا وقت بھی ہمیشہ یاد رہتا ہے ۔ ان لوگوں کی تصانیف بھی ہمیشہ زندہ رہتی ہیں کیونکہ ان کا بیان کلام الٰہی کا ترجمان ہوتا ، ہے اور ان کی انگلیوں کے پورے خدائی قلم کی زبان ہوتے ہیں ۔ ان کی تحریر گویا غیبی زبان کی تقریر ہوتی ہے ۔ ان کی تحریروں کی خداوند قدوس خود مدد فرماتے ہیں اور ان کی آستینوں سے قدرت کا ہاتھ باہر آتا ہے ۔

فرد : اے درد ! عرفانی مطالب کو احاطۂ تحریر میں لانے کی ہمیں اس حد تک قدرت حاصل ہے کہ قلم کی طرح ہماری آستین سے بھی زبان باہر آتی ہے -

نالہ ۲۰۲ : فقراء کو جو ''باب اللہ'' کہتے ہیں شاید اس لیے ہو کہ ان کے بے کینہ سینوں سے آئینے کی طرح تجلی حق کا ظہور ہوتا ہے ، اور ان کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی خدا رسیدہ بنتا ہے - یا اس وجہ سے انھیں ''باب اللہ'' کہتے ہوں گے کہ اس گروہ کے بعض کامل لوگ خدا پر توکل اور دنیا کو یکسر ترک کر دینے کی وجہ سے یا استغنا کے سبب خدا کا دروازہ چھوڑ کر کسی امیر اور سلطان کے دروازے پر نہیں جاتے - اور ''کیسا بدنصیب ہے وہ فقیر جو کسی امیر کے دروازے پر جائے'' کے مصداق نہیں ہوتے ، اور اگرچہ ان کو بھی دنیاوی ضرورتیں پیش آتی ہیں لیکن وہ ہرگز کسی کے دروازے پر نہیں جاتے اور خدا کا دروازہ نہیں چھوڑتے - اور اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے -

فرد : جب میں نے ''خواجہ میر درد'' کو تمھارے دروازے پر دیکھا تو ایسے لگا جیسے وہ اسی دروازے کے دربان ہوں - اور سب توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے -

نالہ ۲۰۳ : دغاباز آسمان نے پرکار کے دائرے کی طرح ایک وسیع فضا کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور دوسری طرف فتنہ انگیزی کا علم بلند کر رکھا ہے اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ میں روڑے اٹکا رکھے ، ہیں اور حضرت انسان (خدا تعالیٰ اس پر رحم کرے) کو طرح طرح کی پریشانیوں میں ڈال رکھا ہے - غرض یہ مقدس پرندہ کسی راہ سے بھی اپنے اصل ٹھکانے تک نہیں پہنچ سکتا- اس کا اصلی ٹھکانا قربت الٰہی ہے - بس صرف ایک ہی راہ اس کے لیے کھلی ہے اور وہ باطنی اور قلبی سلک و سلوک کی راہ ہے - اگر خداوند تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور سلوک کی راہیں اس پر کھول کر کسی صاحب دل کی صحبت نصیب فرما دے تو اس راستے سے وہ اپنی بارگاہ تک پہنچا سکتا ہے -

فرد : اس کمینے آسمان نے ہر طرف سے راستے بند کر رکھے ہیں ۔ اس لیے اے خدا ! تو مجھ پر میرے دل کو کھول کر اپنی بارگاہ کے دروازے کھول دے ۔

نالہ ۲۰۴ : حد سے زیادہ دور اندیشی بھی دیوانگی کے نزدیک پہنچا دیتی ہے ۔ اور لمبی لمبی امیدیں بے عقلی کی بنا پر کی جاتی ہیں ، وگرنہ اللہ کے ولی تو ہر حال میں خوش رہتے ہیں اور دنیاوی مال و متاع کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے ۔ پس ان دنیاوی پریشانیوں سے اگر نجات درکار ہے تو جتنی جلد ہو سکے اس قسم کے اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو ۔ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ، ہو سکتا ہے وہ تمہیں انھی کے طفیل حرص و ہوا کے جال سے نکال کر دلی اطمینان نصیب فرما دے ۔

فرد : اللہ والوں کے نزدیک گھڑی بھر کے لیے ذوق و شوق سے بیٹھو کیونکہ تمھارے کام میں یہ ساری مشکلات اسی دور اندیش عقل کی وجہ سے پڑی ہوتی ہیں ۔

نالہ ۲۰۵ : اگرچہ "خواجہ میر درد" ایک شہرۂ آفاق نام ہے لیکن میں نے اس کے معنی کو کبھی نہ پایا اور کبھی اس کی طرف ایک قدم چل کے نہ گیا ۔ سب لوگ مجھے جانتے ہیں لیکن میں اپنے آپ کو نہیں پہچانتا اور مجھے اپنے آپ کی معرفت نہیں آتی باوجود اس کے کہ میں سب کو سمجھاتا ہوں ۔

وہ علم جو کبھی کبھی مجھے حاصل ہو جاتا ہے اس کا انجام جہالت ہوتا ہے ۔ اور وہ بات جو مجھے ہمیشہ مشکل نظر آتی ہے دوسرے کے لیے آسان ہوتی ہے ۔ فکر کرنی چاہیے کہ اس صورت حال کا انجام کیا ہوگا اور مرتے وقت کیا پیش آئے گا ۔

فرد : وہ معاملہ جو مجھے درپیش ہے اس کو سوچ کر میں آئینے کی طرح ہمہ تن حیرانی میں غرق ہو جاتا ہوں ۔ اللہ ہدایت کرنے والا ہے اور اسی پر مجھے اعتقاد ہے ۔

نالہ ۲۰۶ : صاحب نظر اور حقیقت بیں حضرات کے لیے اس دنیا میں صورتوں کی کثرت مشاہدہ وخلت کے وقت کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتی، اور ان صورتوں کے پردے نورِ مطلق کو ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں کرتے ۔ اور اگر بالفرض بشری آلائشوں کے تقاضوں کی وجہ سے اس دنیا کی کسی چیز کا وجود شہودِ حق کے درمیان حائل بھی ہو جاتا ہے تو وہ ایک بہت باریک اور نازک پودے کی مانند ہوتا ہے جو مشاہدے میں بالکل مانع نہیں ہوتا ۔ بلکہ اس پردے کی وجہ سے مشاہدے کا لطف دو چند ہو جاتا ہے ۔

فرد : عالم صغریٰ نورِ معنی کے لیے پردہ نہیں بنتا ۔ پردہ اگر ہوتا بھی ہے تو وہ گویا فانوس کے پردے کی مانند نازک اور لطیف ہوتا ہے۔

نالہ ۲۰۷ : انسانی معاشرے کی حقیقت تمام آسمانی موجودات کی حقیقت کی ضامن ہوتی ہے اور اجتماعی اجمالات میں تمام انفرادی تفصیلات شامل ہوتی ہیں ۔ پس انسانی صورت کا یہ آئینہ ، جو سارے ارضی و سماوی ظہورات کا مظہر ہے ، تمام بسیط اور مرکب اشیاء کا ایک عجیب مجموعہ ہے ۔ سبحان اللہ ! کہ قدرت کے قلم نے یہ ایک انوکھا اور مختصر متن تحریر کیا ہے جسے تمام عالم کی مختصر شرح سمجھا جا سکتا ہے ۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان عالم صغیر ہے اور عالم انسان کبیر ۔

فرد : میرے اجمال کو سمجھنے میں اگر تامل بہ روئے کار آئے تو تفصیل کا ہاتھ میری جیب سے ید بیضا کیسے نکالے گا ، یعنی معجزات کا ظہور میں آنا بھی یقین پر مبنی ہوتا ہے ۔

نالہ ۲۰۸ : دنیاوی زندگی کی یہ دوڑ ، جو ہر لمحہ جاری ہے ، اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا آخری دیدار ، جس کا عاشقوں اور صادقوں سے وعدہ دیا گیا ہے ، ہر آن قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے ۔ اور اس فانی زندگی کا ہر لحظہ آگے بڑھنا بھی دراصل اس جہان کے ہر دم قریب آنے کی خبر دیتا ہے جو مومنوں کے نزدیک یقینی بات ہے ۔ اس لیے ہر دم سانس لینے اور چھوڑنے کو قدرت کی طرف سے کشش سمجھو کہ ہر دم تجھے اپنی طرف کھینچتی ہے ۔ ایک

ایک سانس لینا بھی دراصل موت کے پیغام کو مجھ سے نزدیک کرتا ہے ۔ میں جو ایک پیغام پہنچانے والا ہوں ہر لحظہ مخلوق کو خدا کی طرف بلاتا ہوں ۔ آج یا کل میرا گھوڑا اس جہان سے جست لگا کر دوسری دنیا میں چلا جائے گا ، اور زیادہ دیر یہاں نہیں رہوں گا ، اور موت کا یہ یاد رکھنا اس گنہگار کو ہر روز بے اختیار اس عالم کی طرف کھینچتا ہے ، اور میں کسی وقت بھی اس سے بے خبر نہیں ہوں ۔ ہو سکتا ہے کہ وقت نزدیک پہنچ چکا ہو ۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے خاتمہ بالخیر کرے !

فرد : ہر لحظہ اپنی ہستی کو بھلا دینا بے سبب نہیں ہے ۔ شاید کسی کی محبت مجھے مخفی طور پر اپنی طرف کھینچ رہی ہے ۔

نالہ ۲۰۹ : گناہ اور برائیاں فطری طور پر آدمی کو پستی کی طرف کھینچ لے جاتی ہیں اور کچھ عرصے کے لیے ان برائیوں میں پڑے رہنا آدمی کو پست ترین مخلوق بنا دیتا ہے ، جب کہ نیکیوں کی خصوصیت ہے کہ وہ انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتی ہیں اور ان نیکیوں کا اہتمام انسان کو بلند ترین مقامات پر فائز کر دیتا ہے ۔ بس جہاں تک ہو سکے فرائض کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیے اور ممنوعات سے اپنے دامن کو آلودہ نہیں کرنا چاہیے ۔ اچھے کلمات آدمی کو اونچائی کی طرف لے جاتے ہیں ، لیکن اچھے اعمال اسے اور اونچا اٹھا دیتے ہیں ۔

فرد : آلودہ دامن ہونا مجھے اونچا نہیں جانے دیتا ۔ جس طرح مٹی غبار کی مانند اونچا نہیں اڑ سکتی ۔

نالہ ۲۱۰ : قناعت کرنے والوں کو فقر کا لباس اور دنیا سے کنارہ کش لوگوں کو توکل کا لباس زیب دیتا ہے ۔ ہوا و ہوس میں گرفتار لوگ فاخرہ لباس پہنتے ہیں ۔ جب کہ جوانمرد لوگ تلوار کی طرح اپنی آبرو ننگ دھڑنگ رہنے میں سمجھتے ہیں ۔ ہر پست فطرت کو مرہانی کی خلعت نہیں پہنائی جاتی اور کوئی بھی کمینہ آدمی نفسیاتی خواہشات سے آزاد نہیں ہوتا ۔ ننگے جسم ہونے کا لباس فاخرہ دراصل ان بلند ہمت لوگوں کے زیب تن کیا جاتا ہے جو مال و اسباب دنیا کو ترک کر دیتے ہیں ان کی مثال سوئی کی سی ہوتی ہے جو دنیاوی آلائشوں کے ہر پردے

کو چاک کرکے باہر نکل جاتی ہے ۔ ان لوگوں کو بھی خواہ دنیاوی آلائشوں کے کیسے کیسے لباس پہنا دیے جائیں ، وہ ان سے فوراً آزاد ہو جاتے ہیں ۔

فرد : سوئی کی طرح عریاں تنی کا جامہ بھی اسے زیب دیتا ہے جو دنیاوی پیراہن کے آستین کو بلا تردد جھاڑ دے ۔

نالہ ۲۱۱ : مقام توحید کا تعلق دیکھنے سے ہے نہ کہ کہنے سننے سے ۔ خاموشی سے توحید پرستوں کی مجلس کی رونق بڑھتی ہے اور من و تو کی بحث وحدت کی خلوت گاہ میں لاینی ہوتی ہے ۔ صحبت کا لطف اتحاد اور یک دلی میں ہے ۔ دو دلی اور نفاق منافقوں کا کام ہے ۔

فرد : توحید کا بیان بڑا لطیف ہوتا ہے ۔ اس لیے اس سے میں اور تو کی بحث بھی پڑ جاتی ہے ۔

نالہ ۲۱۲ : محبوب حقیقی کی محبت میں جلنے والوں کو دل کا گداز سراپا شراب بنا دیتا ہے اور نور الٰہی سے منور دل لوگوں کو سوز سینہ شمع کی مانند ہمیشہ رلاتا رہتا ہے ۔

بیت : سوختہ جانی نے مجھے آب توحید میں غرق کر رکھا ہے ۔ اسی لیے میں شمع کی طرح جلتے ہوئے آنسو بہاتا ہوں ۔

نالہ ۲۱۳ : انسانوں کا معمولی علم ذات خداوندی کو سمجھنے سے قاصر ہے ۔ اور انسان کی ناقص عقل میں یہ قدرت کہاں کہ خدا تعالیٰ کے پاک ناموں اور اس کی صفات کے بھیدوں کو سمجھ سکے ۔ اور جیسا کہ حق ہے ، اس کی معرفت حاصل کر سکے ۔ ہر شخص اپنی عقل و استعداد کے مطابق اس کا تصور کرتا ہے اور اپنے دل کو مطمئن کر لیتا ہے ۔ حالانکہ وہ پاک ذات انسانی تصورات سے کہیں بالاتر ہے ۔

فرد : اے درد ! کہاں میں اور کہاں اس کے وصال کا ہما ۔ میں نے تو شاید عنقا کو خیالی جال ہی میں گرفتار کر رکھا ہے ۔

نالہ ۲۱۴ : تیرا کام خود شکنی سے ٹھیک ہوگا اور خدا تک پہنچنے کی راہ اس وقت ملے گی جب تو اپنے آپ سے پیچھا چھڑا لے گا ۔

اگر خدا تک پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہو تو خودی کو کبھی درمیان میں نہ لاؤ اور اپنے نفس کو مارنے کی کوشش کرتے رہو ، اور ہوا و ہوس کے دھارے میں نہ بہہ جاؤ - اپنی سرکشی کی سیاہی کو اپنے دل کے آئینے سے صاف کرو تاکہ تجلیات الٰہی کا نور نظر آ سکے - فنا فی اللہ ہو تا کہ بقاباللہ حاصل ہو !

فرد : اگر تو چاہتا ہے کہ اس کا نور تیرے چہرے کا غازہ بنے تو صبح کی مانند اپنی ہستی کے رنگ کو لوح دل سے یکسر مٹا دے -

نالہ ۲۱۵ : اگرچہ سالک اپنے خیال میں کائنات سے اونچا اڑتا ہے لیکن پھر بھی کون و مکان کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا - کیونکہ ممکن کبھی واجب نہیں ہو سکتا اور بندہ کبھی بندگی کے دائرے سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا - اسماء و صفات الٰہی کی نیرنگیوں میں سیر کرتے رہنا ہماری قسمت میں لکھا ہے اور وراء الوراء یعنی ذات الٰہی کو کماحقہ سمجھنا ہمارے بس میں نہیں -

فرد : خواہ میں دونوں جہان سے باہر ہی کیوں نہ قدم رکھ لوں - لیکن پھر بھی اپنی اسی دنیا میں مقید رہوں گا جس کے لیے مجھے پیدا کیا گیا ہے -

نالہ ۲۱۶ : یہ میٹھی میٹھی باتیں جو ہم لکھتے ہیں ایک طرح کا خوان نعمت ہے جو ہم اہل ذوق کے لیے لگاتے ہیں اور وہ نالے جو ہمارے غمگین قلم کی آواز سے پیدا ہوتے ہیں ، ایسے دلکش نغمے ہیں جو ہم اہل شوق کے لیے گاتے ہیں کہ کوئی طالب کامیاب ہو اور اس کے دل پر حالات منکشف ہوں - ہمارا یہ رونا دوسروں کی راہنمائی کے لیے ہے ، اور ہمارا ہر نا رسا نالہ دوسروں کی رسائی کا باعث ہوگا -

فرد : ہو سکتا ہے کوئی گمراہ راستہ پا لے اور ہماری یہ آواز جرس شاید دوسروں کی خاطر نالہ و فریاد کر رہی ہو -

نالہ ۲۱۷ : ہائے مصیبت کہ نفس کے پوری طرح فنا ہو جانے کے باوجود ہم ہوا و ہوس انسانی سے ازاد نہ ہو سکے - اس لیے کہ

بشریت کا لباس پہنے ہوئے ہیں ۔ اگرچہ دل سے سارے دنیاوی خطرات نکل گئے ہیں لیکن ہم اپنے خطرے سے آزاد نہ ہو سکے اور خاتمہ بالخیر ہونے کی آرزو میں پھر بھی گرفتار ہیں ۔ سبحان اللہ ! اگرچہ اپنی خودی کو ہم نے دل سے نکال دیا لیکن دل کا رونا پھر بھی نہ گیا ۔

فرد : اگرچہ میں بانسری کی طرح اندر سے خالی ہوں لیکن پھر بھی نالہؑ و زاری کی خلش دل میں باقی ہے ۔

نالہ ۲۱۸ : جب حواس ظاہری دنیاوی اشیاء کی طرف توجہ کرنے کے قابل نہیں رہتے اور اس دنیا سے غفلت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ، تو عالم اخروی کے دروازے دل پر کھلنے لگتے ہیں ۔ اس عالم کا زمان و مکان بالکل مختلف ہے اگرچہ وہ اس عالم کے زمان و مکان کی طرح نظر آتا ہے ۔ اس عالم کے زمین و آسمان دوسرے ہیں اور اس کے ماہ و سال بھی اس سے الگ ۔

فرد : اے درد ! ہمارے زمانے کے میدان کی وسعت ماہ و سال کی قیود سے آزاد ہے ۔

نالہ ۲۱۹ : انسانوں کے حالات کا تباہ ہونا خدا تعالٰی کے حسن کے جلوؤں کا زیادہ ہونے کا باعث بنتا ہے اور گنہگار انسانوں کی تاریکی خدا تعالٰی کی بخشش کے انوار کو زیادہ کرنے کا سبب بنتی ہے ۔ اگر ہم روسیاہوں کے گناہ نہ ہوتے تو اس کی طرف سے بخشش کی تجلی کس طرح رونما ہوتی ؟

بیت : اس کا حسن ہماری تباہ حالی سے زیادہ ہوا ہے اور اس کی آنکھ میں ہماری سیاہ بختی کا سرمہ لگا ہے ۔

نالہ ۲۲۰ : ذات خداوندی کو صحیح صحیح پانا انسانی عقل سے باہر ہے ۔ لیکن صاف ذہنوں والے ایمان دار لوگوں کی روح اس مرتبے سے سمجھے بھی نہیں رہتی اور اس کو سمجھنے کے ارادے میں بے اختیار ہے ۔ خواہ اسے ممکنات ہی میں سے کیوں نہ جانیں ۔ اور حق تعالٰی کی ذات کا اسماء و صفات کے واسطے کے بغیر وصال اگرچہ انسان کے بس کی بات

نہیں ۔ لیکن صاف باطن اور محکم یقین والوں کے محبت بھرے دل اس ذات کے مشاہدے سے محروم بھی نہیں رہتے، اور چارو نا چار اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں ۔ خواہ اسے پا سکیں یا نہ پا سکیں ۔

فرد : دل اس کو پانے کے ارادے سے دست بردار نہیں ہوتا خواہ اس میں طاقت ہو یا نہ ہو ۔

نالہ ۲۲۱ : افسوس کہ دیدار کے بہت سے طالب راہ طلب میں نقش پا کی طرح پڑے رہ گئے اور منزل مقصود تک نہ پہنچے ۔ اور جب انھوں نے حیرانی کی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو پامال پایا اور رفتہ رفتہ اُن کے ارادے اس قدر کمزور پڑے کہ گویا نہ تھے ۔ وہ لوگ دور اور مجبور رہے اور جمال حقیقت کا مشاہدہ نہ کر سکے ۔

فرد : بہت سی آنکھیں جو زمین پر ہی جمی رہیں ، نقش پا کی طرح اس کا نظارہ نہ کر سکیں ۔

نالہ ۲۲۲ : اگرچہ کسی کو دائمی حضوری اور مشاہدہ حاصل ہو لیکن پھر صبح شام مراقبہ کرنا بہت ضروری ہے تاکہ بزرگوں کے معمول کے مطابق طریقت کا فیض جاری ہو ۔ اور ہدایت کا دروازہ بند نہ ہو اور اوقات محفوظ و منتظم رہیں ۔ یا رب ! میں اگرچہ تیری بارگاہ میں ہمیشہ حاضر رہتا ہوں ، لیکن ظاہری سلام بھی ضروری ہے ۔

فرد : تیرے دیدار کی کتاب خواہ ساری ازبر ہی کیوں نہ ہو جائے پھر بھی اسے ہر روز ایک نظر دیکھنا ضروری ہوتا ہے ۔

نالہ ۲۲۳ : میری ناقص تخلیق دنیا کے لیے ایک عجیب تحفہ ثابت ہوئی ہے ۔ خداوند ! میرے دماغ میں کیا جنون سمایا ہے کہ نہ بادشاہی کو ہی میری نظروں میں کوئی وقعت حاصل ہے اور نہ درویشی کو ۔

فرد : میں کسی چیز کے لیے بھی اپنا سر نہیں جھکاتا خواہ وہ بادشاہی کا تاج ہو یا کلاہ درویش ۔

نالہ ۲۲۴ : دنیا کا عشق مجازی ہے پھر بھی جان گھلا دیتا ہے ۔ اس کا علاج یہ ہے کہ محبوب کی صحبت سے احتراز کرے ۔ اس کی

ملاقات کو اور دید کو مطلقاً ترک کر دینا چاہیے ۔ اس کام کے نقصانات اور عشق کی ان خام خیالیوں سے نجات پاکر دلی تسکین کے تصور کو ہمیشہ دل میں لاتا رہے ۔ اس کے علاوہ محبوب کی بے وفائی ، کج فہمی اور زود رنجی کو بھی نگاہ میں لائے ۔ اور ہر گھڑی ملتے رہنے سے اس مرض کی شدت اور بڑھتی ہے اور آخرکار مار دیتی ہے ۔ محبت والوں کو شاید میری یہ بات گراں گزرے اور وہ مجھے سخت دل اور بیدرد کہنے لگیں ۔ لیکن میں یہ بات سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں ۔ اس لیے کہ داناؤں کے مطابق طبیب کے پاس جانے کی بجائے رنجیدہ آدمی کے پاس جانا زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے ۔ اور اللہ ہی ہے جو دنوں کو پلٹنے والا ہے ۔

فرد : اے درد ! جہاں تک ہو سکے پرہیز کرو کیونکہ عشق کے مرض کی صرف یہی دوا ہے ۔

نالہ ۲۲۵ : درویش ، جو خدا کے محبوب ہوتے ہیں ، ان کی حالت معشوق کی زلف کی طرح ہوتی ہے ۔ زلف جس قدر پریشان ہوگی اسی قدر خوش نما ہوگی ۔ درویشوں کی پریشان حالی بھی ان کے جال میں اضافے کا باعث ہوتی ہے ۔ جمعیتِ خاطر کو ہر وقت نظر میں رکھنا چاہیے اور فقیرانہ مسلک کو نہیں چھوڑنا چاہیے ۔

فرد : محبوب کی زلف کی طرح میری زینت بھی فقیر کے لباس میں ہے اور پریشانی میں مجھے لطف حاصل ہوتا ہے ۔

نالہ ۲۲۶ : دنیا غم و اندوہ کی جگہ ہے نہ کہ خوشی و مسرت کی ۔ عبرت کی آنکھ کھولنی چاہیے اور ہر وقت غفلت سے بچنا چاہیے ۔ اور "کثرت سے گریہ و زاری کرتے رہو ۔" کے مطابق روتے رہنا چاہیے، اور اور اپنی پریشان حالی پر نگاہ ڈالنی چاہیے، کہ حالات کے کیسے موج در موج اور طوفانی دریا میں پڑے ہیں ۔ عنانِ اختیار ہمارے ہاتھ میں نہیں اور جو کچھ دوسروں کو پیش آئے گا ناچار ہم بھی اسی کو برداشت کریں گے ۔ غرض ہمارے اس وجود کا مقصد کھانا ، سونا وغیرہ ہی ہے اور اس حالت میں چند گنے چنے سانس لے کے مر جانا ۔

فرد : ہم اس جہاں میں شمع کی مانند غم دیکھنے کے لیے آئے ہیں ۔ آنکھ کھول کر دیکھنا چاہیے اور زار زار رونا چاہیے ۔

نالہ ۲۲۷ : الٰہی ! ہر آدمی جو اپنے نفس اور فطرت کے ہاتھوں مجبور ہے شاید تو نے اپنی قدرت کی امانت کو نفس ہی میں چھپا رکھا ہے ، اور ہر شخص جو اپنی خودی میں اس طرح گرفتا رہے اس لیے کہ تو نے اپنی محبت کا جال ہر جگہ بچھا رکھا ہے ۔

فرد : کوئی شکار بھی تجھ سے کسی وقت چھپ نہیں سکتا کیونکہ تیری جال بچھانے والی آنکھ ہر آنکھ میں چھپی ہے ۔

نالہ ۲۲۸ : خداوندا ! ہم جو اطمینان سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں اور توکل کی مدد سے حرص و لالچ سے قطع تعلق کر رکھا ہے ، اور دنیا والوں کی طرف کوئی رغبت نہیں کرتے ، اس امید پر کہ تو کبھی فقیر خانے میں تشریف لائے اور ہمیں اپنے لطف و کرم کے دروازے سے دھتکار نہ دے ۔

فرد : تو ہمارے گھر آیا ہے یہ دیکھنے کے لیے کہ شاید ان کا سر ہماری دہلیز پر ہوگا ۔

نالہ ۲۲۹ : ہائے افسوس ! ہمارا نیم بسمل دل صحرائے محبت میں اس طرح ہم سے گم ہوا کہ کسی نے اس کے پاؤں کی آہٹ تک نہ سنی اور ہمارا فتور بھرا دل اس کی جدائی کے صدمے سے اس طرح ٹوٹا کہ اس کے ٹوٹنے کی آواز کسی کان تک نہ پہنچی ۔ اور اللہ دلوں کی باتوں کا جاننے والا ہے ۔

شعر : دل اس طرح ہم سے جدا ہوا کہ اس کے جانے سے پاؤں کی آہٹ بھی نہ ہوئی ۔ اور بہت سے ایسے دل ہوتے ہیں کہ ٹوٹتے وقت ان سے کوئی آواز نہیں نکلتی ۔

نالہ ۲۳۰ : دنیا کا یہ ویرانہ عجیب نامرادی کی وادی ہے کہ بہت سے نامور اور ذی شان لوگ اس بیابان میں ایسے گم ہوئے کہ ہرگز ان کا نام و نشان نہ ملا ۔ اور اس جہانِ فانی کی اجڑی سرائے اس قدر

غیر محفوظ جگہ ہے کہ بہت سے کامیاب اور تختوں پر بیٹھنے والے اس طرح چھپکے سے یہاں سے چلے گئے کہ ان کا کہیں پتہ نہ چلا ۔ پس میرا تیرا ہونا نہ ہونا حشرات الارض کی طرح کوئی حقیقت نہیں رکھتا ۔ اور ہم کس شمار و قطار میں ہیں ، جب اُمتوں والے انبیاء علیہم السلام اور کئی کئی ملکوں کے مالک بادشاہ آخرکار اس جہان سے رخصت ہوگئے اور ان کے دنیا میں صرف قصے ہی باقی رہ گئے ۔ تو پھر کسی دوسرے کی کیا مجال کہ شہرت کا خیال بھی دل میں لا سکے اور اپنے نام کو باقی رکھنے کی سعی لاحاصل کرے ۔ "آج کس کی بادشاہی ہے اسی خدا کی جو واحد اور قہار ہے" ۔

فرد : اگرچہ دنیا کی یہ وادی نظروں سے اوجھل ہو جانے والوں کی قبروں سے بھری پڑی ہے یہاں سے بہت سے قافلے گئے لیکن کہیں بھی کوئی گرد و غبار نہ اٹھا ۔

نالہ ۲۳۱ : عالم لوگ دنیا کی جزوی فنا اور بقا کو دیکھتے ہیں ، اور جو کچھ ان کے سامنے موجود اور معلوم ہوا ہو ، اس سے خوش اور غمگین ہوتے ہیں جب کہ خواص اور اولیاء اللہ ان سب چیزوں کے انجام کو دیکھتے ہیں اور ان سب کو فانی جانتے ہیں اور دنیا کے ہونے نہ ہونے کی طرف توجہ نہیں دیتے ۔ اور خاص الخاص لوگ دنیا کے سارے کاروبار کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسی کے حوالے کر دیتے ہیں ، اور اپنے آپ کو درمیان میں نہ سمجھتے ہوئے اپنے وجود و عدم کو یکساں سمجھتے ہوئے ، اور جو کچھ اللہ کی طرف سے ظہور پذیر ہوتا ہے ، اس میں اپنے آپ کو بے اختیار سمجھتے ہیں اور ہر چیز کی فنا اور بقا کو خدا سے منسوب کرتے ہیں ، باوجود اس کے کہ صبح و شام کام میں لگے رہتے ہیں اپنے آپ کو ہیچ سمجھتے ہیں ۔

فرد : عبرت کی آنکھ کھول اور دیکھ کہ جو چیز آئینے میں جلوہ ڈال رہی ہے ، اس کا عکس خیالی ہی سہی ، مگر ایک دوسری صورت ہوتی ہے ۔

نالہ ۲۳۲ : جان کی بازی لگا دینا بھی اپنے ساتھ ایک نیک انجام رکھتا ہے ، اور کسی جان دار کا مر جانا ایک دوسری جان کے پیدا ہونے

کی خبر دینا ہے۔ جب تک تو اپنے آپ کو خالی نہیں کرے گا اس وقت تک تو محبوب کی محبت سے کیسے بھرے گا اور جب تک دل کو متواتر محبت جاناں میں نہ لگائے گا جان کنی کو کیسے سمجھے گا۔

فرد : نگینے کی طرح میرا اپنے وجود کو خالی کر جانا بغیر مقصد کے نہیں ہے - میں اپنی جان کو اس لیے پگھلاتا ہوں کہ میرے بعد کوئی دوسرا نام پیدا کرے۔

۲۳۳: اے دنیا کے طالب اور عاقبت کو کھو دینے والے! اور اے شخص جس نے طمع کی گود میں پناہ لے رکھی ہے ! کب تک زندگی کی تھوڑی سی فرصت کو کپڑے روٹی کی طلب میں گنوائے گا اور کب تک آب و دانہ کی تلاش میں اپنے آپ کو ہلاکت کے کنوئیں میں ڈالے گا ؟ روٹی پانی کی تلاش ترک کر اور زاد آخرت کو حاصل کرنے کی فکر کر کہ لمحہ بہ لمحہ فرصت کم ہوتی جا رہی ہے اور موت کا وقت قریب آتا جا رہا ہے -

فرد : فرصت کی گھڑی کو تو ایک گھونٹ پانی کے لیے برباد کر رہا ہے - قبر کا دہانہ تجھے بھول گیا اور تو ہر وقت روٹی کے ٹکڑے کی یاد میں پڑا رہتا ہے -

نالہ ۲۳۴ - اگر تو درد دل چاہتا ہے تو عشق مجازی کو مت تلاش کر کیونکہ سرلسر درد سر ہوتا ہے - اور اس مجاز کو حقیقت کا پل نہ سمجھ کہ وہ مجاز جو حقیقت کا پل بنتا ہے وہ دوسری چیز ہوتا ہے یعنی پیر کی محبت نہ کہ بد معاملہ اور دھوکے بازوں سے الفت -

فرد : دنیاوی محبوبوں کے عشق سے درد سر میں اضافہ ہوا حالانکہ اے درد ! میں کسی درد دل رکھنے والے کا متلاشی تھا - اللہ ہی سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرنے والا ہے -

نالہ ۲۳۵ : اگرچہ " کنت کنزا" کا خزانہ اپنی حقیقت کے ساتھ غیب کے نہاں خانے میں مقفل ہے لیکن "مجھے خواہش ہوئی کہ پہچانا جاؤں" کے بموجب اسماء و صفات کا ظہور ہوا اور میں نے مخلوق کو پیدا کیا" کا دیوان خانہ وجود میں آیا اور ذات باری کی صفات " نہ کسی

آنکھ نے اسے دیکھا" کے مطابق ہمیشہ سے حضرت واجب کی ذات میں مخفی ہیں - لیکن ہر لحظہ "وہ سب چیزوں کو دیکھتا ہے" کے مطابق اس کی جملہ صفات کا ظہور اس عالم کی اشیاء سے ہوتا ہے - غرض اس حسین مطلق کی جلوہ پردازی نے ہر دن کو قیامت کا دن بنا رکھا ہے ، اور چشم بصیرت رکھنے والوں کی آنکھوں میں "جس طرف کو بھی دیکھو گے خدا کو پاؤ گے"—— کا سرمہ لگایا ہے ، اور حضرت حق کے عشق کا شور و غوغا روشن ضمیر اور پاک نفس لوگوں کے سامنے صبح کی طرح اپنے دامن کو چاک کیے ہوئے ہے - اور ہر طرف سے اپنی تجلیات سے مشرف فرمایا ہے ، اور ہر صبح جب وہ اٹھتے ہیں تو اس کی تجلیات کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں -

فرد : تیرے عشق کا شور ہر صبح اپنی چمک دمک کے ساتھ خورشید کی شعاعوں کے مقابل ہوتا ہے -

نالہ ۲۳۶ : الٰہی ! مجھ جیسے گنہگار کو بخشنے میں بھی ایک لطف ہے جو تیری غفاری کے شایان شان ہے - اور مجھ جیسے شرمسار کو رحمت کی آنکھ سے دیکھنا تیرے کرم کو ظاہر کرتا ہے جو تیری ستاری کے لائق ہے - اس لیے مجھ نامہ سیاہ کے اعمال کی طرف نہ دیکھ کیونکہ لغویات کا مجموعہ ہے - اپنی رحمت کے کمال پر نظر فرما جو تیری ذات کے سزاوار ہے اور پھر تو مجھے دید و دانستہ بخشے گا -

شعر : میرے گناہوں سے تیری رحمت اور مشہور ہوگی اور مجھ روسیاہ کا نگینہ تیرے نام کو اور روشن کرے گا -

نالہ ۲۳۷ : اگر تو آزادی چاہتا ہے تو مال و اسباب دنیا میں گرفتار نہ ہو اور اگر تو درویشی کی عزت چاہتا ہے تو دولت مندوں کے دروازے پر مت جا کہ اسباب جمع کرنے سے درویش پریشان دل ہوگا اور ادھر اُدھر دوڑنے سے ذلیل ہوگا - اس لیے جہاں تک ہو سکے دنیا سے قطع تعلق کر اور مال و متاع کا بوجھ سر سے اتار پھینک !

فرد : اے دود ! بے سرو سامان ہونا آزادی کا ضامن ہے ، اور جو کوئی ساز و سامان رکھتا ہے وہ اس کے بوجھ تلے دبا جاتا ہے -

نالہ ۲۳۸ : جب بال سفید ہو جائیں تو خضاب لگانے سے اس سفیدی کا کماحقہ تدارک نہیں ہوتا اور کچھ دنوں کے بعد خضاب کا رنگ بھی اڑ جاتا ہے ۔ جب نظر کمزور ہو جائے تو عینک رکھنے سے نظر تیز نہیں ہوتی اور چند دنوں کے بعد عینک سے بھی دکھائی نہیں دیتا ۔ پس اب جب کہ موت کے آثار ظاہر ہوگئے ہیں ، ہوا و ہوس کی رو سیاہی سے اپنے آپ کو باز رکھو اور اب جب قیامت صغرا کی نشانیاں ظاہر ہوگئی ہیں ، ممنوع چیزوں کو نظر میں نہ لاؤ ۔ اور ہر توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے ۔

فرد : تیرے چہرے پر عینک کی آنکھ جو ہر لحظہ حیرانی کے ساتھ دیکھتی ہے یعنی اے وہ جو تماشا دیکھنے میں محو ہے تو کب تک تماشا دیکھتا رہے گا ۔

نالہ ۲۳۹ : اگر خدا کی طرف سے ہدایت کا نور راہنمائی کی مشعلیں روشن کرتا ہے تو گمراہی کی سیاہی کبھی بھی انسان کے باطن میں راہ نہیں پا سکتی، یعنی ”جسے وہ ہدایت دے اسے کون گمراہ کر سکتا ہے ۔ اور اگر اللہ کی گمراہی کا پردا دل کی آنکھوں پر چھا جائے تو حقیقت بینی کا نور کسی طرح بھی دل تک نہیں پہنچتا ، یعنی ”جسے خدا گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا“ پس سیاہ باطن لوگ اگر اتفاق سے کعبہ بھی جائیں تو اینٹ پتھر کے سوا کچھ نہیں دیکھتے اور روشن ضمیر لوگ اگر اتفاق سے کسی کلیسا کے نزدیک سے بھی گزریں تو عبرت کے پھولوں کے سوا کچھ نہیں چنتے ۔ ہادیٔ حقیقی اپنے پیارے رسول صلعم اور مرشدِ مقبول کے طفیل ہدایت کے دروازے کھولے ہر جگہ اپنی قدرت کے جلوے دکھائے !

فرد : مجھے یقین ہے کہ تو بت خانے میں بھی خدا کے نور کو دیکھے گا اگر اے درد ! تیری بینا آنکھ اس پر پڑے ۔

نالہ ۲۴۰ : دل کا گداز باطن کے چراغ کا تیل ہے کہ یہ چراغ کو روشن رکھتا ہے اور رقت قلب رحمت کی بارش کا باعث بنتی ہے ، اور خدا کی رحمت کو جوش میں لاتی ہے ۔ پس اگر تیرا دل روشن ہے تو

اسے شمع کی طرح پگھلا ، اور اگر تیرے پاس دیکھنے والی آنکھ ہے تو اسے گریہ و زاری کی عادت ڈال ۔

بیت : اپنے آپ کو پگھلانے سے باطن کا نور بڑھتا ہے ۔ اس دنیا میں شمع کی طرح رونے کی عادت ڈالنی چاہیے ۔

نالہ ۲۴۱ ۔ بلند ہمت لوگ جسمانی صحت کے لیے طبیبوں کا احسان نہیں اٹھاتے اور شریف النفس لوگ جسمانی سلامتی کے لیے اپنی جان کو رنج میں نہیں ڈالتے ۔ لیکن اگر طبیب احسان مند ہو کر علاج کرے اور عجز و انکساری سے پیش آئے تو کوئی مضائقہ نہیں ۔ ایسے خدا رسیدہ اشخاص کی معیشت کا انتظام اللہ تعالیٰ بغیر کسی سے سوال کیے فرما دیتے ہیں ۔ عام انسانوں کے لیے جو بات رنج کا باعث ہوتی ہے وہی ان کے امراض کا علاج ۔

فرد : عالی ہمت لوگ عاقبت کے لیے بھی کسی کے احسان مند نہیں ہوتے ۔ ان کے دلوں کے زخموں کے لیے نمک ہی مرہم ہوتا ہے ۔

۲۴۲ : اللہ تعالیٰ کے مقدس فرشتے ، اگرچہ صفائے قلب اور لطافت طبع کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا آئینہ ہیں ، لیکن انھوں نے اپنی تسبیح و تقدیس کو نظر میں رکھتے ہوئے ''ہم تیری تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں'' کے الفاظ سے زبان درازی کی اور خود بینی کا زنگ اپنے دلوں کے آئینوں پر چڑھایا اس لیے منظور نظر نہ بن سکے ۔ اور انسان اگرچہ اپنی ماہیت کے اعتبار سے بشری تقاضوں میں ملوث ہے اور ایک زنگ آلودہ توے سے زیادہ کچھ نہیں ۔ لیکن اپنے عیبوں کے پیش نظر اس نے ''اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا'' کے کلمات اپنی زبان سے نکالے ، اس لیے حسن قبولیت سے نوازا گیا اور دائمی مشاہدے کے مرتبے تک پہنچا ۔

فرد : آئینے کو صاف کرنے والوں (فرشتے) میں چونکہ اپنے جوہر کی چمک دمک بھی تھی اس لیے خدا تعالیٰ کو جلوہ نمائی کے لیے ہمارا زنگ آلود توا ہی پسند آیا ۔

نالہ ۲۴۳ : جس طرح جاہل لوگ یا وہ کوئی کو باعث رسوائی نہیں سمجھتے (اور ان کے بارے میں کوئی بات نہ کی جائے تو بہتر ہے) اسی طرح عالم فاضل لوگوں کو خاموش نہیں رہنا چاہیے کیونکہ ان کی باتوں سے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں ۔ احمق لوگوں کی عزت خاموشی میں ہے اور عارف لوگوں کی عزت کا نور کلام کرنے سے بڑھتا ہے ۔

فرد : شیریں گفتار لوگوں کی عزت بات کرنے میں ہے جب کہ بجھی ہوئی شمع رو سیاہ ہوتی ہے ۔

نالہ ۲۴۴ : وہ دل جن پر میری باتوں کا اثر نہ ہوا پہاڑوں سے زیادہ سخت ہیں کیونکہ نالہ کرنے سے پہاڑ کے اس طرف بھی آواز سنائی دیتی ہے اور یہ سنگ دل لوگ اتنا اثر بھی نہیں لیتے کہ ایک بار روئیں یا ایک قطرہ آنسو بہائیں ۔ لہٰذا پہاڑوں سے بھی بدتر ہیں "پہاڑوں سے نہریں جاری ہوتی ہیں ۔ اور انھی سے چشمے پھوٹتے ہیں" ۔ اگر میں یہ نالے پہاڑوں کے سامنے کرتا تو ہر پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا ، اور ان کے تاثر سے "تو انہیں دیکھتا اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کانپتے ہوئے اور اللہ پاک یہ مثالیں دیتے ہیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ سوچیں"۔ افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے "ان کے کان نہیں سنتے" کی روئی اپنے کانوں میں دے رکھی ہے اور "ان کے دل ہیں کہ مطلق نہیں سوچتے" کے پردے تیری عقل و ہوش کے چہرے پر پڑے ہیں ۔ افسوس کہ تو نے میرے نالوں کو دل کے کانوں سے نہ سنا اور بات کی حقیقت تک نہ پہنچ سکا ۔

بیت : میرے نالوں کا تجھ پر کوئی اثر نہ ہوا اور ساری آہ و زاریاں برباد گئیں ۔

نالہ ۲۴۵ : خدائی حقیقتوں کے عارف جو ہر چیز سے آگاہ ہوتے ہیں سیر و سلوک کی تمام منزلوں کو اپنی ہی ذات میں طے کرتے ہیں اور حق سبحانہ کی تمام تجلیوں کو اپنے ہی دل کے آئینے میں دیکھتے ہیں ۔ کیونکہ اس کی حقیقت دنیا کی تمام حقیقتوں پر حاوی ہے ۔ اور ان حقیقتوں کو اپنے اندر جمع کرنے والا شخص کمالات کا مجموعہ ہوتا ہے ۔ اور اس حد تک بھر توحید میں غرق ہوتا ہے کہ آئینے کی طرح تمام جسم

کو ایک ہی نظر میں دیکھ لیتا ہے ۔ اور انجمن میں رہتے ہوئے خلوت کا معاملہ اس کے ظاہر و باطن سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اور وطن میں رہتے ہوئے مسافر کا نمونہ اس کے طریقے سے ظاہر ہوتا ہے ۔

فرد : میں توحید کے سمندر میں غرق ہوں ۔ میرے احوال کا کیا ، میں نے بھی زندگی کی طرح اپنی ہی ذات میں منزلیں طے کی ہیں ۔

نالہ ۲۴۶ : محبت کے ماروں کو نہ ننگ و ناموس کی کوئی پروا ہوتی ہے نہ بدنامی کا کوئی خلشہ ان کے دل میں ہوتا ہے ۔ کیونکہ ”نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ پریشان ہوں گے“ کا تاج ان کے سر پر رکھا جائے گا ، اور ”جب کوئی جاہل ان سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ سلام کرتے ہیں“ کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دی جائے گی ۔ معترض لوگوں کے اعتراضوں کی انھیں کوئی پروا نہیں ہوتی اور وہ ان چیزوں سے بے پروا ہوکر اپنے دوست کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں ۔

فرد : اے درد ! ہم ہیں اور ہماری رسوائی اس لیے تو ہمارے کاموں میں مداخلت نہ کر ۔

نالہ ۲۴۷ : آدمی جس قدر بھی یہ چاہے کہ دریائے محبت میں غوطہ زن ہوکر محبوب حقیقی کی ذات کی گہرائیوں کا پتہ چلائے اور اس کے جمال کو عیاں دیکھے اور دنیاوی پردوں کو درمیان سے ہٹا دے ، اسی قدر حجاب زیادہ ہوتے جائیں گے ۔ اور اس کی معشوقیت کے ناز کا دریا جوش میں آئے گا ، اور یہ بہت مشکل ہے کہ عاشق کی جستجو سے معشوق کے وصل کا دروازہ کھلے ۔ لیکن یہ اس کا فضل و احسان ہے کہ وہ ہمیں اپنے دیدار سے نوازتا ہے ۔ اگرچہ ہمیں اس کے جلوؤں کے دیکھنے کی تاب نہیں ۔

فرد : ہماری عشق بازیوں نے اسے پردوں میں بٹھا رکھا تھا کہ اس کی معشوقیت کے جلوے ہمارے طرف دار ہوگئے جن کی بدولت ہم نے اس کا دیدار کیا ۔

نالہ ۲۴۸ : دنیاوی آرام و آسائش کی کثرت آخرکار رنج میں ڈال دیتی ہے اور بہت سی حسرتیں آدمی کے دل میں رہ جاتی ہیں ۔ اس کے مقابلے میں یہاں کی تکالیف اور پریشانیوں کا انجام نیک ہوتا ہے ۔ کیونکہ ان کی وجہ سے دل اس دنیا سے اچاٹ ہو جاتا ہے ، اور آخرکار خوشیاں اور فارغ البالی نصیب ہوتی ہے ۔ دولت مندوں کی موت حسرتوں کا پیغام لاتی ہے اور فقراء کی موت راحت و آرام کی پیش خیمہ ہوتی ہے ۔

فرد : دنیاوی آسائشیں آخرکار کیسے کیسے کاری زخم لگاتی ہیں ۔ خدا کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں رنج و بلا میں رکھا ہوا ہے ۔

نالہ ۲۴۹ : یہ تیری خود بینی اور غرور ہے جو تیرے راستے کی رکاوٹ اور تیری آنکھوں کا پردہ بنی ہوئی ہے ۔ اپنی ہستی کو درمیان سے ہٹا دے تاکہ حجابات دور ہوں اور کامیابی کا دروازہ کھلے کہ دنیا سے گزرنا بھی اپنی ہستی سے گزرنا ہے ۔ اور ماسویٰ سے تعلق یہی ما و من میں گرفتاری ہے ۔ اپنے آپ سے گزر تاکہ تو سب سے آگے گزر جائے اور خود پرستی کے جامے کو چاک کر تاکہ تجھے کسی کی پروا نہ ہو ۔

فرد : اپنے آپ کو بھی ٹھوکر ماری جا سکتی ہے ۔ جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ تیرے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوگا ۔

نالہ ۲۵۰ : اپنے دل کے دروازے کو فکرمندی کے ساتھ کھول تاکہ اس گھر کا دروازہ تجھ پر کھل سکے ، اور سینے کے میدان کو ذکر و اذکار کی جھاڑو سے صاف کر تاکہ باطن کی صفائی حاصل ہو ۔ کیونکہ دل کے گرد گھومنا کعبۂ مقصود کے طواف کا باعث بنتا ہے اور ذکر کے بیج سینے کی زمین میں بونا حضور و شہود کے پودے کو اگانے کا باعث بنتا ہے ۔ اس لیے ہمیشہ مراقبے اور مجاہدے سے دل کی حفاظت کر تاکہ تو خدا تعالیٰ کا مصاحب بنے اور ہمیشہ اپنے دل کے گھوڑے کی باگ ڈور مضبوطی سے پکڑ تاکہ تو غفلت کی راہ پر نہ چلے !

فرد : دل کے گرد چکر کاٹ تاکہ آخرکار تو اس تک پہنچ سکے ۔ گھر کا مالک آخر کب تک گھر میں نہ ملے گا ۔

نالہ ۲۵۱ : اگر حقیقت بینی کی آنکھ کھولی جائے تو دنیا بڑی عبرت کا مقام ہے - اور یہ سرا ایک عجیب غم کدہ ہے - اگر ہم ایک دوسرے کی فنا پر غور کریں - کون کون سی ہستیاں اس دنیا سے نہیں گئیں اور کیسے کیسے واقعات یہاں پیش نہیں آئے ؟ اور آج بھی جو لوگ یہاں موجود ہیں ، ان میں سے ہر ایک پا بہ رکاب ہے - جو کچھ اس دنیا میں تھا اور نظر آ رہا ہے ، ایک خواب کی مانند ہے - ذرا عبرت کی آنکھ کھول کر دیکھ کہ آنکھ جھپکنے کی دیر میں تو کہاں اور یہ دنیا کہاں ہوگی ؟ مجھے تو اسی طرح نظر آ رہا ہے تو خدا جانے اسے کیا سمجھے بیٹھا ہے ؟ کیونکہ ہر شخص کا دیکھنا اور سمجھنا جدا ہے اور دلوں کے حال کو جاننے والا صرف خدا تعالیٰ ہے -

فرد : اس محفل میں شمع کی مانند میری عبرت بیں آنکھوں کا نور بڑھ رہا ہے - جب بھی آنکھ کھولتا ہوں مجھے رونا آ جاتا ہے -

نالہ ۲۵۲ : دونوں عالم اسی ایک ذات کے اسماء و صفات کا مظہر ہیں اور دنیا و مافیہا ساری اس کی نشانیوں سے بھری پڑی ہے اس عالم کون و مکاں میں واجب (خدا تعالیٰ) کے نور کے سوا کیا چیز دکھائی دے سکتی ہے - اور وجود کے سوا ، جس کا انجام معدوم ہوتا ہے ، کوئی دوسری چیز کیسے وجود میں آ سکتی ہے؟ یعنی ایسی کوئی چیز وجود میں نہیں آ سکتی جو فانی نہ ہو - دنیا اور عاقبت کے گھر دونوں اس کی جلوہ گاہیں ہیں اور علمِ غیب اور شہود دونوں اس کی بارگاہیں ہیں -

بیت : دونوں عالم میں مجھے اس کے سوا اور کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا - جہاں کہیں میں جاتا ہوں وہ میرے سامنے ہوتا ہے -

نالہ ۲۵۳ : باوجود اس کے کہ میں بہت گنہگار ہوں ، میں اپنے کسی اچھے عمل کو بھی کوئی وقعت نہیں دیتا ، اور خالصتاً اس رحیم ذات کی رحمت پر امید لگائے بیٹھا ہوں - میری یہ حالت کمزوری ایمان کی وجہ سے نہیں ہے - بلکہ انتہائی پختہ ایمانی کی وجہ سے ہے - خدا کی طرف سے رحمت کی بارش ہوتی ہے تو میں اپنے کیے نہ کیے سارے اعمال کو بھول

جاتا ہوں ۔ اور اس کی غفاری واقعی اس بات کی متقاضی ہے ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ”ہم اپنے بندے کے گمان کے بہت قریب ہوتے ہیں“ کا معاملہ ہی پیش آئے گا ۔

فرد : اس کی رحمت کی بارش نے اس قدر دھو ڈالا ہے کہ تر دامنی کے غم سے میرا دل پریشان نہیں ہوتا ۔

نالہ ۲۵۴ : جو کچھ ہم جیسی مخلوق کے لیے ضروری ہے عنایت الٰہی سے وہ سب حاصل ہے ۔ لیکن ہمارا مطلق العنان دل اس کی صفات و اسماء کی ان تجلیات کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا اور ہمیشہ صرف احدیت کی ذات میں حیران رہتا ہے ۔ اگرچہ اسے معلوم ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کی تجلی بھی ہو بہو اس جیسی نہیں ہو سکتی پھر بھی ہمیشہ اسی ذات کے مشاہدے میں غرق رہتا ہے اور دنیا کی کوئی دوسری چیز اسے تسکین نہیں دے سکتی ۔ اور مضطرب ہوکر بے اختیار اسی ذات کی طرف دوڑتا ہے جس کی تعریف نہیں ہو سکتی ۔

فرد : جو کچھ مجھے چاہیے تھا وہ سب کچھ میسر آ گیا لیکن پھر بھی دل کو تسکین نہ ہوئی ۔ میں حیران ہوں کہ اب اور مجھے کس چیز کی ضروت ہے ؟

نالہ ۵۵۵ : میں نے حیران ہوکر آئینے کی طرح صنعت الٰہیہ کے اس کارخانے میں حیرت کی آنکھ کھولی ہے اور مجھے اپنے آپ پر کوئی اختیار نہیں رہا ۔ جو کچھ میرے سامنے لاتے ہیں میں دیکھتا ہوں اور بزم ہستی میں جس جگہ بٹھاتے ہیں میں بیٹھتا ہوں اور جو کچھ دکھاتے ہیں دیکھتا ہوں اور جو دکھائیں گے دیکھوں گا ”میں نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا ہے ۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں کے حالات کا دیکھنے والا ہے“ ۔

فرد : اے درد ! جب میں نے آئینے کی طرح حیرت کی آنکھ کھول ہی دی تو نہ جانے اس ہستی کے جلوؤں کے ہاتھوں میرا کیا بنے گا ۔

نالہ ۲۵۶ : عیاری و مکاری ، جسے بد باطن لوگ دانائی سمجھتے ہیں، ایمان و اعتقاد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔ خود سری اور خود

پسندی بے دینوں کا شعار ہے اور فرمانبرداری اور اطاعت ، جسے نیک لوگ خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے ہیں ، ایمان و یقین والوں کے دلوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے کہ یقین و تسلیم مومنوں کا طریقہ ہے ۔ فتنہ پیدا کرنے والی دانائی سے یہ خلوص والی نادانی ہزار درجہ بہتر ہے اور اکثر اہل جنت بھی سیدھے سادھے لوگ ہوں گے ۔

بیت : میری نادانی میرے دل کی آنکھ کے لیے سرمہ بنی اور آئینے کی طرح حیرانی ہی میری انکھوں کا نور بنی ۔

نالہ ۲۵۷ : توکل کے لیے بھی شجاعت کی ضرورت ہوتی ہے کہ بزدل لوگ جوانمردی نہیں دکھا سکتے ، اور دنیاداری کے لباس کو ترک کرنے کے لیے بھی ہمت کی ضرورت ہے کہ کم ہمت لوگ ہمت والوں کی پیروی نہیں کر سکتے ۔ توکل پر اپنی معیشت کی بنیاد رکھنا فقراء کے لیے کسوٹی ہوتا ہے اور دنیا کے لباس کو ترک کرنا غنی لوگوں کے لیے عزت کا باعث ۔

فرد : آدمی کا جوہر لباس کو اتارنے کے بعد ہی ظاہر ہوتا ہے اور تلوار کی طرح مجھے بھی عریانی ایک اور ہی آبرو بخشتی ہے ۔

نالہ ۲۵۸ : ریاکار صوفی کی پارسائی اور دغا باز ظاہر کا زہد باصفا عارفوں کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتا ۔ پشیمانی کے آنسو ان صوفیاء کو اس حد تک پسینے میں غرق کر دیتے ہیں کہ ایک خشک زاہد ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا ۔

فرد : کوئی شیخ اپنے خشک زہد کی وجہ سے میرے سامنے دم نہیں مار سکتا کیونکہ مجھے پشیمانی کے آنسوؤں نے جو صفائی بخشی ہوتی ہے ، وہ اسے کسی حال میں نصیب نہیں ہو سکتی ۔

نالہ ۲۵۹ : انسانی دل بھی ایک عجیب گورکھ دھندا ہوتا ہے جو کسی تدبیر سے بھی حل نہیں ہوتا اور ہر لمحہ طرح طرح کے روپ دھارتا ہے ، اور انسان بیچارہ اس کی چالوں میں گرفتار اور اس کے سامنے لاچار ہوتا ہے ۔

فرد : دل نے میرے کاموں میں بہت مضبوط گرہ دے رکھی ہے -
اے درد ! اسی لیے آسانیوں کا چہرہ دیکھنا میرے لیے مشکل ہوگیا ہے -
یعنی اسی بناء پر مشکلات میں گھرا رہتا ہوں -

نالہ ۲۶۰ : ہائے افسوس اس غفلت میں عمر ختم ہو رہی ہے اور اب کوئی موقع باقی نہیں رہا - موت کے آثار ظاہر ہیں - زندگی کا تیز رفتار گھوڑا دور جا چکا ہے - اس کے باوجود جو کام ہمیں کرنا چاہیے وہ ہم سے بن نہیں آتا بلکہ اس کے برعکس ہر روز غفلت بڑھتی جاتی ہے - "اے رب ! ہمارے تو ہمیں بخش دے - ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمیں اپنے نیک بندوں کے ساتھ موت دے -"

فرد : اے درد ! غفلت کی طرف ذرا دیکھو - عجب عبرت کا مقام ہے
عمر آخر ہونے کو آئی - لیکن میں نے جام شراب بھر رکھا ہے -

نالہ ۲۶۱ : اگرچہ دوست اور یار ہمیں بزم حق پرستی کی رونق سمجھتے ہیں اور محفل ہستی کو روشن کرنے والی شمع کہتے ہیں اور ہماری روشن بیان زبان کو تجلی طور کی شمع سمجھتے ہیں ، اور ہماری ظاہری آن بان کو نور سے بھرپور جانتے ہیں - لیکن ہم اپنے آپ کو چل بسنے والوں میں شمار کرتے ہیں ، اور موت جو ہر لحظہ سر پر کھڑی ہے اسی کو نصب العین سمجھتے ہیں ، اور ہم جانتے ہیں اگرچہ ہم اپنے احباب کی آنکھوں کا نور بڑھنے کا سبب بنے رہتے ہیں - لیکن اپنے لیے ہم عجیب مصیبت بنے رہتے ہیں -

نالہ ۲۶۲ : پاک نفس روشن ضمیر اور حقیقی عارف اپنی نصیحتوں اور پاکیزہ بیانات سے سب لوگوں پر ہدایت کا نور برساتے ہیں اور خوش نصیب لوگ اس نور سے اثر لیتے ہیں اور ان پر حقیقت حال کھل جاتی ہے - یہ عارف لوگ کسی کو طعن و تشنیع اور سخت کلامی سے نصیحت نہیں کرتے کیونکہ یہ طریقہ تو ریا کار زاہدوں اور جاہل واعظوں کا ہوتا ہے ، اور خدا کی مخلوق اس سخت رویے سے بدظن اور مایوس ہو جاتی ہے - لوگوں کو مایوس اور بدظن کرنا عارفوں کا کام نہیں ہوتا "مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے -" (حدیث)

بیت : میں صبح کی طرح اپنے چہرے پر پھونک مارتا ہوں تاکہ کسی کا آئینہ غبار آلود نہ ہو ۔

نالہ ۲۶۳ : فقیروں کا بوریا بادشاہوں کے تخت پر فوقیت رکھتا ہے اور درویشوں کی کلاہ بادشاہوں کے سامنے نہیں جھکتی ۔ خبردار ! ان بلند مقام لوگوں کے سامنے بے ادبی سے نہ آ اور ان نازک مزاج لوگوں کے سامنے عجزو انکساری کے سوا کسی چیز کا اظہار نہ کر اور اپنے خالق کے سوا کسی سے سروکار نہ رکھ ! "جس نے اللہ پر توکل کیا اس کی سب مرادیں پوری ہوئیں ۔"

فرد : فقراء کی بساط پر گستاخی و بے باکی سے قدم نہ رکھ کیونکہ ان بلند مقام لوگوں نے بہت سے بادشاہوں کا غرور توڑا ہے ۔

نالہ ۲۶۴ : شراب توحید سے مست لوگوں کو اپنے جیسا تصور کرتے ہیں اور حقیقت کی شراب سے مست حضرات تمام مخلوق کو اسی کیفیت میں سمجھتے ہیں ۔ ان کے خیال میں سب کچھ اس کا ہے ۔ چنانچہ شراب بھی اس کی ہے ۔

فرد : اے درد ! میخانۂ وحدت میں زاہد خشک بھی بادہ پرست ہی لگتا ہے ۔ جس طرح کدو اپنی ظاہری صورت میں سب ایک سے لگتے ہیں ۔

نالہ ۲۶۵ : نیکوں کے ساتھ نیکی کرنا کوئی بہادری نہیں لیکن برے لوگوں کے ساتھ نیکی کر ، اور کوئی تجھ سے برائی کرے تو اس کو اپنے لیے نیکی تصور کر ۔ برائی کرنے والے کو اس کی برائی کچھ فائدہ نہ دے گی ۔ جب کہ نیک آدمی کو اس کی نیکی کا پھل ملے گا ۔

بیت : جو برائی بھی کوئی اس کے ساتھ کرتا ہے دردؔ اس کو اپنے دل میں اچھائی سمجھتا ہے ۔

نالہ ۲۶۶ : سرکشی اختیار نہ کر کہ اس کا انجام برا ہوتا ہے ۔ زیادہ اونچا اڑنے کی کوشش نہ کر کہ اس سے ندامت کی گرد برستی ہے ۔ اور اس دنیا میں خاکساری کی زمین سے سر نہ اٹھا تاکہ تو گرے نہیں اور کسی کو دیکھ کر اونچا اڑنے کا خیال نہ کر تاکہ تو نیچے نہ گرے ۔

فرد : باد بگولے کی طرح سرکشی اختیار نہ کر کیونکہ یہاں جو کوئی کدورت لے کر اٹھتا ہے وہ سر کے بل گرتا ہے -

نالہ ۲۶۷ : جب دل آگاہ ہو کر کچھ مدت اسی حالت میں رہتا ہے تو اگر وہ بھولنا بھی چاہے تو بھول نہیں سکتا اور آگاہی اس کے دل کی ایک صفت بن جاتی ہے - جیسے بینائی آنکھ کی اور سماعت کان کی صفت بن جاتی ہے اور اس وقت اللہ کی طرف دائمی توجہ اور حضوری نصیب ہوتی ہے -

بیت : تیری یاد نے ہمیں ایک لحظہ بھر کے لیے بھی تنہا نہیں چھوڑا اس حد تک کہ ہم دن رات تیرے ذکر میں مشغول رہے -

نالہ ۲۶۸ : ازل سے ابد تک وقت ایک سیلاب کی طرح مسلسل بہہ رہا ہے اور دنوں اور مہینوں کے یہ امتیازات وہم و خیال ہیں ، اور زمانے کی گردش وہم و خیال کی گردش کی مانند ہے - وگرنہ خدا چاہے تو یہ تمام ہنگامہ آن واحد میں ختم کر دے -

فرد : (توہمات) وہم و گمان کی گردش نے ایام کا روپ دھارا ہوا ہے وگر نہ جمعہ اور ہفتہ کے درمیان فرق ہی کیا ہے -

نالہ ۲۶۹ : خدا رسیدہ لوگوں کے نزدیک پانا نہ پانا برابر ہوتا ہے - اور ایسے لوگوں کے مرتبے اور مقام کے متعلق جو کچھ بھی کہا جائے ان کی شان کے شایان نہیں ہوتا - للہذا ایسے بزرگوں کے مرتبے کو پہنچنے کا قصد کرنا بے جا ہے - عقل انسانی ان کے مراتب کو سمجھنے سے قاصر ہے -

بیت : اس کی ذات کے بارے میں کچھ کہنے سے عقل و فکر عاجز ہے خواہ کتنا واضح کرنے کی کوشش کریں پھر بھی ابہام باقی رہ جاتا ہے -

نالہ ۲۷۰ : حقیقی حسن و عشق ہر لمحہ ایک نئے عاشق و معشوق کو ختم دیتے ہیں اور ہمیشہ طرح طرح کے معاملات ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں - اگر ان دونوں کے تعلق کو تو حقیقت کی آنکھ سے دیکھے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ حسن و عشق میں ایک عجیب اتحاد ہے اور عاشق و معشوق کا وجود ان کی جھولی میں ہوتا ہے -

بیت : حسن و عشق میں ہمیشہ اتحاد ہے ۔ اگر ہم عشق کو چھوڑ دیں تو وہ ہمارا ساتھ چھوڑ دیتا ہے ۔

نالہ ۲۷۱ : باوجود اس کے کہ میں کسی وقت یاد خدا سے غافل نہیں رہتا تاہم خود کو بے کار محض جانتا ہوں ، اور اس طرح حیرانی کے سمندر میں غرق ہوں کہ کہیں کنارہ نہیں ملتا ، اور ہستیٔ مطلق کے شہود کے قلزم میں اس طرح گم ہوں کہ مجھے اپنا الگ وجود نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ خدا کو پہچاننا تو درکنار اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتا ۔ خدا تعالیٰ اپنے حبیب صلعم کے طفیل اور مرشدِ کامل کی برکت سے مجھ جیسے ناکارہ کا خاتمہ بالخیر کرے اور مجھے اپنے مرشد کا وصال نصیب ہو !

فرد : میں گمراہ ہوں اور مجھے بے کاری کے سوا کوئی چیز درکار نہیں ، میں جو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا کسی دوسری ہستی کی محفل میں کیسے باریاب ہو سکوں گا ۔

نالہ ۲۷۲ : مخلوق کے وجود و عدم کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے ،کہ وجود میں آنے سے پہلے کچھ نہ تھا ، یعنی مخلوق عدم کی صورت میں کچھ نہ تھی ، موجود ہو کر ذاتِ الٰہی کی محتاج ہے ۔ بلکہ پہلی ہستی کی طرح آنے والی ہستی بھی اس کے پیچھے لگی رہتی ہے ۔ پس اس معمولی حیثیت کی مخلوق کے ہونے نہ ہونے کے متعلق کیا کہنا ؟ اس پر تو ترس آتا ہے کہ بظاہر جو وجود اسے ملا ہے وہ بھی ہستی کا منتظر ہے بلکہ اس کی ہستی ازل سے ہی اس ہستی کی پابند ہے ۔

فرد : میرے بننے ٹوٹنے کے متعلق نہ پوچھیے کیونکہ میں صراحی کی طرح ابتدا ہی سے پتھر کی زد میں ہوں ۔

نالہ ۲۷۳ : صاف دل لوگ جو بیان کرتے ہیں وہ نفع بخش ہوتا ہے، اور روشن ضمیر لوگ جو لکھتے ہیں، وہ بھی پڑھنےوالوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے ان کے باطن کی صفائی کی دلیل ہوتی ہے ۔ ان کے جان دار کلمات مردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں ، ان کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے اور ان کا کلام شمع کی مانند روشنی بخشنے والا ۔

فرد : جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے - میری بات کی صفائی دل کی صفائی کو ظاہر کرتی ہے -

نالہ ۲۷۴ : آگاہی کا سانس آہستہ آہستہ کھینچنا اور آہستہ آہستہ چھوڑنا اور جہاں تک ہو سکے اس بات کو ملحوظ رکھنا ہماری اصطلاح میں عنان داری (ضبطِ نفس) کہلاتا ہے ، اور ظاہر و باطن کے لیے بڑا مفید عمل ہے - اس سے اطمینانِ خاطر بڑھتا ہے اور حواس بجا ہوتے ہیں - اس کے علاوہ دوسرے جسمانی اور روحانی فوائد بھی ہیں جن سے چہرے کا نور بڑھتا ہے - "پاس انفاس" یعنی سانس کا وہ سنبھالنا جو صوفیا کا مشہور مشغلہ ہے - اس سے الگ عمل ہے جس کی وہ اپنے مبتدیوں کو ہدایت کرتے ہیں جب کہ یہ "عنان داری" الگ ایک عمل ہے جو محمدیوں کا مخصوص معمول ہے ، جسے اس مسلک کے تربیت یافتہ لوگ بھی ترک نہیں کرتے -

فرد : اے درد ! میں پاس نفس سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوں جب کہ عنان داری کو بھی میں نے پوری طرح اپنایا ہے -

نالہ ۲۷۵ : ہمیشہ متوجہ الٰہی رہنے کی وجہ سے اور حضور و شہود کی کیفیت میں غرق رہنے کی وجہ سے سالک کو ایسی فنا کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ اس کے باطن میں ماسوئ اللہ کا وجود مطلق نہیں رہتا اور وہ سراسر پانی بن جاتا ہے - اس فنا کے بعد بقا با اللہ کا مقام عطا ہوتا ہے - اس مقام پر مستی کے بعد ہوشیاری نصیب ہوتی ہے اور یہ من و تو کے امتیاز کا شعور دیتے ہیں تاکہ مخلوق کی ہدایت کا کام سرانجام پا سکے - اس مقام پر اپنی اور غیر کی ہستی کا شعور من جانب اللہ عطا ہوتا ہے - بی یسمع و بی یبصرہ - (ہمارے ذریعے سنتے ہیں اور ہمارے ذریعے دیکھتے ہیں) کی حدیث کا مفہوم اس حالت پر گواہ ہے -

فرد : درد اپنی ہستی کو مار رہا ہے - اب تو ہی اسے کوئی ہستی بخش سکتا ہے -

نالہ ۲۷۶ : ظاہر بین لوگ ، جن کی چشمِ بصیرت نابینا ہوتی ہے ، انھی مادی محسوسات کو دیکھتے ہیں اور حقائق کو نہیں سمجھتے - اسی لیے

بہ ظاہر بین لوگ حیران و پریشان رہتے ہیں ۔

بیت : اگر تیری آنکھ آئینے کی طرح ظاہر کو دیکھنے ہی میں محو ہے ، تو جو کچھ نظر کے سامنے ہوگا وہ تمہارے دل کی ترجمانی کرے گا ۔

نالہ ۲۷۷ : سالک اگر مصلحت بیں ہو تو مختلف وقتوں میں وہ مختلف روپ دھارے گا جس سے اس کی باطنی کیفیات میں تنزل آئے گا ، بلکہ نقل مکاں سے بھی دل کی کیفیات بدل جاتی ہیں ۔ لیکن اگر اپنے اوقات کی حفاظت کرنے والا ہوگا تو اسے اطمینان اور استقامت نصیب ہوگی ۔ آج کے اس دور میں سب جگہ حالات ناسماعد ہیں ۔

فرد : ہر وقت میرا اپنا وقت ہے اور ہر مقام میرا اپنا مقام ہے یعنی سارے اوقات اور مقامات میرے لیے سازگر ہیں ۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس حد تک زماں و مکاں سے بے نیاز کیا ۔

نالہ ۲۷۸ : صادق لوگوں کے لیے دلی صداقت ہدایت کا سبب بنتی ہے ۔ اس کی راستی اور درستی کا مقصد ہی پختہ عقیدے کا اصول ہونا چاہیے ، اور شک و شبہ کو دل میں جگہ نہیں دینا چاہیے ۔ مرشد کی نظر ہر مقام پر راہنما ہوتی ہے ۔ اگرچہ ہادیٔ کل ہونا خدا ہی کو سجتا ہے ۔

فرد : صداقت روشن ضمیر لوگوں کی راہنمائی کرتی ہے ۔ شمع کی طرح مجھے اس راستی کے عصا سے سہارا ملتا ہے ۔

نالہ ۲۷۹ : خدا تعالیٰ مزاج میں استغنا عطا فرمائے تو پھر دنیاوی مال و متاع کی کوئی ضرورت نہیں ۔ خدا تعالیٰ اپنی محبت عطا کرے اور اس پر ستقامت بخشے تو ظاہری جاہ و جلال سب ہیچ ہیں ۔ دلی یکسوئی اور خود داری پیدا کرنی چاہیے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ درویش بھی اپنے وقت کا بادشاہ ہوتا ہے ۔

فرد : دنیاوی مال و اسباب جمع کرنے کی ضرورت نہیں ۔ اے درد ! ہر درویش بھی بادشاہ ہی ہوتا ہے ۔

نالہ ۲۸۰ : عالی ہمت لوگ مصیبتوں کے وقت حد سے زیادہ

آہ و زاری نہیں کرتے اور ان کا زخمی دل یار کی محبت کے شکوے اغیار سے نہیں کرتا ، اور اپنے بگڑے کام کو دوسرے غافلوں کی طرح ہر کس و ناکس کی مدد سے نہیں سنوارتے اور یہ ظاہری مصیبتیں اُنہیں غم کے آنسو نہیں رلاتیں بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ اُن کو برداشت کرتے ہیں ۔

فرد : تمھاری ہمت پر خود زخموں کو ہنسی آتی ہے اور رونا بھی مرہم کا کام دیتا ہے ۔

نالہ ۲۸۱ : غافل اور کج فہم لوگ اسرارِ توحید کو کماحقہٗ نہیں سمجھتے ، اور وہم و گمان میں گرفتار لوگ حقیقت شناس نہیں ہوتے ۔ پریشان نظریں جمال الٰہی دیکھنے کے قابل نہیں ہوتیں اور خدا کے کمالات کا مطالعہ کرنے سے قاصر رہتی ہیں ۔ کثرت میں وحدت دیکھنا تو درکنار ان غلط بین لوگوں کی پریشان نظری وحدت میں کثرت پیدا کر دیتی ہے ۔

فرد : کج بین لوگوں کی آنکھ حریمِ وحدت میں نامحرم کی طرح ہوتی ہے ۔

نالہ ۲۸۲ : میں معصومیت کا دعویٰ نہیں کرتا تاکہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ظاہر کروں ۔ جس قدر بھی وہ رحیم ذات کبیرہ گناہوں سے محفوظ رکھے یہ میری خوش نصیبی ہے ۔ بندہ فرشتہ تو نہیں ، آخر آدمی ہے ۔ اگر کسی انسان سے کوئی خطا ہو جائے تو بزرگوں کو چاہیے کہ ان کی پردہ پوشی کریں ۔ آخر اُن کے اپنے اعمال بھی ایک دن دیکھے جائیں گے یا حضرت اگرچہ زاہد ہونا بلا شک ایک خوبی ہے لیکن عیب بینی بھی تو ایک عیب ہے ۔

فرد : اے درد ! ہمارے زاہد کو طعنہ نہ دو ۔ اگر اس نے کوئی گناہ کیا ہے تو آخر وہ انسان ہے ۔

نالہ ۲۸۳ : دنیا کی کھیتی میں جب تک آدمی زندہ ہے اچھے یا برے اعمال کے بیج بوتا ہی رہتا ہے ، اور اس دارالعمل میں نیک اور بد

افعال و اقوال کو ہونے کا ہنگامہ ہمیشہ گرم رہتا ہے ۔ ہر آدمی سے جو کچھ سرزد ہو رہا ہے اس کا نتیجہ اور پھل خدا کے نزدیک ثابت ہے ، اور مرنے کے بعد اسے دیکھا جائے گا ۔ "جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی وہ اس کا بدلہ پائے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ بھی اس کا بدلہ پائے گا ۔"

پس غفلت کا پردہ دل سے اٹھا اور فرصت کو غنیمت جان تاکہ تجھے نیکیوں کی توفیق ملے ۔ دل کی خواہش کے مطابق برائیوں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ حیوانوں کی طرح تجھ سے کوئی نہ کوئی حرکت سرزد ہوتی رہے گی اور تجھے اس کی سزا ملے ۔ گی جو کچھ کہنا ضروری تھا وہ ہم کہہ چکے ۔ اب تو خود مختار ہے ۔ چاہے انسان بنے چاہے حیوان ہر انسان آخرت کی اس کھیتی (دنیا) میں چار و ناچار کسی نہ کسی کام میں مشغول ہے ۔ البتہ اچھے کاموں کی توفیق خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

فرد : اے درد ! دنیا ایک اچھی کھیتی ہے اور یہاں ہر کوئی اچھے برے اعمال کے بیج بونے میں مصروف ہے ۔

نالہ ۲۸۴ : مقدس لوگوں کے جسد بھی روحِ مجسم کی مانند ہیں اور ہوا و ہوس سے بری ۔ حضرات کے مصفا اجسام سے نور برستا ہے ۔ نہ ان کا منور جسم نورانیت کا حجاب بنتا ہے اور نہ ان کی باخبر روح دیگر تن پرور لوگوں کی طرح جسم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ۔ جسد کا فانوس روح کی شمع کے لیے حجاب نہیں بنتا ۔

بیت : باخبر روح کو جسم کا نام نہیں دیا جا سکتا ۔ جسم کا فانوس شمع دان کے لیے حجاب نہیں ہوگا ۔

نالہ ۲۸۵ : گلشنِ کون و مکاں میں وہی ایک معنوی بہار طرح طرح کے کھلائے موجودات کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے ۔ وہی ایک توحید رنگا رنگ کی مخلوق کی صورت میں دکھائی دیتی ہے ۔ جو کچھ اس دنیا میں ہے "ہمہ آزوست" کی نمائندہ ہے ۔

فرد : چمن کے ہر پھول نے وحدانیت کے رنگ و بو سے

معمولی سا رنگ اپنایا ہے - اور چمن کی بہار بھی ایک ابدی بہار کا نمونہ ہے -

نالہ ۲۸۶ : اخلاق اور باطن کی صفائی عجیب نعمت ہے - جس کسی کو باصفا دل عطا کیا گیا ہے - ہزاروں لطافتوں کے دروازے اس پر کھول دے گئے ہیں - جب وہ لطیف ذات جل شانہٗ بندے پر مہربانی کی نظریں ڈالتی ہے تو کائنات کی ہر چیز اس کو مہربان نظر آنے لگتی ہے - ان ربی لطیف لما یشاء انہ ھوالعلیم الحکیم - ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ جتنا چاہتے ہیں اتنا ہی مہربان بن جاتے ہیں اور وہ علم والے حکمت والے ہیں" -

فرد : آئینے کی طرح دل نے جس طرف نظر اٹھا کے دیکھا صفا کی دولت سے کیسی کیسی لطافتیں حاصل نہ کیں -

نالہ ۲۸۷ : دنیاوی اعتبار سے چاہے دل جمعی نصیب ہو نہ ہو خدا تعالیٰ عزت و آبرو ضرور محفوظ رکھے گا - نیک نامی ایک ایسی دولت خدا داد ہے جو کسی کے اختیار میں نہیں جب کہ سونا چاندی جمع کرنا ایک بے بنیاد چیز ہے ، اور اسباب جمع کرنے کی ہوس کو ظاہر کرتا ہے - بلند نظر لوگ اپنی صلاحیتوں کو دنیا جمع کرنے میں صرف نہیں کرتے بلکہ سراسر توجہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کی طرف رکھتے ہیں -

فرد : فوارے کی طرح ہم ایک آبرو رکھتے ہیں اگرچہ ہمارے خزانے میں سونا چاندی نہیں -

نالہ ۲۸۸ : دنیاوی چیزوں کی طرف طبیعتوں کا میلان بھی فطری سی چیز ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان کے سوا کچھ نہیں - یہ امتحان بھی اس جمیل مطلق کی ایک ادا ہے - اس کے ساتھ ساتھ روحانی لطافتیں بھی جب انسانی دل کو اپنی طرف کھینچتی ہیں تو وہ بھی اس محبوب کی ایک ادا کے سوا کچھ نہیں - بے چارہ انسان کسے دل دے اور کس کی طرف رغبت کرے - ہادیٔ کل اپنے فضل سے راہ ہدایت دکھائے اور گمراہی سے محفوظ رکھے !

فرد : اس کے ناز و ادا سبھی دل کش تھے اور ہر ایک نے مجھے اپنی طرف کھینچا -

نالہ ۲۸۹ : جوانی میں یہ فقیر کچھ عرصہ دنیاداری میں گرفتار رہا - لیکن اس کے فضل سے ابھی جوانی کے کچھ دن باقی تھے کہ اس غفلت سے نجات مل گئی، اور انتیس (۲۹) سال کی عمر میں میں نے درویشی اختیار کی - حق تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے - جس طرح زندگی میں اسلامی اصولوں پر چلنے کی توفیق دی اور استقامت بخشی اور اسی طرح انھی اصولوں کے ساتھ مرنے کی توفیق دے -

فرد : ہوا کی مانند کہ جس کو ایک حباب نے گرہ لگا رکھی ، کچھ عرصے تک میرے دل نے بھی ہوا و ہوس اور طمع کو اپنے اندر جگہ دے رکھی -

نالہ ۲۹۰ : خدا رسی ایمان کو تقویت دیتی ہے اور احادیث مبارکہ پر یقین کو بڑھاتی ہے - جس قدر بھی اختیار کی جائے بہتر ہے - اکثر اوقات کلمہ شہادت اس کے معانی کو نظر میں رکھتے ہوئے صدق دل کے ساتھ پڑھتے رہیے اور مظاہر الٰہی کے مشاہدے میں منہمک رہ اور ہر طرف "تحقیق اللہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے" - کے معنی کو دیکھ - جو چیز تجھے راہ پر لا سکتی ہے وہ وحدت پر یقین ہے ، اور جو چیز تجھے سہارا دے سکتی ہے وہ کلمۂ شہادت ہے -

فرد : صحرائے طلب میں میں نے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارے لیکن سوائے کلمہ شہادت کے کوئی چیز راہ نمائی نہ کر سکی -

نالہ ۲۹۱ : تربیت ، باطنی ترقی اور ہدایت پانے کا دار و مدار پیر کی خدمت و صحبت پر ہوتا ہے - لیکن اگر اس کی خدمت میں حاضر ہونا مشکل ہو تو مایوس نہیں ہونا چاہیے - کیونکہ کبھی صرف نسبت ہی سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے چونکہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اس لیے کبھی بغیر زیادہ صحبت کے ہی فیض حاصل ہو جاتا ہے - بلکہ طلبِ صادق ہو تو پیر کی رحلت کے بعد بھی اس کی روح سے فیض حاصل کیا جا سکتا ہے - اسے نسبت اولیۃ کہتے ہیں اور بعض بزرگوں

نے اس کا تجربہ کیا ہے ۔ اگر مرشد صاحبِ تصنیف ہو تو فیض حاصل کرنا اور بھی آسان ہو جاتا ہے ۔ اس کے کلام کو غور اور اعتقاد سے پڑھنا چاہیے ۔ انشاء اللہ ہادیِ کل اس کلام کے طفیل ہدایت کی راہیں کھول دے گا ۔ ''جو کچھ ہم نے تمھیں دیا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور ذکر کرو اس کا جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو'' ۔

فرد : اگرچہ نظریں نظروں سے نہ ملیں پھر بھی پوشیدہ طور پر دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ۔

نالہ ۲۹۲ : گوشۂ قناعت عجب اطمینان کی جگہ ہے ۔ خدا یہ گوشہ نصیب کرے اور حرص و لالچ کا صحرا عجب کانٹوں کی سیج ہے خدا اس سے محفوظ رکھے ۔

فرد : قناعت و گوشہ گیری اختیار کر کیونکہ ہوا و ہوس کا صحرا کانٹوں سے بھرا پڑا ہے ۔

نالہ ۲۹۳ : پیر پرستی اختیار کر کہ یہ حق پرستی کا باعث بنتی ہے اور اس سے خدا رسی کے دروازے کھلتے ہیں ورنہ ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہوگا اور ہر کوئی اپنے اپنے اعمال ہی سے کامیاب ہوگا ۔ کمرِ ہمت باندھ اور جہاں تک ہو سکے خلوص اختیار کر ۔ کیونکہ عاشقانِ صادق نے اس راہ میں کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کی ہیں اور نیک نام دنیا میں یادگار چھوڑتا ہے ۔ تو بھی انھیں کے نقشِ قدم پر چل !

فرد : آؤ تاکہ دادِ محبت دیں کیونکہ لیلیٰ و مجنوں کی محبت تو اب افسانے سے زیادہ وقعت نہیں رہی ۔

نالہ ۲۹۴ : یہ رسالہ اگرچہ ایک چھوٹا سا سفینہ ہے لیکن اس میں میں نے معانی کے ایک سمندر کو سمو دیا ہے ۔ اور حقیقت کے موتیوں کا متلاشی جب اس میں غوطہ لگائے گا تو بے شمار جواہر اس کے ہاتھ لگیں گے ۔ ظاہر بیں لوگ صرف اس کی عبارتوں ہی کا مطالعہ کریں گے ، صاحبِ نظر لوگوں کے لیے اس کا ہر ہر حرف ایک کتاب اور ہر ہر لفظ معانی کا ایک باب ثابت ہوگا ۔

فرد : معانی شناس لوگوں کی نظر میں ہر حرف کتاب نظر آیا کرتا ہے ۔

نالہ ۲۹۵ : ترک دنیا اور مجرد رہنا ، جو غنی فقراء کو نصیب ہوتا ہے ، دنیاداروں کی سمجھ میں نہیں آتا ۔ دنیا والے صرف فقیروں کے کھانے پینے ہی کو دیکھتے ہیں ، ان کی دلی کیفیات اور استغنا کو نہیں جانتے ، دراصل وہ لوگ ان چیزوں کو سمجھنے ہی سے قاصر ہیں ۔

فرد : اہلِ دنیا جو حیوانوں کی طرح صرف ظاہری چیزوں کو دیکھتے ہیں ۔ انھیں تجرید تفرید کی اہمیت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے ۔

نالہ ۲۹۶ : حقیقی معنوں میں توحید پرست لوگ وحدت کے دائرے سے باہر قدم نہیں رکھتے ۔ جس کسی سے ہم کلام ہوتے ہیں اس گفتگو میں اپنے دل دار کو مخاطب سمجھتے ہیں بلکہ ان اتحاد پیشہ لوگوں کی سراسر توجہ اپنے دل کی طرف رہتی ہے ۔ اپنے اور محبوب کے درمیان ذرہ برابر امتیاز روا نہیں رکھتے ۔

فرد : میں وحدت کے گوشے میں پڑا ہوں اور کثرت کے بازار میں نہیں جاتا ۔ میرا ڈرنے والا دل اپنے اور اپنے محبوب ہی سے مانوس ہے ۔

نالہ ۲۹۷ : اگر کوئی انسان اپنی سمجھ کے مطابق اپنا تعلق خدا سے جوڑتا ہے تو یہ بات جذب و مستی کے بعد وہ سمجھ جاتا ہے کہ اس کا وجود خدا کے وجود کا ایک پرتو ہے اور ہر رشتہ جو بے چاری مخلوق اپنے اختیار سے اپنے خالق سے جوڑتی ہے وہی اس کی بے اختیاری کا سبب بن جاتا ہے ۔ اس کا یہ اختیار مجازی ہوتا ہے ، حقیقی نہیں ۔ حقیقی وجود صرف اللہ تعالیٰ کو نصیب ہے جس میں کسی کی کوئی شرکت نہیں ۔ اس لیے حقیقی اختیار بھی اس کی ذات والا سے مخصوص ہے ۔ ”خداوندِ قدوس جس طرح چاہتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں اور جس کا ارادہ کرتے ہیں اسی کا حکم دیتے ہیں“۔ خدا تعالیٰ ہماری اس غلطی کو معاف فرمائے اور ہمیں حقیقت کو دیکھنے والی آنکھ عطا کرے ۔ اب جو غفلت سے نکالا ہے تو پھر غفلت کے گڑھے میں نہ گرائے اور صدق و یقین کی مسند پر بٹھائے رکھے ۔ ”اے رب ! ہمارے دلوں

کو ہدایت کے بعد گمراہ نہ کر ، اور اپنی رحمت سے حصہ عطا فرما اور تو بہتر عطا فرمانے والا ہے" ۔

فرد : جو کچھ ہم نے اپنے آپ سے منسوب کر رکھا ہے وہ بے خودی کی بنا پر ہے اور جو کچھ ہم نے اپنے لیے اختیار کر رکھا ہے وہ بے اختیاری کی وجہ سے ہے ۔

نالہ ۲۹۸ : اگرچہ مخلوق کے لیے وجود و عدم ضروری نہیں اور اپنی ماہیت کے اعتبار سے ہستی و نیستی کے لائق نہیں لیکن ہر لمحہ مخلوق شعلے کی طرح معدوم و موجود ہوتی رہتی ہے اور ہمیشہ انقلاب کا شکار رہتی ہے ۔ خدا تعالیٰ ہم مسافروں کے لیے زاد راہ فراہم کرتے رہتے ہیں ۔ اگرچہ ہم اپنے وطن ہی میں ہوتے ہیں یعنی جب تک ایک شخص کو زیست کے سفر کے لیے زادِ راہ نہ ملے، وہ اپنے گھر میں ہوتے ہوئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا ۔ اور خداً تعالیٰ ہم بے بضاعتوں کی ہستی قائم رکھنے کے لیے طرح طرح کی مددوں سے نوازتے ہیں "اسی کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے" ۔

فرد : میرے پاس کوئی سامان سفر نہیں لیکن اس کے باوجود بھی میں سفر میں ہوں اور حالات کی گردش کی وجہ سے اس راستے میں مجھے پاؤں اور ٹانگوں کی بھی ضرورت نہیں ۔

نالہ ۲۹۹ : عاشقان صادق کو کہاں فرصت کہ عشق مجازی میں گرفتار ہوں اور ان متلون مزاج لوگوں کی ناز برداری کریں اور رات دن اسی فکر میں رہیں کہ یہ ہوا اور یہ کیوں نہیں ہوا ۔ یہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز لوگ کب یہ درد سرمول لیتے ہیں اور اس قسم کے قضیوں میں پڑتے ہیں ۔ ایک نہ کہہ کر دس آسانیاں پیدا کر لیتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو سارا ظاہر کرکے ان دنیاوی حسینوں کی طرف نظر اٹھا کے نہیں دیکھتے ۔

فرد : تم اس جیسے رنگ کے حسن کی لاکھ تعریف کرو ۔ میں اس دردِ سر میں نہیں پڑتا ۔

نالہ ۳۰۰ : شربت دیدار الٰہی کے تشنہ کام اسماء و صفات کی تجلیات

سے سیر نہیں ہوتے ، اور ہمیشہ اسی پاکیزہ صورت کی طرف دیکھتے رہتے ہیں ۔ باوجود اس کے کہ ہر وقت تجلیات ذات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں ۔ پھر اپنے آپ کو واصل نہیں سمجھتے اور ہمیشہ تشنگی کی وجہ سے بے قرار رہتے ہیں ۔ اگرچہ کسی چیز کو اس حقیقی سمندر سے باہر نہیں سمجھتے لیکن اپنے آپ کو اس کا شناور نہیں مانتے ۔

فرد : سوائے تشنگی کے میرے دل میں کچھ نہیں ہوتا اگرچہ گوہر کی طرح ہمہ‌تن پانی میں غرق رہتا ہوں ۔

نالہ ۳۰۱ : عاشقان ذات باری کسی ایک مقام پر نہیں ٹھہرتے اور ہمیشہ ترقی کی راہ پر گامزن رہتے ہیں اور جس ہستی کو ایک دن میں کھڑی کرتے ہیں وہ بھی ناپید ہو جاتی ہے ۔''

ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتا ہے اور ''ہر روز وہ ایک نئی شان میں جلوہ گر ہوتے ہیں'' پر عمل کرتے ہیں ۔

فرد : دل مجھے جہاں کہیں بھی لے جائے میں وہاں ایک دو لمحوں سے زیادہ نہیں ٹھہرتا ، اور وہ رنگ بدلنے کی حالت جو راہ سلوک کی ابتدا اور درمیان میں پیش آیا کرتی ہے ، ایک دوسری چیز ہے اور انتہائی مقامات پر ترقیوں کی یہ کیفیت ایک دوسری چیز ہے ۔
''اللہ درجات کو بلند کرنے والا ہے اور اس جیسا کوئی معبود نہیں ۔''

نالہ ۳۰۲ : خاکسار لوگوں کو کسی کی دستگیری کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ اور وقت آنے پر بغیر کسی دنیاوی سبب کے انہیں ترقی مل جاتی ہے اور غیبی مدد ان کو پہنچ جاتی ہے ۔ مقصد بلند ہونا چاہیے ، اور تمام صلاحیتیں دنیاوی مال و اسباب جمع کرنے میں نہیں کھو دینی چاہئیں ۔ ایک تائید ربانی ہی مقصد تک پہنچنے کے لیے بہت کافی ہوتی ہے ۔

فرد : منکسرالمزاج کو مال و اسباب جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی جس طرح سائے کو چھت پر جانے کے لیے کسی زینے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

نالہ ۳۰۳ : اللہ تعالیٰ کی تمام کمالی صفات انسان میں موجود ہیں ۔ اور اس کے ناموں کی ساری تجلیات کا یہ مظہر ہے ، دراصل یہ خلیفہ الٰہی خود رحمان کی صورت پر پیدا کیا گیا اور جو جو صفات اللہ تعالیٰ کی سنی گئیں انسان میں دیکھی گئیں -

"بے شک اللہ نے آدم کو پیدا کیا رحمان کی صورت پر"

اس بات کی دلیل ہے کہ "اور اعلیٰ ہے اعلیٰ مثال اسی کے لیے ہے" سے بھی اسی بات کی تصدیق ہوتی ہے -

فرد : عکس کی طرح میں نے غیریت کا رنگ قبول نہ کیا - میرے خلو خال اپنے ہی نقاش کے نقش و نگار ہیں -

نالہ ۳۰۴ : اگرچہ کبھی میں نے عشق نہیں کیا لیکن میں ایک سچے عشق سے بھرپور ایک دل رکھتا تھا - اس لیے عشاق کے لیے لازم ہے کہ جب بھی وہ زندہ دلی کی محفل گرم کریں ، اس مردہ دل کو بھی یاد رکھیں - اور میرے لیے دعائے مغفرت کریں -

فرد : اگر کوئی دل اپنے محبوب کے وصل سے زندگی پائے تو اسے چاہیے میرے معفرت چاہنے والے دل کے لیے بھی دعائے خیر کرے -

نالہ ۳۰۵ : اے دغا باز اور فساد بپا کرنے والے شیخ ! یہ کہاں کا اخلاق ہے کہ تو حفظ مراتب کا خیال نہ رکھے اور شریف اور شریر میں امتیاز نہ برتے ؟ تیرا یہ لوگوں کی تواضع کرنا جو حیوانات پالنے کے مترادف ہے بے فائدہ ہے، اورکوئی شخص اس سے خوش نہ ہوگا - ہر ایک کا حق ادا کر اور اس کے ساتھ اس کے مرتبے کے مطابق سلوک کر -

فرد : تو اس قدر بغیر امتیاز کیے ہر کہ و مہ کی دلداری کرتا رہا کہ تیری ساری محبت برباد گئی اور کوئی دل بھی تجھ سے راضی نہ ہوا -

نالہ ۳۰۶ : میرے ننانوے ناموں میں سے ایک نام "پاک بے باک" کا بھی ہے کہ جب بھی "اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے -"

مجھے یاد آتا ہے تو زبان سے بے ساختہ "اور وہ نہیں ڈرتے کسی سزا سے" نکل جاتا ہے ، اور جو کچھ میرے دل میں ہوتا ہے ، میں برملا

کہہ دیتا ہوں کہ نہ کوئی دوکان دار اور نہ کوئی رند مشرب آدمی اس طرح کا سچ بول سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری زبان کو لسان الغیب کی ترجمان بنایا ہے۔ میری تقریر و تحریر دونوں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اس امر پر خدا گواہ ہے۔ مجھے اس کی کہاں فرصت کہ میں مخلوق کی طرف توجہ کروں اور ان مختلف العقیدہ لوگوں کو راضی رکھ سکوں۔ ''اسی پر توکل کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔''

فرد مجھے اتنے کام ہیں کہ کسی کام کی فرصت نہیں اور ایک ہستی کے ساتھ ہی مجھے اتنی مشغولیت رہتی ہے کہ دنیا والوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی سروکار ہی نہیں رہا۔

نالہ ۲۰۷ : ان نالوں سے میرا مقصد اپنے درد دل کا اظہار ہے۔ حقیقت حال کو بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ شہر کے کسی شیخ پر نکتہ چینی مطلوب ہے۔ میں خود کون سا پاک و صاف ہوں کہ کسی کے عیب نکالوں۔ یہ تو خدا کی بندہ نوازی ہے کہ مجھے کچھ لوگوں کی نظروں میں نیک نام بنا رکھا ہے، اور لوگ میری نسبت اچھا گمان رکھتے ہیں۔

فرد : یہ دوستوں کی مہربانی ہے کہ مجھے نیک سمجھتے ہیں ورنہ میں اپنے آپ کو خوب جانتا پہچانتا ہوں۔

نالہ ۲۰۸ : بات کرنے والے کی طرح بات کی بھی عمر معین ہوتی ہے اور آخرکار دونوں ہی کو فنا ہونا ہوتا ہے۔ بوڑھے لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ عرصہ پہلے لکھی ہوئی کتابیں اور جوان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی تازہ تصنیف۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کوئی نوجوان جوانی ہی میں مر جائے گا یا بڑھاپے تک پہنچے گا۔ آخر موت سب کو آنی ہے۔ اس لیے مجھ ضعیف کے باقی رہنے کا کیا امکان۔ بہرحال کوئی شخص اپنے بیٹے کی موت کو پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ وہ اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مرے۔ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے نیک اور لائق اولاد ملے نہ کہ نالائق جو مزید رسوائی کا باعث ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گنہگار کو جس طرح دنیاوی اولادیں سعادت مند عنایت فرمائی ہیں اسی طرح یہ معنوی

اولاد یعنی تصنیفات بھی با معنی عطا کی ہیں کہ ہر جگہ ان کا ذکر خیر ہوتا ہے اور ہر جگہ مقبول و مشہور ہیں -

بیت : ہر جگہ میرا مؤثر طرز بیان مرے مافی‌الضمیر کو اس حد تک واضح کر دیتا ہے کہ لوگ اس سے بجا طور پر فیض حاصل کرتے ہیں - حق تو یہ ہے کہ میں اپنے اعضائے جسمانی میں سے زبان کو سر پر جگہ دوں یعنی زبان کو سب اعضا سے اہم تر جانوں -

نالہ ۳۰۹ : عالی ہمت اور بلند فطرت لوگ خواہ کتنے اونچے مقام پر پہنچ جائیں اس پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آگے چلتے رہتے ہیں - کیونکہ قرب الٰہی کے مقامات ان گنت ہیں نہ مراتب الٰہی کی کوئی حد ہے اور نہ ان لوگوں کی طلب کی کوئی حد - خدا تعالیٰ ان عارفوں کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خواجہ میر محمد کے طفیل ہمیشہ اپنی ذات کے مشاہدوں میں غرق رکھے اور اونچے سے اونچے مقامات پر پہنچائے !

فرد : جس مقام پر بھی میں پہنچتا ہوں وہاں ایک دو لمحوں سے زیادہ نہیں ٹھہرتا - اے خدا ! میں امید رکھتا ہوں کہ تو مجھے اپنی بارگہ تک پہنچائے -

نالہ ۳۱۰ : روز قیامت ، جو یوم الدین کے نام سے بھی موسوم ہے بعض حقیقتوں کے منکشف ہونے کی رو سے ضرور آئے گا - اور اس دن کی صبح گویا ہر شخص کے مرنے کے ساتھ ہی شروع ہو جائے گی - دنیاوی زندگی کی فنا ، روح کی بقا ، منکر نکیر کے سوال و جواب اور قبر کے دوسرے معاملات کی حقیقت جسے عالم برزخ بھی کہتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق ہر فرد بشر پر کھل جائے گی -

اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ موت دے !

فرد : اے درد ! وہ صبح قیامت کے دن کی خبر دیتی ہے جو ہمارے مرنے کے دم سے طلوع ہوتی ہے -

نالہ ۳۱۱ : تن پروری اور آرائش دنیاداروں کو زیب دیتی ہے - خدا رسیدہ لوگ ان چیزوں سے سروکار نہیں رکھتے اور قوت لایموت کے سوا کسی چیز کی طلب نہیں کرتے - جو کچھ خدا انہیں دیتا ہے کھا لیتے ہیں اور جو کچھ میسر آئے پہن لیتے ہیں - باوجود اس کے کہ ان میں سے بعض کو لباس فاخرہ اور لذیذ کھانے وافر مقدار میں میسر آ سکتے ہیں لیکن وہ پھر بھی درویشانہ ہی کھاتے پہنتے ہیں ، اور اہل دنیا کی طرح زیب و زینت میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے -

فرد : عورتوں جیسی زیب و زینت عورتوں ہی کو مبارک ہو - ہماری مردانہ ہمت دنیا بنانے سنوارنے میں صرف نہیں ہوتی -

نالہ ۳۱۲ : اپنے زہد و علم پر غرور وہم و گمان کے بگولے سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا - یہ چیز خود بینی اور خود نگری سے پھوٹتی ہے - ترش روئی اور بے اعتنائی بھی ذہنی فتور کا نتیجہ ہوتی ہے - جب کہ ادب سے پیش آنا عارفوں کا کام ہے اور اس میں بہت سے فائدے ہیں - گوشہ نشینی اور بے نیازی بھی فقراء کا شعار ہوتی ہے ، کہ اس میں بہت ساری برکتیں ہوتی ہیں - غرض آداب شرعی کی رعایت میں مشغول رہنا چاہیے اور ہر وقت خدا سے لو لگا کر ندامت کے آنسو بہانے چاہئیں تاکہ دل میں رقت اور شوق پیدا ہو -

فرد : ہم نے اشک ندامت کا بیج اس اُمید پر بویا ہے کہ خداتعالیٰ اس دانے کو سرسبز و شاداب کرے -

نالہ ۳۱۳ : مدرسہ اور مسجد سے علم و عمل حاصل ہوتا ہے - جب کہ بت کدے اور کلیسا میں شرک سکھایا جاتا ہے - غرض کہ کفر و دین اپنا اپنا اثر دکھاتے ہیں اللہ والوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دلوں کو حضور و شہود کے نور سے آباد اور منور رکھیں -

مطلع مخمس : میں نہ مسجد اور مدرسے کی بنیاد رکھ رہا ہوں اور نہ کلیسا اور بتکدہ بنا رہا ہوں - کفر و دین سے ہٹ کر میں لوگوں کو ہدایت کرتا ہوں اور جو تعمیری کام میرے ذمے آن پڑا ہو ، میں اسے انجام دیتا ہوں اور دل خانہ خدا کا نام ہے - میں اسے آباد کرتا ہوں -

نالہ ۳۱۴ : وادی تحقیق میں خون پسینہ ایک کرنے والوں کو اپنی حقیقت کو جاننے کی خواہش ہوتی ہے اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی شمشیر کے گھائل لوگوں کو ہر وقت اپنی ماہیت جاننے کا غم لگا رہتا ہے - اپنی ہستی کو بھلائے ہوئے لوگ جرس کی مانند ہر ہر قدم پر دل کے ہاتھوں نالہ و فریاد کرتے رہتے ہیں -

بند مخمس : اپنے متعلق جستجو نے مجھے خاک و خون میں تڑپایا ہے - میرے دل کا زخم اپنی ہی خوشبو سے پھول کی طرح کھل گیا ہے ، اور گھنٹی کی طرح میں اپنی آواز خود نہیں سنتا ہوں - یہاں تک کہ اپنے راز اور اپنی آرزو سے بھی واقف نہیں ہوں - تو پھر میں کس کے لیے تڑپوں اور کس کے لیے فریاد کروں -

نالہ ۳۱۵ : روشن دل کے لوگوں کی حقیقت بین آنکھ اگرچہ آگاہی کا بار گراں ان کے کندھوں پر ڈال دیتی ہے لیکن دنیا کی محفل انہی روشن ضمیر لوگوں کے نور نگاہ سے منور ہوتی ہے - اور اگرچہ یہ برگزیدہ لوگ اپنے آپ کو گل ہستی کی طرح ایک داغ سے زیادہ نہیں سمجھتے لیکن دنیا کے باغ کی بہار انہیں شگفتہ خاطر اور رنگین دل لوگوں کی وجہ سے ہے - غرض کہ یہ نغمہ سرا نے کی طرح ہوا و ہوس سے خالی اور دوست کی چاہت سے پر ہوتے ہیں ، اور اگرچہ اپنی حقیقتوں کو روشن کرنے والے بیانات کو غم کے نالے سے زیادہ نہیں سمجھتے لیکن دنیا کا دل انہی نالوں کو سن کر شگفتہ و خوش ہوتا ہے اور ان نالوں کی برکت سے ایک مخلوق فیض یاب ہوتی ہے - اور حقیقت تک بلکہ انتہائی مقامات تک پہنچتی ہے -

بند مخمس : میری آنکھ اگرچہ شمع کی طرح گردن کا بوجھ ہے لیکن دنیا کی محفل اسی کی وجہ سے سراسر روشن ہے - میرے دل کا داغ پھول کی طرح صحن گلشن کی بہار ہے اور ایک مخلوق میرے نالوں سے ، جو بانسری کے نغموں کی طرح ہیں ، شگفتہ دل ہوتی ہے - میں غم کے نغمے گاتا ہوں اور سب لوگوں کے دلوں کو خوش کرتا ہوں -

نالہ ۳۱۶ : اگر حقیقت بین آنکھ کھولی جائے تو سوائے

جاوۂ وحدت کے کچھ بھی نظر نہ آئے اور اگر توہمات کو دل سے دور کر دیا جائے تو سوائے ایک فعل کے کوئی دوسرا فعل نظر نہ آئے ، اور خودی کا زنگ دل سے صاف ہو ۔

بند مخمس : حقیقت نے جہاں کہیں حیرت سے دیکھا سوائے اس کے جلوے کے کوئی دوسری چیز نظر نہ آئی ۔ دوئی کا وہم کسی سر میں نہ سمائے ۔ گویا وہ میرے دل میں بیٹھا ہے اور وہاں اپنا ذکر دیکھ کر خوش ہو رہا ہے، اور میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ میں اسے یادکر رہا ہوں ۔

نالہ ۳۱۷ : کائینات کا باغ ، جس میں رنگا رنگ کے پھول کھلے ہیں ، اگرچہ اس باغ نے ہوا و ہوس والوں کو طرح طرح کی خواہشات میں اُلجھا دیا ہے ۔ لیکن شریف‌النفس اور عالی نسب لوگوں کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ۔ اور دوسرے حیوانات کی طرح یہ لوگ آب و دانہ کی تلاش میں مارے مارے نہیں پھرتے ، بلکہ تسلیم و توکل کی مسند پر جلوہ افروز ہیں ۔

بند مخمس : گلستانِ جہاں ہوا و ہوس کی جگہ ہے اور اس میں مخلوق خواہشات کے دام میں پھنسی ہوئی ہے ، اور کیسی کیسی آرزوئیں میرے دل میں پیدا نہیں ہوئیں ، اور دنیا کے آب و دانہ نے کس کس طرح مجھے گرفتار خود نہیں کیا ۔ لیکن میں اپنے محبوب کی رضا سے باہر قدم نہیں رکھتا ۔

نالہ ۳۱۸ : زاہد لوگ عارفوں کا کلام نہیں سمجھتے اور ظاہر بین لوگ اہل باطن کی باتوں کے مطلب کو نہیں پہنچتے کیونکہ یہ مقدس لوگ روحانیت کی بات کرتے ہیں ۔ اور دنیادار اپنے جسم کے تقاضوں کی پیروی کرتے ہیں اور جسمانی قیود سے باہر قدم نہیں رکھتے ۔

بند مخمس : اے زاہد ! عارف علماء کی برابری کا دعویٰ نہ کر۔ اس لیے کہ ظاہر پرستوں میں ان لوگوں کی بات سمجھنے کی استعداد نہیں ہوتی ۔ میں روح کی فکر میں ہوں جب کہ تو جسم ہی کے تقاضوں میں محدود ہے ۔ تو خدا کے کاموں کو مخلوق سے منسوب کرتا ہے اور میں مخلوق کے کاموں کو اللہ کی جانب سے سمجھتا ہوں ۔

نالہ ۳۱۹ : نورِ حق ہر عارف کا مقصود ہوتا ہے ، اور کائنات کی ردا (چادر) کے لیے اس نور کا فیض تانے بانے کی طرح ہے ۔ کائنات کا وجود اس کی وجہ سے ہے ۔ دنیا کے سارے کام اسی کی مدد سے انجام پاتے ہیں ۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بے حقیقت ہے ۔

مطلع مخمس : اے وہ! جس کے نور کی وجہ سے ہماری زندگی کا چراغ روشن ہے ۔ اور تیرے خورشید کی شعاؤں سے ہماری نشو و نما ہوتی ہے ۔ تیرے بغیر ہماری زندگی ذرہ برابر آگے نہیں بڑھتی ۔ عکس کی طرح ہماری ہستی تیرے وجود سے ہے ۔

نالہ ۳۲۰ : ہر سید زادہ سید ہونے کے عام فیض سے مستفیض ہوتا ہے ، اور یہ سعادت اسی کے لیے کیا کم ہے کہ سیادت کی تعظیم کی وجہ سے سادات کے گروہ میں شامل ہے اور ہمیشہ ان پر درود و سلام کی خوشبو سیادت کی نسیم کے ذریعے پہنچتی ہے ۔ تیسری چیز یہ کہ ایسے سادات جو کمال کو پہنچے ہوں اور نبیوں اور اماموں کے وارث ہوں محمدیہ سلسلے کے مقامات پر فائز ہیں اور نجیب الطرفین سید ہیں ۔ ”اے اللہ ! تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور برکت دے اور سلامتی دے“ !

بند مخمس : ہم چونکہ آل رسول ؐ ہیں اس لیے جان و دل سے سید بزرگوں پر فدا ہوتے ہیں ۔ سیادت کے عام فیض کے امیدوار ہیں یعنی جب ہم سیادت کے خیمے تلے ہیں تو ہمارے درود پڑھنے سے خود ہمیں کو سلام پہنچتا ہے ۔

نالہ ۳۲۱ : اے انسان ! زندگی کے حقیقی مقصد کو پورا کیے بغیر اگر تو زندگی گزارنے کے سینکڑوں طریقے بھی اپنا لے تو سوائے تشویش و تردد کے کچھ حاصل نہ ہوگا ، اور تو نفسانی خواہشات کے دام میں گرفتار رہے گا ۔ اس لیے اے انسان ! افسوس ہے کہ تو نے حقیقت کو نہ سمجھا اور حق کی طرف مائل نہ ہوا اور دنیا کی اس عبرت گاہ میں تو نے شمع کی طرح آنکھ تو کھولی لیکن جو کچھ دیکھنا چاہیے تھا اسے نہ دیکھا ”اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو !“

مطلع مخمس : گلشنِ ہستی میں تو سینکڑوں رنگوں کے ساتھ کھلا ہے لیکن اس باغ سے سوائے تشویش کے پھولوں کے اور کچھ نہ چنا - ہوا و ہوس کے دام سے تو چھٹکارا حاصل نہ کر سکا - افسوس ہے کہ تو حقیقت کو نہ پا سکا - اگرچہ تو نے شمع کی طرح آنکھ کھولی لیکن کچھ نہ دیکھا -

نالہ ۳۲۲ : وہ لوگ جنھیں بیان و خطابت کا ملکہ عطا کیا جاتا ہے ، ان کو ''اسے ہم نے غالب کیا تمام ادیان پر'' ــــ کےمصداق باقی لوگوں پر غالب کر دیتے ہیں ، اور وہ لوگ بیان حق کے لیے سراپا زبان بن جاتے ہیں ، اور ان کے افعال کو بھی ان کے اقوال کا حصہ بنا دیا جاتا ہے - اسی لیے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قول اور فعل دونوں کو حدیث میں شامل کر دیا گیا ہے - سبحان اللہ ! وہ جن کے قول و فعل میں اختلاف ہوتا ہے ، ان کی مثال ''وہ بات کیوں کہتے ہیں جس پر خود عمل نہیں کرتے'' - کی سی ہوتی ہے ، اور جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کا قول و فعل سراسر ''ہم نے دیا تمھیں کلاموں کا مجموعہ''ــــ کا آئینہ دار ہوتا ہے ، وہ بھی ہمہ تن زبان ہوتے ہیں اور ان کا ہر ہر رونگٹا توحید کو بیان کرتا ہے - اور اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر ہر حرف اپنے حدود میں کلمۃ اللہ اور آیۃ اللہ ہوتا ہے - ''اللہ بہتر سننے اور جاننے والا ہے'' -

بیت : اس محفل نے مجھے اس حد تک زور بیان عطا کیا ہے کہ شمع کی طرح میرے جسم کا ہر عضو سراپا زبان بن گیا ہے -

نالہ ۳۲۳ : اگر کوئی اس زعم میں رہے کہ وہ دنیاوی آفات سے محفوظ ہے تو وہ دراصل خطرے میں ہے - اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ جسمانی قوتوں سے مجھے فائدہ پہنچ رہا ہے تو وہ سراسر نقصان میں ہے - خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو خطرے کو امن اور نقصان کو فائدہ سمجھتے ہیں اور اپنی بلند نظروں کو سود و زیاں سے بالاتر رکھتے ہیں اور بغیر کسی خطرے کے زندگی کی شاہراہ پر گامزن ہیں - نہ یہاں کے نقصان سے رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں اور نہ یہاں کے فوائد سے چنداں خوش

ہوتے ہیں ۔ ''اور وہ ان نعمتوں پر جو اللہ نے انہیں دی ہوتی ہیں ، ضرورت سے زیادہ خوش نہیں ہوتے ، اور جو ان نعمتوں میں سے اللہ واپس لے لیتا ہے اس پر افسوس نہیں کرتے'' ۔

بیت : ہمارا قافلہ خطرات کے باوجود آسانی سے چلتا رہتا ہے ۔ ہمارے لیے نفع نقصان برابر ہوتا ہے ۔

نالہ ۳۲۳ : بے چارے عشاق کے پاس سوائے ایک دل مجروح کے کیا رکھا ہوتا ہے ۔ اور ان کے غمگین دل سے سوائے چند خون کے آنسوؤں کے اور کچھ نہیں برستا ہے ۔ اتنا نادار و مفلس ہونے کے باوجود وہ اپنے یار کے غم کو خوشی سے گلے لگاتا ہے اور اس کی تواضع کرتا ہے ۔ اگر اس کا معشوق بے نیازی دکھائے تو یہ ماحضر پیش کرنے کی جرأت نہیں کرتا اور اگر وہ ذرا سا مہربان نظر آئے تو بے چارہ عاشق کوئی چیز خدمت میں پیش کر دیتا ہے ۔

فرد : چند دل کے ٹکڑے اور کچھ خون کے آنسو تیرے غم کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے کے لیے ، مجھے یہی میسر آ سکا ہے ۔

ہمیشہ یار کی عنایات اور مہربانیوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے ورنہ اس کی محبت کی راہ میں اٹھائی ہوئی یہ ساری مصیبتیں کسی کام نہ آ سکیں گی ۔

نالہ ۳۲۵ : بڑھاپے میں اگرچہ ساری قوتیں جواب دے بیٹھتی ہیں اور سارے اعضا کمزور پڑ جاتے ہیں ۔ لیکن دل کا گداز ابھی جوش میں ہے اور سیلاب اشک طغیانی کی طرف مائل ہے اور طبیعت کی روانی زندگی کی روانی کی طرح ہے ۔ اگرچہ پاؤں چلنے سے عاجز ہیں ، بار بار بے ہوش ہو جاتا ہوں ۔ لیکن تسکین دلی حاصل ہے ، اس لیے اپنے آپ کو فرش راحت پر محسوس کرتا ہوں ۔ حقیقت یہ ہے کہ کبھی تنہائی پسند آتی ہے تو کبھی انجمن اور کبھی وطن ہی میں اپنے آپ کو مسافر محسوس کرنے لگتا ہوں ۔

فرد : اگرچہ پاؤں چلنے کے قابل نہیں رہے لیکن طبیعت کی روانی کا سیلاب برابر جاری ہے ۔

نالہ ۳۲۶ : اگرچہ میں حق شناس ہوں لیکن خود شناس نہیں اور اگرچہ میں خدا رسیدہ بنا لیکن اپنے آپ کو نہ پہچان سکا۔ کیونکہ حق شناسی یہی ہے کہ خود شناسی کے عجز کا اعتراف کیا جائے اور خدا رسی یہی ہے کہ ہر جگہ خدا کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئے۔ اور یہ چیز اللہ والوں کو اور توحید پرستوں کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ دراصل خود شناسی یہ ہے کہ ذات باری کا علم حاصل کیا جائے اور خود رسی یہ ہے کہ ذات باری کے وجود کو تسلیم کیا جائے۔ یعنی آدمی توحید پرست ہو۔ یہ انسان جو ممکن الوجود ہے ، اگرچہ ہمیشہ خدا جو واجب الوجود ہے ، سے واقف ہے لیکن اپنے آپ سے غافل ہے اور اس گنہگار کو بھی اگرچہ اپنے رب سے آگاہی حاصل ہے ، لیکن اپنی حقیقت سے واقف نہیں۔

فرد : سمندر کی طرح دن رات جوش و خروش دکھاتا ہوں لیکن اپنی ہستی سے ناواقف ہوں۔ سمندر کی طرح یہ بھی نہیں جانتا کہ کون میری جھولی میں گرا اور کون کنارے لگا۔

نالہ ۳۲۷ : اگرچہ ہم فقیروں کے پاس خدا کے فضل سے دنیاوی مال و اسباب میں سے کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن ہم ان دنیا والوں کو مطلق خاطر میں نہیں لاتے اور یہ بے نیازی ہمیں خدا پر اعتقاد کی بدولت نصیب ہوتی ہے نہ کہ دنیاوی مال و متاع کی وجہ سے۔ ہمارے خزانے میں سوائے نقد جان کے کچھ نہیں ، اور ہمارے گھر میں سوائے طبع روشن کے کوئی دوسرا چراغ نہیں۔

بیت : ہمارا خزانہ نقد جان سے بھرپور ہے اور ہمارا گھر طبع روشن سے پر نور ہے۔

نالہ ۳۲۸ : عقیدت مند لوگ اپنے پیشواؤں کے ہر نقشِ قدم کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں اور جس نگینے پر ان کا نام کندہ ہو اسے سر آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ غرض کہ راہ شوق میں سر کے بل چلتے ہیں ، اور اپنے امام و پیشوا کی پیروی کو اپنے لیے فرض عین سمجھتے ہیں۔

فرد : جہاں کہیں آپ کے قدم کا نقش ہوگا ہم وہاں اپنی پیشانی

کے نشان لگائیں گے جس جگہ سے تو گزر کر گیا ہوگا ہم اسی کو سجدہ گاہ بنا لیں گے ۔

نالہ ۳۲۹ : انسانی حقیقت ، جو ذات الٰہی کے مقدس اور اعلیٰ مرتبے کی مظہر ہے ، اس کی جلوہ گری کی آئینہ دار ہے ۔ اور صورت رحمانی کا یہ آئینہ جو بے انتہا کمالات کا مجمع ہے، ہمیشہ اس کے فیض سے بہرہ ور ہے ۔ اس لیے وہ عرف حق کے باطن کی آنکھ میں معرفت کا سرمہ لگا ہوتا ہے ، ہمیشہ اپنے آپ کو شاہد حقیقی کی نظر کا مرکز سمجھتے ہیں ۔ اور وہ اولیاء جن کا دل نور محبت سے معمور ہوتا ہے ہمیشہ محبوب حقیقی کی طلب میں سراپا اشتیاق بنے رہتے ہیں ۔ وہ لوگ ہمیشہ دریائے مشاہدات میں غرق اور حضور و شہود میں گم رہتے ہیں ۔

فرد : تیری تصویر ہر وقت میری نظروں میں رہتی ہے اور میں سائے کی طرح ہر دم تیرے اشتیاق میں ترے قدموں میں بچھا رہتا ہوں ۔

نالہ ۳۳۰ : بڑے بڑے لوگوں کو یہ جو پریشانیاں لاحق رہتی ہیں یہ ان کے دنیاوی مقام کی وجہ سے ہیں اور ان سرکش لوگوں کے کندھوں پر دنیاوی آلام کا یہ بوجھ ان کی دنیا کے لیے بھاگ دوڑ کی خاطر لاد دیا جاتا ہے ۔ بہرحال ہمارا وجود ان قیود کی وجہ سے ہے جو قدرت نے ہمارے لیے مقرر کر دی ہیں ، اور انھی قیود کی وجہ سے ہمارے وجود کو اظہار کی قوت ملی ہے ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سر ہو اور درد سر نہ ہو اور دوش ہو اور بار دوش نہ ہو ۔

فرد : یہ سر ہی ہمارے لیے درد سر کا باعث ہے ۔ اور یہ کندھے ہی ہمارے لیے کندھوں کے بوجھ کا سبب ہیں ۔

نالہ ۳۳۱ : افسوس کہ اس دوستی کے باوجود ، جو ہر شخص کو اپنے نفس سے ہے، کوئی شخص حقیقی دوستی کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھاتا، اور وہ حقیقی دوستی عاقبت کی فکر ہے ۔ کیونکہ یہ عالم چند روز سے زیادہ باقی نہ رہے گا اور عالم آخرت کو کبھی فنا نہ آئے گی ۔ الٰہذا ایسے جہان کی فکر کرنی چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے ۔ جو لوگ جہان فانی کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں ، وہ غفلت و نادانی کا شکار ہیں ۔ کیونکہ یہ سفر تو

بہرحال طے ہو ہی جائے گا ، اور ہر شخص خواہ مخواہ اسی آخری منزل کی طرف جا رہا ہے ۔ اگر تجھے سچ مچ اپنے آپ سے ہمدردی ہے تو دانا دوست بن نہ کہ بے وقوف دشمن ۔ خبردار خبردار ! اگرچہ اپنے آپ کو اپنا بے نظیر دوست سمجھتا ہے لیکن دراصل تو ہر لمحہ اپنے آپ سے دور بھاگ رہا ہے ۔

فرد : اے درد ! تو اپنے آپ کو بھول رہا ہے حالانکہ دنیا میں تیری اپنے نفس کے ساتھ آشنائی بلکہ پکی دوستی تھی ۔

نالہ ۳۳۲ : دنیاوی آرام سراسر ، آزاد ہوتے ہیں ، اور یہاں کی راحتیں سراسر رنج ۔ ہوشیار آدمی دنیاوی لذتوں کے پیچھے حد سے زیادہ نہیں دوڑتے ، اور مومن ایک سوراخ سے دو بار ڈنک نہیں کھاتا ۔ حدیث مبارکہ ——کا مفہوم ہے اور عقل مند لوگوں کے لیے ان کا تجربہ ہی آئندہ امتحانات سے نکلنے کے لیے کافی ہوتا ہے ۔ بار بار کسی دام میں گرفتار ہونا اپنی خواہشات کے قریب میں آتا ہے ۔ حرص و ہوا کے شیشے کو دنیا کے اس مے خانے میں طاق نسیاں پر رکھو ، اور اپنے آپ کو ہوا و ہوس کے حوالے نہ کرو ! غرض کہ غفلت کے اس ساقی کو صاف انکار کر دینا چاہیے ، اور نفس کی شرابِ ناب کی طرف دھیان نہیں دینا چاہیے ۔

فرد : اے ساقی ! میں دوبارہ یہ جام نہیں پیوں گا ۔ کیونکہ اس کا نشہ رنج کا موجب بنتا ہے ۔

نالہ ۳۳۳ : ظاہر پرست صوفی آئینے کی طرح ہوتا ہے کہ جس کی نظر ہمیشہ دوسروں پر رہتی ہے ۔ جب کہ فاقہ مست فقیر خود شکنی کی کوشش کرتا ہے ، اور دوسروں کے عیبوں کو چھپاتا ہے ۔ کیونکہ صوفی کہلانا اور صوفیوں جیسے کپڑے پہننے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا——درویش کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا سے اپنا رشتہ جوڑے رکھے ۔ اور ماسویٰ سے تعلق توڑنے کی کوشش اور مجاہدہ زاہدوں کا کام ہے اور عیب پوشی عارفوں کا شیوہ ۔

فرد : صوفی آئینے کی طرح زرق برق لباس پہنتا ہے جب کہ ایک عارف

کی آنکھ دوسروں کے عیب چھپاتی ہے -

نالہ ۳۳۴ : استغنا سے اطمینان قلبی نصیب ہوتا ہے اور حرص و ہوا پریشانی کا باعث بنتے ہیں - جن لوگوں کو استغنا کی عظیم دولت نصیب ہوئی ہے وہ قناعت اور برد باری کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے -

فرد : جس کو دلی فنا نصیب ہوتی ہے وہ تسکین و اطمینان کی زندگی گزارتا ہے -

نالہ ۳۳۵ : بڑھاپے سے گویا کوچ کا دن شروع ہوتا ہے - اس دن کے طلوع ہوتے ہی عقل مند لوگ دنیا سے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں اور موت کی گھڑیوں کا انتظار کرنے لگتے ہیں - اس وقت ان لوگوں کو یہ دنیا ایک مہمان سرا سے زیادہ نظر نہیں آتی - اور مومنوں کا دل ہر وقت آخری گھر کی جانب لگا رہتا ہے -

فرد : اے درد ! بڑھاپے کی صبح شروع ہو چکی ہے - اٹھ کہ یہ مہمان سرا تیرا وطن نہیں ہے -

نالہ ۳۳۶ : خدا خدا کرکے اگرچہ یہ "نالہ درد" جو ایک غم زدہ دل کی فریاد تھی ، تکمیل کو پہنچا - لیکن اس کی داستان کا بیان ختم نہیں ہوا - اگرچہ دل پر درد نے یہ سب سرد آہیں نکالیں لیکن واردات قلبی کا بیان مکمل نہ ہوا - ہر وقت حقائق کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مارتا ہے - اس لیے دل بے چارہ کس کس کا اظہار کرے اور جگر کس طرح ان کو برداشت کرے -

بیت : اس کے بعد ہمارے دل سے کوئی فریاد بلند نہ ہوگی اور ہمارے جگر سے کوئی آہ نہ نکلے گی -

نالہ ۳۳۷ : یہ نالے اسی ترتیب سے دل سے نکلتے رہتے ہیں جس ترتیب سے لکھے ہوئے ہیں - اور جو اشعار ان میں داخل کیے گئے ہیں ان میں بھی تکلف آورد کو کوئی دخل نہیں - بعض نالوں میں رباعیاں آتی ہیں - بعض میں مخمس کے بند اور بعض میں ایک مصرع بھی نہیں - لیکن ایک نالے میں عربی کے جو دو شعر ہیں وہ ایک دوسرے نالے میں بھی

ہیں - بعض نالے لمبے ہیں اور بعض چھوٹے یہ باتیں جو مجھے دیباچے میں کہنی چاہئے تھیں ، یہیں لکھ رہا ہوں - غرض کہ میں قلم کی طرح بے اختیار ہوں - جو کچھ وہ لکھاتے رہے ، میں لکھتا رہا ، ''کسی کو غلبہ اور قوت حاصل نہیں سوائے خدا تعالیٰ کے جو بڑا عظیم ہے -''

فرد : اے درد ! رعشہ دار ہاتھ کی طرح میں خود نہیں ہلتا ہوں اور کوئی چیز بھی میرے اپنے اختیار میں نہیں -

نالہ ۳۳۸ : مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جس نے 'نالہ درد' سنا اور اس کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا - ہو سکتا ہے کہ اس بے درد کے پہلو میں دل ہی نہ ہو ، یا اس کے دل کے کان غفلت کی وجہ سے بند ہوگئے ہوں ، اے غافل اور اے جاہل ، یہ نالے جنھیں قبول الٰہی کا درجہ حاصل ہو چکا ہے ، تو اسے خاطر میں نہیں لاتا - کچھ تو انصاف کی نظر سے اسے دیکھ اور اپنے دل اور کانوں کی محرومی پر افسوس کر ! یہ قرآنی آیات (ان کے کان ہیں لیکن وہ ان سے سنتے نہیں ان کے دل ہیں لیکن وہ سوچتے نہیں) تمھارے حسب حال ہیں -

فرد : میرا نالہ آسمان تک پہنچا ہے لیکن اے غافل ! تمھارے دل تک نہ پہنچ سکا -

نالہ ۳۳۹ : عاشق کا نخل زندگی آنسوؤں سے سیراب ہوتا ہے اور محب صادق کے چہرے پر دل کے گداز سے رونق آتی ہے ، رونا ہی اس کا دوست اور رونا ہی اس کی زندگی ہوتی ہے ، کہ اس سے قدرے دل کا بخار نکل جاتا ہے اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے -

فرد : رونا ایک دولت ہے جس کے سہارے میں جی رہا ہوں اور دل ان آنسوؤں کا سرچشمہ ہے -

نالہ ۳۴۰ : وہ فقیر جو دنیا کی طرف مائل رہتا ہے ریاکار ہے ، اور وہ امیر جو عاقبت پر نظر نہ رکھے بیہودہ کوشش میں لگا ہوا ہے ، اور برائے نام انسان ہے - کیونکہ فقیری دراصل دنیا و مافیہا کو ترک کرنا ہے اور امیری دراصل مسکینوں اور غریبوں کی خبرگیری کا نام ہے - ریاکار فقیر ، فقراء کی عزت برباد کرتے ہیں اور بے خبر دولت مند اپنی

دولت کو ضائع کرتے ہیں اللہ کے مقرب لوگ ان دونوں فرقوں سے الگ ہیں ۔ ان کا قول و فعل خدا کے لیے ہوتا ہے ۔ نہ وہ بادشاہوں کے درباروں کا طواف کرتے ہیں نہ کسی امیر کے دروازے پر جاتے ہیں اور نہ ریاکار فقیر کے چنگل میں گرفتار ہوتے ہیں ۔ صاف ستھری زندگی بسر کرتے ہیں ۔ مالک حقیقی کو ہر وقت حاضر و ناظر جانتے ہیں اور جو درویشی کے لیے مناسب ہے اسی پر عمل کرتے ہیں ۔ دوسروں کی عزت و آبرو کا خیال رکھتے ہیں غرض کہ یہ خالص محمدی یعنی سلسلہ محمدی کے پیروکار ہیں ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات جو دراصل بے غیرتی ہے ، کی پیروی نہیں کرتے ۔ حقیقت یہ ہے کہ انھی متوکل درویشوں کی ظاہری خستہ حالی دنیا اور دنیا والوں کی ترقی کا سبب ہوتی ہے "مخلوق ان کے نور سے منور ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتے ہیں ۔"

بیت : دنیا کو میری خستہ حالی کی وجہ سے فروغ حاصل ہوتا ہے اور میرا اڑا ہوا رنگ صبح کے نور کی طرح ضیا بخش ہے ۔

نالہ ۳۴۱ : افسردہ خاطر لوگوں کی سرد آہوں اور پژمردہ دل لوگوں کے درد بھرے نالوں کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ۔ عشق کی وجہ سے ہر دم ان کی زبان سے نئی بات نکلتی ہے اور ہر وقت غم عاقبت کے بادل ان کے سینوں پر باران رحمت برساتے رہتے ہیں ۔ عاشق بے چارہ کیا کہے اور کیا لکھے ۔ جو کچھ بھی وہ کہے گا اور لکھے گا وہ ایک دریائے بیکراں کے مقابلے میں ایک قطرے کی حیثیت رکھے گا ۔ اس لیے سننے والوں اور پڑھنے والوں کی کمزوری اور مجبوری کے پیش نظر اسی پر اکتفا کر رہا ہوں وگرنہ قبلہ والد صاحب حضرت میر محمدی ایدنا اللہ بنصرۃ سرہ و قدسنا برکۃ برہ کی تصنیف نالۂ عندلیب فوائد کا ایک بحر ذخار ہے جو سب کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے ۔ علاوہ بریں اس حقیر کی تصنیف "علم الکتاب" بھی بہت سی مشکلات کو حل کر دیتی ہے ۔ البتہ یہ رسالہ "نالہ درد" بھی انھی کتابوں کا ایک نمونہ ہے اور مذکورہ کتابوں کے بام پر جانے کے لیے گویا ایک زینہ ہے ۔ اس میں تین سو اکتالیس نالے ہیں جو "ناصر" کے اعداد کے برابر ہیں ۔ خدا تعالیٰ

اپنے خاص احسان و فضل سے اور اس شریف نام کی برکت سے اس رسالے کو قبولیت کا شرف بخشے اور مصنف کی بخشش فرمائے ۔

بیت : چونکہ یہ سب نالے ، ''ناصر'' کی یاد میں ہیں اس لیے ان کی تعداد ''ناصر'' کے اعداد کے برابر ہے ۔

''اللہ ہی مدد کرنے والا ہے ، اور ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں ۔ اے اللہ ! تو درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی صفات ، انوار آثار ، اسماء اور ساری مخلوق کے اعداد کے مطابق اور ان کی آل پر ان کے صحابہ پر اور ان کے احباب پر اور سلامتی رکھ ، جس طرح بھی ہو ۔''

ڈاکٹر عبادت بریلوی

کی

زیرِ طبع کتابیں

۱۔ ڈاکٹر جان گلکرسٹ شخصیت اور علمی کارنامے
(انگریزی سے اردو)

۲۔ سید حیدر بخش حیدری

۳۔ میر امنؔ دہلوی

۴۔ فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات

۵۔ نظیر اکبر آبادی (شخصیت اور شاعری)

۶۔ حیاتِ میر

۷۔ میر کی غزل

۸۔ منظوماتِ میر

۹۔ میر کا فن

۱۰۔ حیاتِ اقبالؒ (ادبی سوانح)

۱۱۔ افکارِ اقبالؒ

۱۲۔ اقبالؒ کا فن

۱۳۔ سراج اورنگ آبادی

۱۴۔ مقدمات و مقالات

۱۵۔ جدید اردو ادب (۱۸۵۷ - ۱۹۸۰)